عمران سیریز
سپاٹ
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین ۔ سلام مسنون .... نیا ناول "سپاٹ فلم" آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ جدید دور میں جرائم کی جس طرح نئی سے نئی جہتیں سامنے آ رہی ہیں اور جس جس انداز میں حکومتوں کے خلاف جرائم وقوع پذیر ہو رہے ہیں یہ ناول ان جدید ترین جرائم کی ایک نمائندہ کہانی ہے ۔ اس میں موجود بے پناہ سسپنس اور لمحہ بہ لمحہ انتہائی تیز رفتاری سے بدلتے ہوئے واقعات نے اسے یکسر منفرد اور ہنگامہ خیز بنا دیا ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی آپ کے اعلیٰ معیار پر یقیناً پورا اترے گا ۔ آپ کی آراء کا منتظر رہوں گا ۔ ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجئے ۔

واشنگٹن (امریکہ) وان کرک ایونیو سے سید ریاض حسین بخاری صاحب لکھتے ہیں ۔ "آپ کے قارئین کا ایک وسیع حلقہ یہاں موجود ہے جن میں سے ایک قاری میں بھی ہوں ۔ اب تک تو میں آپ کا خاموش قاری رہا ہوں لیکن آپ کا ناول " بلیک ہاونڈز " پڑھنے کے بعد میں خاموش نہ رہ سکا اور بے اختیار آپ کو خط لکھنے پر مجبور ہو گیا ہوں ۔ اس ناول میں آپ نے وادی مشکبار کی تحریک آزادی پر قلم اٹھایا ہے اور جس خوبصورت انداز میں آپ نے یہ ناول لکھ کر اس تحریک کو تقویت بخشی ہے وہ واقعی بے مثال ہے ۔ میں بھی بنیادی طور پر

مشکباری ہوں اس لئے آپ کا یہ ناول پڑھ کر میرے دل میں آپ کے قلم کی عظمت کا نقش مزید گہرا ہو گیا ہے ۔آپ نے جس دلکش اور خوبصورت انداز میں یہ ناول لکھا ہے میں اس پر آپ کو اپنی طرف سے اور واشگٹن میں رہنے والے ہزاروں مشکباریوں کی طرف سے دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ آئندہ بھی اس موضوع پر مزید لکھتے رہیں گے ۔

محترم سید ریاض حسین بخاری صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا شکریہ ۔آپ نے اپنے خط میں میرے لئے جن جذبات کا اظہار کیا ہے ۔ میں اس کے لئے آپ کا دلی طور پر مشکور ہوں ۔وادی مشکبار میں ظلم ڈھائے جا رہے ہیں اور جس جس طرح تحریک آزادی کو دبایا جا رہا ہے اسے مہذب دنیا کے سامنے پیش کرنا ہم سب کا فرض ہے ۔ مجھے خوشی ہے کہ میری یہ کوشش کامیاب رہی ہے ۔انشاء اللہ آئندہ بھی آپ اس موضوع پر میری مزید تحریریں پڑھتے رہیں گے ۔

پشاور ۔خیبر ایجنسی ناصر گڑھی سے ارشاد احمد شاد صاحب لکھتے ہیں " مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے اب تک جتنے ناول بھی تحریر کئے ہیں وہ سب میری ذاتی لائبریری میں موجود ہیں اس لئے کہ میں آپ کے ناولوں کا شیدائی ہوں آپ کی تحریر میں جو حسن ، چاشنی اور پاکیزگی ہے وہ مجھے کسی اور مصنف کی تحریروں میں نظر نہیں آتی ۔آپ کے ناول اب کمپیوٹرائزڈ کتابت پر شائع ہو رہے ہیں یہ شرف بھی آپ کے ناولوں کو ہی حاصل ہوا ہے لیکن میرے ذہن میں ایک الجھن البتہ ضرور موجود ہے کہ گذشتہ طویل عرصے سے جو کاتب حضرات آپ کے ناولوں کی کتابت کر رہے تھے وہ تو بے روزگار ہو گئے ہونگے ۔

محترم ارشاد احمد شاد صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا شکریہ ۔جہاں تک کمپیوٹرائزڈ کتابت کی وجہ سے کاتب حضرات کے بے روزگار ہونے کا سوال ہے تو ادارہ یوسف برادرز نے ایسا نہیں ہونے دیا ۔وہ ویسے ہی کام کر رہے ہیں صرف فرق یہ ہے کہ پہلے وہ مسودہ کتابت کرتے تھے مگر اب کتابت کی بجائے مسودے کو ری رائٹ (Re - write) کرتے ہیں اور پھر کمپیوٹر کتابت کرتا ہے ۔یہ انتظام بھی ان کاتب حضرات کو جو طویل عرصے سے ادارے سے وابستہ ہیں بے روزگار ہونے سے بچانے کے لئے کیا گیا ہے ۔ورنہ تو مسودہ بھی براہ راست کمپیوٹر کتابت کے لئے دیا جا سکتا تھا ۔

وہاڑی سے محمد ثنا اللہ صاحب لکھتے ہیں ۔" میں نے آپ کے تمام ناول پڑھے ہیں سب شاہکار ناول ہیں ایک گذارش کرنے کے لئے خط لکھ رہا ہوں کہ اگر آپ جولیا کو چند ناولوں میں بطور ایکس ٹو پیش کریں تو اس سے ناولوں میں یقیناً چاشنی مزید بڑھ جائے گی ۔

محترم محمد ثنا اللہ صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ ۔جہاں تک جولیا کے ایکس ٹو ہونے کا تعلق ہے تو آپ جانتے ہیں کہ عمران اور بلیک زیرو دونوں مل کر ایکس ٹو بنتے ہیں اب اگر جولیا کو بھی ان میں شامل کر لیا جائے تو پھر یہ ایکس ٹو کی بجائے ایکس تھری ہو جائیں گے ۔ایکس ٹو بہرحال نہیں رہ سکتے ۔اس لئے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ آپ جولیا کو ڈپٹی چیف اور ایکس ٹو کو ایکس ٹو ہی رہنے دیں ۔امید ہے آپ بات سمجھ گئے ہوں گے ۔

فیصل آباد سے محمد جاوید صاحب لکھتے ہیں ۔ " آپ کا ناول " ڈسٹرکشن پلان " بے حد شاندار ناول ہے لیکن عمران کی صلاحیتیں ضرورت سے زیادہ ہی بڑھتی جا رہی ہیں ۔ اول تو وہ پکڑا نہیں جاتا اور اگر پکڑا جائے تو پھر تشدد سے پہلے ہی رہا ہو جاتا ہے ۔ کسی ناول میں اس پر بھی تشدد ہوتا دکھائیں تاکہ ہمیں بھی اس کی قوت برداشت کا اندازہ ہو سکے ۔

محترم محمد جاوید صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ ۔ جہاں تک عمران کی صلاحیتوں کا تعلق ہے آپ کی بات درست ہے کہ عمران اپنی صلاحیتوں کی وجہ سے اول تو پکڑا نہیں جاتا اگر پکڑا جائے تو تشدد سے پہلے رہا ہو جاتا ہے جب کہ آپ چاہتے ہیں کہ عمران پکڑا بھی جائے اور اس پر تشدد بھی ہو تاکہ آپ کو اس کی قوت برداشت کا صحیح علم ہو سکے ۔ تو محترم یہ تو پکڑنے والے کی صلاحیتوں پر منحصر ہے کہ وہ عمران کو پکڑے بھی اور اس پر تشدد بھی کرے جب تک ایسی صلاحیتوں کا مجرم سامنے نہیں آتا اس وقت تک ظاہر ہے آپ عمران کی قوت برداشت کا اندازہ نہیں لگا سکتے اس لئے یا تو ایسے باصلاحیت مجرم کا انتظار کریں یا دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ خود عمران کی قوت برداشت معلوم کرنے کی کوشش کر دیکھیں ۔ لیکن بات صلاحیتوں پر ہی آکر ختم ہوتی ہے اس لئے جو بھی فیصلہ کریں سوچ سمجھ کر کریں ۔

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

عمران ناشتے سے فارغ ہو کر حسب معمول اخبار بینی میں مصروف تھا کہ اچانک پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی ۔

" دیکھنا سلیمان صبح صبح کس کی انگلی کھجلائی ہے .... " عمران نے اونچی آواز میں سلیمان کو آواز دیتے ہوئے کہا ۔ خود اس نے اخبار سے نظریں نہ ہٹائی تھیں ۔

" جس کی بھی کھجلائی ہو گی ۔ آپ کے لئے ہی کھجلائی ہو گی ۔ اس لئے اس کی کھجلی دور کرنا بھی آپ کا فرض ہے .... " سلیمان کی روکھی سی آواز سنائی دی ۔

" یا اللہ اگر یہ سارے فرائض میرے ہی ذمے پڑتے رہے تو پھر میرے حقوق کا کیا ہو گا ۔ " عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اخبار ایک طرف رکھ کر اس نے رسیور اٹھا لیا ۔

" کھجلی بڑا موذی مرض ہے جناب نیم کی پتوں کا عرق استعمال کیا کیجئے .... " عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا ۔

"عمران صاحب۔ میں سر سلطان کا پی اے اکبر بول رہا ہوں ......" دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اکبر تو واقعی اے سے شروع ہوتا ہے۔ لیکن پی سے کیا لفظ بنا۔ پروین اکبر۔ اوہ نہیں تم تو مذکر ہو۔ اس لئے پروین تو بہرحال نہیں ہو سکتے۔ ارے ہاں سر سلطان کے سر کے ساتھ پیر اکبر ہو سکتا ہے۔ واہ کیا خوبصورت ترکیب ہے۔ سر سلطان اور پیر اکبر سر سے پیر تک مکمل ......" عمران کی زبان چل پڑی۔

"عمران صاحب میں نے آپ کو اس لئے ٹیلی فون کیا ہے کہ سر سلطان آج دفتر نہیں آرہے۔ ان کی طرف سے درخواست آئی ہے۔ کہ وہ شدید ذہنی پریشانی کی وجہ سے دفتر نہیں آسکتے۔ حالانکہ آج انتہائی اہم میٹنگز ہیں میں نے ان کی کوٹھی فون کیا ہے۔ تو انہوں نے مجھے خلاف معمول انتہائی سختی سے جھاڑ دیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے آج تک ایسا نہیں کیا۔ کل تک تو وہ بالکل ٹھیک تھے۔ لیکن آج نجانے انہیں کیا ہو گیا ہے۔ مجھے آپ کا خیال آگیا کہ آپ ان سے بات کر سکتے ہیں۔ اور تو کسی میں ہمت نہیں ہے۔ ویسے ان کی اس درخواست کی وجہ سے پورا دفتر شدید پریشان ہے۔" دوسری طرف سے پی اے نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر بھی سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا دفتر میں کوئی ایسی بات تو نہیں ہوئی جس کی وجہ سے وہ پریشان ہوں۔" عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"جی نہیں۔ سب کچھ معمول کے مطابق ہے۔" پی اے نے جواب دیا۔

"اعلیٰ حکام کی طرف سے تو کوئی ایسی بات نہیں ہوئی۔" عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں جناب۔ سب کچھ معمول کے مطابق ہے، اسی لئے تو سارا دفتر پریشان ہے۔ سر اگر بتا دیتے تو شاید اتنی پریشانی نہ ہوتی۔ میں نے ان کے ملازم سے بات کی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ وہ بیمار نہیں ہیں لیکن ساری رات سو بھی نہیں سکے اور صبح سے نہ انہوں نے شیو بنائی ہے اور نہ ناشتہ کیا ہے۔ نہ اخبارات دیکھے ہیں۔ بس درخواست لکھ کر بھجوا دی ہے اور مسلسل اپنے کمرے میں ٹہل رہے ہیں۔" پی اے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر تو واقعی تشویش کی بات ہے۔ ٹھیک ہے میں بات کرتا ہوں۔" عمران نے کہا اور ہاتھ مار کر اس نے کریڈل دبایا اور سر سلطان کی رہائش گاہ کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر واقعی تشویش کے آثار پھیل گئے تھے۔

"جی صاحب۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نوجوان سی آواز سنائی دی۔

"کون بول رہے ہو۔" عمران نے حیران ہو کر پوچھا کیونکہ یہ آواز اس کے لئے نئی تھی۔

"سر سلطان کی رہائش گاہ ہے۔ [illegible] کا ملازم رحمت علی بول رہا

ہوں۔" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کیا تم نئے آئے ہو۔" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ ایک ہفتہ ہوا ہے مجھے۔ آپ کون صاحب ہیں۔" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میں علی عمران بول رہا ہوں۔ سر سلطان سے بات کراؤ۔" عمران نے کہا۔

"انہوں نے منع کر دیا ہے جناب کہ کسی کی بات ان سے نہ کرائی جائے۔" ملازم نے جواب دیا۔

"تم جا کر میرا نام تو کہو۔ پھر وہ جواب دیں تو مجھے بتا دینا۔" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سوری جناب میں ایسا نہیں کر سکتا۔ انہوں نے سختی سے منع کر رکھا ہے۔" دوسری طرف سے صاف جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے خود ہی جانا پڑے گا۔" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ لباس تبدیل کر کے وہ باہر آیا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سلیمان کو آواز دے کر اس نے دروازہ بند کرنے کا کہہ دیا اور چند لمحوں بعد اس کی سپورٹس کار تیزی سے آفیسرز کالونی کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ جہاں سر سلطان کی رہائش گاہ تھی۔

"اوہ عمران صاحب آپ۔ بڑے صاحب تو آج بے حد پریشان ہیں

اچھا ہوا آپ آ گئے۔ وہ تو کمرے میں بند ہو گئے ہیں۔ نہ کسی سے ملتے ہیں نہ کسی سے بات کرتے ہیں۔ ہم سب تو بے حد پریشان ہیں۔" سر سلطان کے پرانے ملازم نے عمران کو دیکھتے ہی انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"آنٹی کہاں ہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"بیگم صاحبہ تو ایک ہفتہ ہوا گاؤں گئی ہوئی ہیں۔" ملازم نے جواب دیا تو عمران سر ہلاتا ہوا سر سلطان کے خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے۔ دفع ہو جاؤ۔ میں کسی سے نہیں ملنا چاہتا۔" اندر سے سر سلطان کی انتہائی جھنجھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کتنی آسانی سے کہہ دیا ہے کہ دفع ہو جاؤ۔ پچھلے چالیس سال سے نباہ کر رہی ہوں۔ اب کیسے دفع ہو جاؤں۔" عمران نے سر سلطان کی بیگم کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو ساتھ کھڑے ہوئے ملازم نے بے اختیار منہ دوسری طرف کر لیا۔

"اوہ اوہ۔ بیگم تم آ گئیں۔" اندر سے سر سلطان کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔

"واہ......... اسے کہتے ہیں کھل جا سم سم۔" عمران نے داد دیتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم اور یہاں...... وہ بیگم کی آواز۔" سر سلطان نے پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن ظاہر ہے وہاں ان کی بیگم ہوتی تو

انہیں نظر آتی۔

"آنٹی کی صرف آواز نے بند دروازہ کھلوا دیا ہے۔ اگر آنٹی خود ہوتیں تو نجانے کیا کیا کھل جاتا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اطمینان سے کمرے میں داخل ہو گیا۔

"ہونہہ۔ تو یہ تم نے حرکت کی ہے۔ کیوں آئے ہو۔ میں آج کوئی بات سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔" سر سلطان نے مڑ کر ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ سے کس نے کہا ہے کہ آپ کوئی بات سنیں۔ آج سننے کا موڈ میرا ہے۔ اس لئے آپ بے شک جو کہنا چاہیں کہہ ڈالیں میں سنوں گا۔" عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"میں بے حد پریشان ہوں عمران۔" سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے سن لیا ہے اور دیکھ بھی لیا ہے کہ آپ واقعی پریشان ہیں اور کچھ۔" عمران نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ویسے سر سلطان کی حالت دیکھ کر عمران خود بھی پریشان ہو گیا تھا۔ سر سلطان کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ ساری رات نہیں سو سکے۔

"کیا تم آج مجھے معاف نہیں کر سکتے۔" سر سلطان نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بالکل کر سکتا ہوں۔ میں نے تو کیا میری آنے والی سات نسلوں نے آپ کو معاف کر دیا اور فرمایئے۔" عمران نے اسی لہجے میں جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ خدایا میں کیا کروں۔ کہاں جاؤں۔" سر سلطان نے انتہائی بے بسی کے لہجے میں کہا اور کرسی پر اس طرح ڈھیر ہو گئے۔ جیسے اب ان کے جسم میں کھڑے ہونے کی بھی طاقت نہ رہی ہو۔

"آپ مجھے کھل کر بتائیں۔ یقین کریں میں آنٹی کو منا لوں گا۔ وہ میری بات مان جائیں گی۔" عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تمہاری آنٹی کا کیا تعلق۔" سر سلطان نے بے اختیار چونک کر پوچھا۔

"تعلق تو بہرحال ہے۔ آخر چالیس پچاس سال کی رفاقت کم تو نہیں ہوتی اور اتنا تو وہ بھی جانتی ہوں گی کہ مرد ذات کا کیا اعتبار۔ کب اسے کوئی پسند آجائے اور کب کوئی دل سے اتر جائے۔" عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔ میں پہلے ہی مر جانے کی حد تک پریشان ہوں اوپر سے تم نے بکواس شروع کر دی ہے۔" سر سلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور عمران سمجھ گیا کہ سر سلطان واقعی اس وقت پریشانی کی انتہا پر پہنچے ہوئے ہیں۔ کیونکہ ایسے فقرے عام حالات میں کبھی منہ سے نہ نکال سکتے تھے۔

"علامات تو ساری عشق والی ہیں۔" عمران بھلا کہاں آسانی سے باز نے والا تھا۔

" عشق ۔ کیا مطلب ۔ اوہ تو تم اس لئے یہ بکواس کر رہے تھے ۔ شٹ اپ ۔ دفع ہو جاؤ اور مجھے اکیلا چھوڑ دو ۔" سر سلطان نے کہا اور دوسرے لمحے انہوں نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔

" تو پھر آپ کسی بھیانک جرم کا ارتکاب کر بیٹھے ہیں ۔ اگر ایسا بھی ہے تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے میں جا کر اعتراف جرم کر لیتا ہوں ۔ آپ کی تو ملک و قوم کو ضرورت ہے ۔ میں تو ویسے ہی بے کار سا آدمی ہوں ۔" عمران کا لہجہ یکلخت سنجیدہ ہو گیا اور سر سلطان نے عمران کی بات سن کر ایک جھٹکے سے سر اٹھایا ۔ وہ چند لمحے غور سے عمران کو دیکھتے رہے پھر ان کے چہرے پر پھیکی سی ہنسی ظاہر ہونے لگی ۔

" تمہیں بتانا پڑے گا ۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہیں بتانا پڑے گا ۔ ورنہ تم باز نہیں آؤ گے اور کوئی حل نہیں ہے میرے پاس ۔ سنو عمران میں نے واقعی انتہائی بھیانک جرم کیا ہے ۔ انتہائی بھیانک ۔ ایسا جرم کہ اب میں کسی صورت میں بھی اپنے آپ کو معاف نہ کر سکوں گا ۔" سر سلطان نے رک رک کر کہا تو عمران کے چہرے پر بے اختیار حیرت کے تاثرات ابھر آئے ۔

" کون سا جرم کیا آپ نے ملک سے غداری کی ہے ۔" عمران نے حیران ہو کر پوچھا ۔

" ہاں غداری صحیح لفظ ہے بالکل صحیح لفظ ہے ۔ یہ واقعی غداری ہے" سر سلطان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

" تو اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے ۔ اس کا تو

آسان ساحل ہے ۔ آپ کے پاس ریوالور موجود ہے ۔ اٹھایئے اور کنپٹی سے لگا کر ٹریگر دبا دیجئے ۔ کوئی ضروری تو نہیں ہے کہ حکومت آپ پر باقاعدہ مقدمہ قائم کرے اور پھر آپ کو موت کی سزا دے ۔ انجام تو یہی ہونا ہے پھر بھی ۔" عمران نے انتہائی سرد اور بے رحم لہجے میں کہا ۔

" ہونہہ تو تمہارا فیصلہ بھی یہی ہے ۔ گڈ ۔ مجھے بے حد خوشی ہے کہ میرا بیٹا ملک کے مقابلے میں بڑے سے بڑے رشتے کی بھی پرواہ نہیں کرتا ۔" سر سلطان نے اچانک مسکراتے ہوئے کہا ۔ ان کے چہرے سے یوں محسوس ہونے لگا جیسے انہیں عمران کی بات سن کر دلی مسرت ہوئی ہے ۔

" ابھی مجھ میں یہ کمزوری باقی ہے سر سلطان ورنہ مجھے چاہئے تھا کہ آپ کا اعتراف جرم سن کر جیب سے ریوالور نکالتا اور آپ کو شوٹ کر دیتا ۔" عمران نے اور زیادہ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے ۔

" واہ سر عبدالرحمان واقعی دنیا کے خوش قسمت ترین والد ہیں ۔ تمہاری اس بات نے میری ساری پریشانی دور کر دی ہے ۔" سر سلطان نے بے اختیار مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے اٹھ کر ایک طرف دیوار میں لگے ہوئے کال بیل کے بٹن کو پریس کر دیا ۔ دوسرے لمحے ایک نوجوان تیزی سے اندر داخل ہوا ۔

" رحمت علی ۔ باورچی سے کہو ناشتہ تیار کرے ۔ میرا اور ساتھ عمران کا بھی ۔" سر سلطان نے بڑے شگفتہ سے لہجے میں کہا تو نوجوان

کے ستے ہوئے چہرے پر یکلخت مسرت کے تاثرات نمودار ہوئے اور وہ
تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"تم اخبار دیکھو۔ میں ذرا شیو بنالیتا ہوں اور غسل بھی کر لوں۔"
سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ
کہتا وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئے اور عمران کا
ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پہنچ گیا۔ اسے واقعی سر سلطان کی کیفیت سمجھ
میں نہ آئی تھی۔ اتنا تو بہر حال وہ جانتا تھا کہ سر سلطان مر تو سکتے ہیں
لیکن ملک سے غداری کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ لیکن سر سلطان کی
پہلی کیفیت اور پھر اچانک تبدیل ہو جانے والی کیفیت واقعی اس کے
لئے نہ سمجھ میں آنے والی تھی۔ ویسے اتنی بات وہ سمجھ گیا تھا کہ سر
سلطان کسی شدید ذہنی دباؤ کا شکار تھے۔ جو کسی وجہ سے اب نہیں رہا
لیکن کوئی وجہ بھی اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی۔ سر سلطان کا موڈ اس
وقت تبدیل ہوا تھا۔ جب عمران نے غداری کے جرم میں انہیں خود
ہی خود کشی کرنے کی بات کی تھی۔ تھوڑی دیر بعد سر سلطان ڈریسنگ
روم سے واپس آئے تو نہ صرف وہ شیو بنا چکے تھے بلکہ غسل کرنے کے
بعد لباس بھی تبدیل کر چکے تھے اور اب انہیں دیکھ کر کوئی نہ کہہ سکتا
تھا کہ تھوڑی دیر پہلے ان کی حالت اس قدر خستہ اور خراب تھی۔ اسی
لمحے دروازہ کھلا اور ملازم رحمت علی ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر آیا اور اس
نے ناشتے کا سامان میز پر لگانا شروع کر دیا۔ عمران نے خاموشی سے
چائے کے دو کپ تیار کئے اور پھر ناشتہ تو سر سلطان کے سامنے رکھ کر

اس نے خود چائے کی پیالی اپنے سامنے رکھ لی۔

"آغا سلیمان پاشا ہر کام میں وقت کا پابند ہے، اس وقت دس بج
چکے ہیں اور ناشتہ تو کیا اب حریرہ جات کا وقت بھی گذر چکا ہے۔"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سر سلطان نے مسکراتے ہوئے
اثبات میں سر ہلا دیا اور خاموشی سے ناشتے میں مصروف ہو گئے۔ عمران
خاموش بیٹھا چائے کی چسکیاں لیتا رہا۔ ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد
سر سلطان نے گھنٹی دے کر ملازم کو بلایا اور اسے سامان واپس لے
جانے کا کہہ دیا اور ملازم نے خاموشی سے سامان اٹھا کر ٹرالی پر رکھا اور
ٹرالی دھکیلتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"ویسے مسلسل یکسانیت واقعی انسان کے اعصاب کو چٹخا کر رکھ
دیتی ہے۔ کبھی کبھی ایسے ڈرامے انسان کی صحت کے لئے خاصے مفید
ثابت ہوتے ہیں۔" ملازم کے باہر جانے کے بعد عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"ڈرامے کیا مطلب۔" سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

"ڈرامہ ڈرامہ ہی ہوتا ہے۔ پہلے تو تھری ایکٹ ٹو ایکٹ اور ون
ایکٹ ڈرامے ہوا کرتے تھے۔ لیکن اب زمانہ جدید ہو گیا ہے۔ اب ون
مین شو ہونے لگ گئے ہیں۔" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ تو یہ طنز تم مجھ پر کر رہے ہو۔ تمہارا مطلب ہے میں یکسانیت
سے بچنے کے لئے ڈرامہ کر رہا تھا۔" سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ڈرامہ کرنا کوئی جرم تو نہیں کہ آپ اس قدر ناراض ہو رہے ہیں۔

ڈرامہ تو فن کی اعلیٰ ترین سطح شمار کیا جاتا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"دیکھو عمران یہ ڈرامہ نہیں تھا۔ لیکن تمہاری آمد اور تمہاری باتوں سے البتہ مجھے ایک نتیجے پر پہنچنے میں ضرور مدد ملی ہے میں ساری رات اس نتیجے کے بارے میں سوچتا رہا۔ ایک لمحے کے لئے بھی میری آنکھ نہیں جھپکی لیکن اب میں اس نتیجے پر پہنچ گیا ہوں کہ چاہے کسی بھی وجہ سے کسی سیٹ سے زبردستی چمٹے رہنا بھی ملک سے غداری کی صف میں شامل ہوتا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ گذشتہ کئی سالوں سے مجھے ریٹائر کرنے کی بجائے میری مدت ملازمت میں توسیع کر دی جاتی رہی۔ حالانکہ اگر یہ توسیع نہ کی جاتی تو میں کئی سال پہلے ریٹائر ہو گیا ہوتا اور میری جگہ یقیناً کوئی ایسا آدمی آتا جو ذہنی اور جسمانی طور پر مجھ سے کم عمر ہوتا۔ اس طرح نظم وضبط میں وہ کمزوریاں پیدا نہ ہوتیں جو اس وقت میری زیادہ عمر ہونے کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں۔ یہ درست ہے کہ میں نے خود ملازمت میں توسیع کی خواہش نہیں کی اور ہر بار حکومت از خود میری ملازمت میں توسیع کر دیتی ہے۔ لیکن اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں یہاں سے سیدھا پریذیڈنٹ ہاؤس جاؤں گا اور صدر صاحب کی خدمت میں استعفیٰ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں اس بات پر بھی قائل کر لوں گا کہ اب میرا اس سیٹ پر مزید رہنا ملک وقوم کے لئے نقصان کا باعث ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ میری بات کو سمجھ کر میرا استعفیٰ منظور کر لیں گے۔" سر سلطان نے انتہائی

سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ صدر مملکت کو بے شک قائل کر لیں لیکن آپ کا استعفیٰ منظور نہیں ہو سکتا۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں قانون کے مطابق صدر مملکت کو یہ اختیار ہے کہ وہ میرا استعفیٰ منظور کریں۔" سر سلطان نے چونک کر کہا۔

"آپ وزارت خارجہ کے سیکرٹری ہیں۔ وزارت قانون کے سیکرٹری نہیں ہیں۔ ورنہ آپ کو معلوم ہوتا کہ خصوصی طور پر آپ کی سیٹ کے لئے یہ قانون قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر پاس کر رکھا ہے کہ جب تک سیکرٹ سروس کے چیف جناب ایکسٹو آپ کا استعفیٰ منظور کرنے کی سفارش نہ کریں صدر مملکت اسے منظور نہیں کر سکتے اور سیکرٹ سروس کے چیف کو تو آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ انہوں نے آج تک میری ملازمت کی درخواست منظور نہیں کی وہ آپ کا استعفیٰ کیسے منظور کر لیں گے اور ویسے بھی وہ سفارش کے خلاف ہیں۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"میں جناب ایکسٹو کو منا لوں گا۔" سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جناب۔ وہ اس دن پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ جو مان جانے کا دن تھا۔ آج تک انہوں نے میری ایک بات بھی مانی ہے حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ میں دن رات ان کی خدمت میں

ایک کر دیتا ہوں۔ ہزار بار درخواست کی ہے کہ اپنے خاص فنڈ میں
اسے اتنی رقم دے دیں کہ آغا سلیمان پاشا کی تنخواہوں، اوور ٹائم اور
بونسوں کا بل۔ دکانداروں کے ادھار کھاتے وغیرہ چکا کر میں اور زیادہ
پرجوش انداز میں ان کی خدمت بجالاؤں۔ لیکن ہر بار ہی ٹکا سا جواب
ملتا ہے کہ قومی خزانے کی ایک پائی بھی فضول خرچ نہیں ہو سکتی۔"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن میری ریٹائرمنٹ سے تو قومی خزانے کو خاصی بچت ہو
جائے گی جو میری سیٹ پر کام کرے گا وہ ظاہر ہے مجھ سے جونیئر ہی ہوگا
اس لئے اس کی تنخواہ کم ہی ہو گی۔" سر سلطان نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔ ان کا موڈ خاصا بدل چکا تھا۔

"اس کے کفن دفن کا خرچہ اس کمی سے بہرحال زیادہ ہی پڑے گا۔"
عمران نے جواب دیا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"ٹھیک ہے۔ بہرحال کوشش تو کی جا سکتی ہے۔" سر سلطان نے
چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں کوشش کرنے میں کیا حرج ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں۔ پہلے تو شاید نہ بتاتا لیکن اب
اس نئے قانون نے کہ ایکسٹو کی سفارش استعفیٰ کی منظوری کے لئے
ضروری ہے۔ مجھے اس پر مجبور کر دیا ہے۔ گذشتہ کافی عرصے سے
وزارت خارجہ کے اہم ترین مسودات کے راز لیک آؤٹ ہو رہے ہیں۔
لیکن یہ راز ایسے نہیں ہیں۔ جس سے ملک کو کوئی نقصان پہنچے۔ مثال

کے طور پر دو ملکوں کے درمیان کوئی معاہدہ طے پاتا ہے تو پروٹوکول
کے مطابق دونوں ملک اپنے اپنے طور پر اس معاہدے کی تفصیلات
تیار کرتے ہیں۔ پھر مشترکہ میٹنگ میں دونوں مسودات کو ڈسکس
کیا جاتا ہے۔ ان پر تفصیلی غور ہوتا ہے۔ اور پھر ایک متفقہ معاہدہ طے
پا جاتا ہے۔ جس کی دونوں حکومتیں منظوری دیتی ہیں۔ اب یہ ہو رہا
ہے کہ میں جو بھی تفصیل تیار کرتا ہوں۔ وہ دوسرے ملک تک پہنچ
جاتی ہے اور وہ لوگ پہلے سے اس کے مطابق اپنی تیار کردہ تفصیلات
میں ترمیم کر لیتے ہیں اور ضروری تحفظات پر پہلے ہوم ورک کر لیتے ہیں
اس طرح ہمیں مجبوراً ان کی طے کردہ تفصیلات منظور کرنی پڑتی ہیں،
میں نے بے حد کوشش کی ہے کہ اس راز کو سمجھ سکوں کہ آخر یہ سب
تفصیلات دوسروں تک کیسے پہنچ جاتی ہیں۔ لیکن باوجود کوشش کے
میں اسے سمجھ نہیں سکا۔ کیونکہ یہ تفصیلات میں خود تیار کرتا ہوں۔ یہ
میری تحویل میں ہوتی ہیں۔ میرے علاوہ کسی کو اس کا علم ہو ہی نہیں
سکتا۔ لیکن اس کے باوجود یہ دوسروں تک پیشگی پہنچ جاتی ہیں۔ اب
کل ہی ایک اہم معاہدے کی تفصیلات کے بارے میں بھی یہی ہوا اور
مجھے ویسٹرن کارمن کے سیکرٹری کے سامنے خاصی شرمندگی اٹھانی پڑی
بس اس سے میں پریشان ہو گیا اور اب میں اس نتیجے تک پہنچا ہوں کہ
اگر یہ عام سی باتیں دوسروں تک پہنچ سکتی ہیں تو کل ملک کے اہم ترین
راز بھی دوسروں تک پہنچ سکتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ یہ سب کچھ اس
لئے ہے کہ میں ذہنی طور پر واقعی بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اب مجھے یہ سیٹ

خالی کر دینا چاہیئے۔" سر سلطان نے کہا۔

"کیا آپ یہ تفصیلات کسی سے ڈسکس کرتے ہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"نہیں ان تفصیلات کے لئے سفارشات متعلقہ وزارت کے افسران آپس میں میٹنگ کر کے مجھے بھجواتے ہیں لیکن فائل ورک میں خود ہی کرتا ہوں۔" سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور یہ فائل آپ کہاں رکھتے ہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"اپنے سپیشل ریکارڈ روم میں اور تمہیں معلوم ہے کہ وہاں میرے علاوہ اور کوئی نہیں جا سکتا۔" سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کلب میں بھی نہیں جاتے اور ظاہر ہے آنٹی سے بھی ڈسکس نہیں کرتے ہوں گے۔" عمران نے کہا۔

"نہیں۔ تم میری عادات سے واقف ہو۔ دفتر کی کوئی بات دفتر سے باہر میرے منہ سے نہیں نکلتی۔" سر سلطان نے جواب دیا۔

"کوئی نیا ملازم آپ کے دفتر میں آیا ہو۔" عمران نے پوچھا۔

"نہیں وہی پرانا آزمودہ اور انتہائی قابل اعتماد سیٹ ہے۔ افسر تو افسر چپڑاسی تک وہی ہیں۔" سر سلطان نے جواب دیا۔

"یہ نیا ملازم رحمت علی کب سے آیا ہے اور کس کی سفارش پر آیا ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"رحمت علی اوہ یہ نیا نہیں ہے۔ یہ گاؤں میں میرے منشی کا بیٹا ہے بچپن سے ہمارے گھر میں پلا بڑھا ہے۔ ویسے بھی یہ اردو تو پڑھ لیتا ہے

البتہ انگریزی کا ایک لفظ بھی نہیں پڑھ سکتا اور پھر گھر میں تو فائل آتی ہی نہیں۔" سر سلطان نے جواب دیا۔

"پھر ایک ہی صورت ہے کہ میں پیر کالے شاہ کی خدمت حاصل کروں تاکہ اس جن کو پکڑا جا سکے جو تفصیلات دوسرے ملک تک پہنچا دیتا ہے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"یہی تو پریشانی ہے عمران بیٹے۔ میری ذات کے علاوہ اور کوئی جانتا نہیں۔ اس کے باوجود بات دوسروں تک پہنچ جاتی ہے۔ یہی بات تو سوچ سوچ کر میں پاگل ہو رہا تھا۔" سر سلطان نے پھیکی سی ہنسی ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"کیا ہر بار ایک ہی ملک تک یہ تفصیلات پہنچتی ہیں یا علیحدہ علیحدہ ملکوں تک جاتی ہیں......" عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"تقریباً تمام ممالک تک پہنچ جاتی ہیں۔" سر سلطان نے جواب دیا اور عمران کے چہرے پر مزید فکر مندی کے تاثرات پھیل گئے۔

"یہ تو واقعی پاگل کر دینے والی الجھن ہے اس سے کسی کو کیا فائدہ ہوتا ہوگا۔" عمران نے خود کلامی کے سے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"یہ تفصیلات آپ آفس میں موجود قلم سے لکھتے ہیں یا اپنے ذاتی قلم سے۔" عمران نے کافی دیر تک سوچ میں ڈوبے رہنے کے بعد پوچھا۔

"قلم۔ کیا مطلب۔ آفس قلم سے ہی کام کرتا ہوں۔" سر سلطان نے چونک کر جواب دیا۔

"تو پھر آیئے دفتر چلتے ہیں ۔ باقی تفتیش وہیں ہوگی ۔" عمران نے الجھتے ہوئے کہا ۔

"لیکن دفتر میں کسی کو اس کا پتہ نہیں چلنا چاہیئے ۔ اس طرح میرا سٹیٹس خراب ہوگا ۔" سر سلطان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

"میں سمجھتا ہوں ۔ آپ فکر مت کریں ۔" عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد سر سلطان تو اپنی کار میں اور عمران اپنی سپورٹس کار میں سیکرٹریٹ پہنچ گئے ۔

"یہ ہے قلم جس سے آپ لکھتے ہیں ۔" عمران نے ان کی میز پر موجود قلم دان سے قلم نکالتے ہوئے پوچھا ۔

"ارے نہیں یہ تو سب ویسے ہی رکھے رہتے ہیں ۔ قلم تو میری دراز میں ہے ۔" سر سلطان نے کہا اور دراز کھول کر انہوں نے ایک قلم نکالا اور عمران کی طرف بڑھا دیا ۔ عمران نے اس قلم کو انتہائی باریک بینی سے چیک کیا لیکن وہ عام سا قلم تھا ۔

"جب آپ نے کوئی خاص مسودہ تیار کرنا ہوتا ہے تو کیا آپ اس بارے میں کوئی خصوصی انتظامات کرتے ہیں ۔" عمران نے پوچھا ۔

"ظاہر ہے کرنے پڑتے ہیں ۔ میں ایک روز پہلے سیکرٹری کو کہہ کر ساری مصروفیات اور ملاقاتیں منسوخ کرا دیتا ہوں اور پھر جب تک وہ مسودہ تیار نہ ہو جائے ۔ یہ حکم قائم رہتا ہے اور بعض اوقات تو مجھے آدھی رات تک کام کرنا پڑتا ہے ۔" سر سلطان نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک دفتر کا دروازہ کھلا اور ایک

خوبصورت نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی ۔

"انکل آپ کی طبیعت خراب تھی اب کیا حال ہے ۔" اس لڑکی نے اندر داخل ہو کر مسکراتے ہوئے کہا ۔

"شکریہ فیروزہ اب میں ٹھیک ہوں ۔ ان سے ملو یہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کے صاحبزادے علی عمران اور عمران یہ فیروزہ ہے ۔ نواب اوصاف خان کی اکلوتی بیٹی ۔ اس نے ایکریمیا سے آفس ورکنگ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے اور اب میرے محکمے میں آفس ورک انچارج ہیں " ...... سر سلطان نے اس لڑکی کا تعارف کراتے ہوئے کہا ۔

"اوہ تو آپ ہیں وہ مشہور زمانہ مسخرے علی عمران ۔ کمال ہے ۔ آپ کا تو لباس بھی ٹھیک ٹھاک ہے اور شکل پر بھی مسخرے پن کی کوئی علامت نہیں ہے ۔ ویسے مجھے آپ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے ۔" فیروزہ نے عمران کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا ۔

"شکریہ ۔ انگوٹھی سونے کی بنوانی پڑے گی یا چاندی کی ۔ ویسے سنا تو یہی ہے کہ مردوں کے لئے چاندی کی انگوٹھی پہننے کی اجازت ہے ۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

"انگوٹھی مردوں کے لئے ۔ کیا مطلب ۔ میں سمجھی نہیں آپ کی بات ۔" فیروزہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا ۔

"مس فیروزہ پلیز آپ اپنی سیٹ پر جائیں میں اس وقت اہم گفتگو

میں مصروف ہوں۔" سرسلطان نے قدرے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"فیروزہ تو انگوٹھی میں ہی اچھا لگتا ہے۔ تب ہی اس کی چمک دمک کوئی دیکھ بھی سکتا ہیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ منہ دھو رکھیئے یہ فیروزہ آپ جیسے عام آدمی کی انگوٹھی کے لئے نہیں بنا۔ اوکے انکل میں جارہی ہوں۔" فیروزہ نے عمران کو جواب دینے کے ساتھ ساتھ سرسلطان سے کہا اور واپس مڑ گئی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ تیزی سے مڑی۔

"اوہ انکل میں جس کام کے لئے آئی تھی وہ تو میں بھول ہی گئی۔ آج میری سالگرہ ہے۔ یہ ہے آپ کا کارڈ اور ڈیڈی نے خاص طور پر پیغام دیا ہے کہ آپ ضرور تشریف لائیں گے۔" فیروزہ نے مڑ کر ہاتھ میں پکڑے ہوئے پرس سے ایک کارڈ نکال کر سرسلطان کے سامنے رکھا اور پھر عمران پر ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈال کر وہ مڑی اور تیز تیز قدم اٹھاتی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"مس فیروزہ پلیز ایک منٹ۔" عمران نے اچانک اسے روکتے ہوئے کہا۔

"سوری میرے پاس اور کارڈ نہیں ہے اور نہ ہی میرا آپ سے تعارف تھا۔ ویسے انکل چاہیں تو آپ کو ساتھ لے آسکتے ہیں۔" فیروزہ نے مڑ کر کہا اور واپس مڑ گئی۔

"میری بات تو سنیئے۔ آپ کی سالگرہ تو گذشتہ چالیس سالوں سے ہو رہی ہے۔ اگر میں نے پہلے اس میں شرکت نہیں کی تو اب نہ کرنے

سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تو آپ سے یہ پوچھنا چاہتا تھا۔ کہ آپ آفس ورکنگ کی انچارج ہیں لیکن سرسلطان کو آپ نے ایک گھٹیا سا سرکاری قلم دے کر ٹرخا رکھا ہے۔ جبکہ آپ کے ہاتھ میں انتہائی قیمتی قلم ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ چالیس سال سے میری سالگرہ ہو رہی ہے۔ میری عمر آپ کو چالیس سال لگ رہی ہے اور یہ قلم میرا ذاتی ہے۔ سرکاری نہیں ہے۔" فیروزہ نے واپس آکر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور سرسلطان نے بے اختیار دونوں ہاتھوں میں سر پکڑ لیا۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ اب ان دونوں کا جھگڑا بڑھتا ہی جائے گا۔

"چلئے صفر کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ صرف چار سمجھ لیجئے۔ اب تو آپ خوش ہیں۔ لیکن یہ ذاتی قلم ذرا مجھے دکھایئے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری آپ سے تو بات کرنا ہی میری شان کے خلاف ہے۔" فیروزہ نے غصیلے لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازہ کھول کر باہر چلی گئی۔

"تو تمہیں شک ہے کہ اس قلم کی وجہ سے راز لیک آؤٹ ہو جاتے ہیں۔" سرسلطان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ ایسی کوئی بات نہیں۔ ویسے ہی بات کر رہا تھا۔ لیکن یہ نواب اوصاف اور اس فیروزہ کے بارے میں آپ نے پہلے کبھی کوئی بات نہیں کی تھی۔ حالانکہ آج سے پہلے میں نے فیروزہ کو اس دفتر میں

دیکھا بھی نہیں ۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نواب اوصاف آثار قدیمہ کے بین الاقوامی ماہر شمار ہوتے ہیں ۔ انہوں نے اس موضوع پر کئی کتابیں بھی لکھی ہیں ۔ ان کی ساری عمر تو مصر میں گذری ہے وہاں وہ محکمہ آثار قدیمہ کے غیر سرکاری مشیر بھی رہے ہیں، لیکن گذشتہ ایک برس سے وہ مستقل طور پر پاکیشیا شفٹ ہو گئے ہیں سرائے راٹھور کے علاقے میں ان کی آبائی جائیداد ہے اور حویلی بھی ۔ جہاں ان کے چھوٹے بھائی نواب آصف رہتے تھے ۔ نواب آصف بے اولاد تھے وہ وفات پا گئے ہیں ۔ اس لئے اب یہ حویلی اور وسیع جائیداد نواب اوصاف کے قبضے اور ملکیت میں ہے ۔ سنکی سے آدمی ہیں ۔ صدر صاحب کے دور کے رشتہ داروں میں ہیں ۔ فیروزہ ان کی اکلوتی بیٹی ہے ۔ صدر صاحب کی سفارش پر میں نے عارضی طور پر اسے یہاں ایڈجسٹ کیا ہے ۔ تاکہ عملی تجربہ حاصل کر سکے ۔ اس کے بعد شاید اسے پریذیڈنٹ ہاؤس میں مستقل ملازمت دی جائے گی ۔" سر سلطان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ اس کی سالگرہ پر تو جائیں گے ۔" عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ظاہر ہے جانا پڑے گا ۔ کیونکہ صدر صاحب لازماً اس میں شرکت کریں گے ۔ لیکن جو الجھن مجھے درپیش ہے اس کا کیا ہوگا ۔" سر سلطان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ تمام الجھنوں کو ذہن سے نکال کر کام کریں ۔ البتہ ایک کام

آپ ضرور کریں گے کہ اب جب آپ کسی خصوصی مسودے پر کام کریں گے تو ایک روز پہلے مجھے ضرور اطلاع کر دیں گے ۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا یہ ٹھیک ہے ۔ اس طرح تم صحیح طور پر نگرانی کر کے بات کی تہہ تک پہنچ جاؤ گے ۔ او کے اب میں مطمئن ہوں ۔" سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر سامنے رکھے ہوئے فیروزہ کے کارڈ والا لفافہ اٹھا کر اس میں سے کارڈ نکالا ۔ اسے ایک نظر دیکھا اور پھر اسے واپس لفافے میں رکھ کر اس نے لفافہ میز پر رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اگر تم سالگرہ میں واقعی جانا چاہتے ہو تو میرے ساتھ چلے چلو ۔" سر سلطان نے کہا۔

"سوری آج کل کڑکی کا زمانہ ہے ۔ میں کہاں سے تحفہ خریدوں گا ۔ اس لئے خدا حافظ ۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

سمندر کے کنارے نرم اور خوشگوار دھوپ میں ایک لمبا تڑنگا نوجوان صرف انڈر ویئر پہنے اور آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگائے پلاسٹک کی ایک خوبصورت مگر انتہائی آرام دہ کرسی پر نیم دراز سامنے دور دور تک پھیلے ہوئے سمندر کی لہروں کو اس انہماک سے دیکھ رہا تھا جیسے اسے سمندر کی ان لہروں میں سے اچانک کسی جل پری کے نمودار ہونے کا انتظار ہو۔ کرسی کے ساتھ ایک باکس تھا جس میں پھل اور شراب کی دو بوتلیں موجود تھیں۔ ایک سائیڈ پر سرخ رنگ کی ایک خوبصورت سپورٹس کار کھڑی تھی۔ نوجوان کا جسم ورزشی اور مردانہ وجاہت کا خوبصورت نمونہ تھا اس کے سر کے بال گہرے سرخ رنگ کے تھے۔

"ارے ڈانلڈ تم اور یہاں بیچ پر ....." اچانک ایک مردانہ آواز سنائی دی اور نوجوان بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چونکنے کا انداز ایسا تھا۔ جیسے وہ کسی گہری سوچ سے دوبارہ ہوش کی دنیا میں آیا ہو۔ اس نے تیزی سے گردن موڑی اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"اوہ۔ اوہ مچ تم یہاں کیسے ......" ڈانلڈ نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں سائیڈ پر کھڑے پستہ قد مگر پھیلے ہوئے جسم کے نوجوان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تو خود تمہیں یہاں دیکھ کر حیران ہو رہا ہوں .... میں تو ویسے ہی ٹہلتے ہوئے ادھر آ نکلا تھا۔ کیا بات ہے۔ کسی خاص چکر میں آئے ہو۔" مچ نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"اوہ ایسی کوئی بات نہیں برادر۔ بس کام کرتے کرتے بری طرح بور ہو گیا تو آرام کرنے کے لئے ادھر آگیا تھا۔ آؤ ادھر میرا ہٹ ہے وہاں بیٹھتے ہیں۔" ڈانلڈ نے بڑے گرم جوشانہ انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"چلو اب تم سے ملاقات ہو گئی ہے تو کچھ دیر تمہارے ساتھ بھی گذاری جا سکتی ہے۔" مچ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ریت پر چلتے ہوئے ایک بڑے ٹیلے کے پیچھے بنے ہوئے ہٹ کی طرف بڑھ گئے۔ ہٹ شاندار فرنیچر سے سجا ہوا تھا اور وہاں دنیا کی ہر نعمت موجود تھی۔

"بولو کیا پیو گے۔" ڈانلڈ نے شراب کی بوتلوں سے بھرے ہوئے ایک ریک کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں تو معلوم ہے کہ میں ھاک ڈاک کا دیوانہ ہوں۔" مچ نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے جسم پر پورا لباس تھا۔

"اوہ ہاں اب مجھے یاد آگیا ہے۔ اصل میں کافی عرصے سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے بھول گیا تھا۔" ڈانلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ریک سے ایک بوتل اٹھائی اور مچ کے سامنے بوتل رکھنے کے ساتھ ہی وہ ایک طرف بنے ہوئے ڈریسنگ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد دوبارہ آیا تو اس نے جینز کی چست پتلون اور اس پر ایک پھولدار ہاف بازو کی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ مچ اس دوران بوتل کا ڈھکنا ہٹا کر اسے منہ سے لگا چکا تھا۔ ڈانلڈ نے ریک سے ایک اور بوتل اور گلاس اٹھایا اور مچ کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے بوتل کا ڈھکنا کھولا اور گلاس میں آدھے سے کچھ زیادہ شراب ڈالی اور پھر بوتل بند کر کے اس نے گلاس اٹھایا اور بڑے نفاست بھرے انداز میں چسکیاں لینی شروع کر دیں۔

"سناؤ آج کل بھی موگابی کے ساتھ ہو یا علیحدہ ہو چکے ہو۔" مچ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"علیحدہ کیوں ہوں گا........ ٹھیک ٹھاک کام چل رہا ہے۔ ٹھاٹ سے گذر رہی ہے، تم سناؤ تمہاری تنظیم ریڈ سپاٹ کا کیا حال ہے۔" ڈانلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو اس سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ وہ منشیات کے چکر میں ملوث ہو گئی اور تم جانتے ہو کہ بس اسی دھندے سے مجھے فطری طور پر نفرت ہے۔ اس لئے میں نے اپنا گروپ بنا لیا ہے۔ مچ گروپ۔" مچ نے ایک بار پھر بوتل سے شراب کا لمبا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"مچ گروپ........ کیا مطلب کیا کوئی پیشہ ور قاتلوں کا گروپ بنایا ہے۔" ڈانلڈ نے حیران ہو کر پوچھا اور مچ بے اختیار ہنس پڑا۔

"ارے نہیں۔ وہی پرانا دھندہ بلیک میلنگ۔" مچ نے جواب دیا اور ڈانلڈ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"کیسا جا رہا ہے کام۔" ڈانلڈ نے چسکی لیتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔

"اے ون۔ اب تو بین الاقوامی سطح پر کام ہو رہا ہے، ارے ہاں ڈانلڈ تمہیں دیکھ کر مجھے خیال آگیا ہے۔ تمہارے مطلب کا ایک کام آج کل میرے پاس ہے۔" مچ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میرے مطلب کا۔ کیا کسی کو قتل کرانا ہے۔" ڈانلڈ نے چونک کر پوچھا۔

"قتل اوہ تو کیا اب تم نے یہ کام بھی شروع کر دیا ہے۔" مچ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا اور ڈانلڈ کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"قتل صرف جسمانی ہی تو نہیں ہوتا........ جذباتی قتل بھی تو ہوتا ہے۔" ڈانلڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ہاں واقعی یہ بھی قتل کی ہی صف میں آتا ہے۔ کبھی پاکیشیا گئے ہو۔" مچ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا وہ پس ماندہ ایشیائی ملک۔ اس کی بات کر رہے ہو ناں۔" ڈانلڈ نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں اس کی بات کر رہا ہوں۔" مچ نے جواب دیا۔

"نہیں بس نام سن رکھا ہے۔ یا شاید کبھی نقشے میں دیکھا ہو۔"

کیوں کیا ہوا ہے وہاں۔" ڈانلڈ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"وہاں ایک صاحب رہتے ہیں ان کا نام ہے نواب اوصاف اور ان نواب اوصاف کی ایک اکلوتی لڑکی ہے جس کا نام ہے فیروزہ۔ بڑی خوبصورت حسین اور دلکش لڑکی ہے، نواب اوصاف مشہور ماہر آثار قدیمہ ہیں۔ ان کی ساری عمر مصر میں گذری ہے۔ لیکن اب وہ مصر کو چھوڑ کر مستقل طور پر پاکیشیا میں سیٹ ہو گئے ہیں اور اس منتقلی میں فیروزہ کا ہاتھ ہے۔ اس فیروزہ کا تعلق بین الاقوامی خفیہ تنظیم ٹاڈ سے ہے۔ ٹاڈ ایسی تنظیم ہے جو حکومتوں کے درمیان ہونے والے اہم ترین معاہدوں کی سمگلنگ کا کام کرتی ہے۔" مچ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"معاہدوں کی سمگلنگ۔ میں سمجھا نہیں۔" ڈانلڈ نے چونک کر پوچھا۔

"دنیا کی تمام حکومتوں کے درمیان معاہدے ہوتے رہتے ہیں، عام سے معاہدے بھی اور خفیہ بھی ...... ٹاڈ ایسے معاہدوں کی سمگلنگ کرتی ہے، جو خفیہ بھی ہوتے ہیں اور انتہائی اہم بھی مثلاً دو حکومتوں کے درمیان کوئی خفیہ معاہدہ ہوتا ہے۔ جس سے کوئی تیسری حکومت باخبر رہنا چاہتی ہے، تو وہ ٹاڈ کی خدمات حاصل کرتی ہے اور ٹاڈ اس خفیہ معاہدے کی تفصیلات اس طرح حاصل کرتی ہے کہ ان دونوں ممالک کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی اور اس خفیہ معاہدے کی تفصیلات تیسری حکومت تک پہنچ جاتی ہیں۔" مچ نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ گڈ واقعی نیا اور دلچسپ کام ہے۔" ڈانلڈ نے گلاس میں اور شراب انڈیلتے ہوئے کہا۔

"فیروزہ کو ٹاڈ نے پاکیشیا کا انچارج بنا دیا ہے۔ اس لئے فیروزہ اپنے باپ کو مجبور کر کے مستقل طور پر پاکیشیا میں ایڈجسٹ ہو گئی ہے۔ ٹاڈ کی طرح ایک اور تنظیم بھی یہی کام کرتی ہے ...... اس کا نام کاؤنٹی ہے اب مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پاکیشیا عنقریب حکومت شوگران کے ساتھ ایک اہم خفیہ دفاعی معاہدہ کرنے والی ہے ایک اور حکومت اس معاہدے کی تفصیلات حاصل کرنے میں دلچسپی رکھتی ہے۔۔ چنانچہ اس نے ٹاڈ کی خدمات حاصل کر لی ہیں۔ لیکن ایک اور حکومت بھی یہ معاہدہ حاصل کرنا چاہتی ہے۔ لیکن اس طرح کہ نہ ہی پاکیشیا اور شوگران کو اس کا علم ہو اور نہ ہی اس حکومت کو جس نے ٹاڈ کی خدمات حاصل کی ہیں۔ چنانچہ اس نے کاؤنٹی کی خدمات حاصل کی ہیں۔ لیکن کاؤنٹی کا پرابلم یہ ہے کہ اس کے پاس ایسا کوئی ایجنٹ نہیں ہے جو پاکیشیا میں کام کر سکے۔ چنانچہ کاؤنٹی نے ایک نئی منصوبہ بندی کی ہے اور اس منصوبہ بندی کے لئے اس نے میری خدمات حاصل کی ہیں اور میں اس سلسلے میں ابھی غور کر ہی رہا تھا کہ تم سے ملاقات ہو گئی۔" مچ نے کہا۔

"کمال ہے۔ کس قدر پیچیدہ سا گورکھ دھندہ ہے۔ بہرحال میں اس گورکھ دھندے میں کیا کردار ادا کر سکتا ہوں۔" ڈانلڈ نے ایک طویل

سانس لیتے ہوئے کہا۔

"پہلے منصوبہ بندی سن لو۔ کاؤنٹی کی منصوبہ بندی کے تحت وہ فیروزہ سے اس معاہدے کی تفصیلات حاصل کرنا چاہتی ہے۔ میرا مطلب ہے کہ فیروزہ ٹاڈ کے لئے وہ معاہدہ حاصل کرے گی تو ٹاڈ کو وہ معاہدہ بھیجنے کے ساتھ ساتھ وہ اس بات پر بھی مجبور ہو جائے کہ خاموشی سے اس معاہدے کی ایک نقل کاؤنٹی کے بھی حوالے کر دے اس طرح دونوں کا کام ہو جائے گا۔ لیکن فیروزہ بے حد اصول پسند لڑکی ہے۔ وہ کبھی بھی اس طرح کا کام کرنے پر رضامند نہ ہوگی۔ چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس کے خلاف ایسا بلیک میلنگ سٹف حاصل کیا جائے کہ اس بلیک میلنگ سٹف کے بدلے میں اسے مجبور کر دیا جائے کہ وہ خاموشی سے معاہدے کی نقل کاؤنٹی کے حوالے کر دے۔ فیروزہ ویسے تو ایکریمیا میں پڑھتی رہی ہے انتہائی بے باک سی مغربی لڑکی ہے مگر وہ عصمت و عفت کے معاملے میں ٹھیٹھ مشرقی لڑکی ہے اور ایک حد سے آگے کسی بھی نوجوان کو نہیں بڑھنے دیتی۔ یہ اس کی متضاد سی فطرت ہے۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس کے خلاف ایسا بلیک میلنگ سٹف حاصل کیا جائے۔ جس سے اس کی عصمت و عفت پر حرف آتا ہو۔ اس طرح وہ مجبور ہو جائے گی۔ میرا خیال تھا کہ میں خود پاکیشیا جاؤں اور وہاں کسی نوجوان کو اس کام پر مامور کروں۔ لیکن اب تمہیں دیکھنے کے بعد میں نے ارادہ بدل دیا ہے۔ تم اس کام کے ماہر بھی ہو اور اس میدان کے پرانے کھلاڑی بھی اور پھر تمہارا یہ

پیشہ بھی ہے۔ تم پاکیشیا جا کر اس فیروزہ سے ملو اور ایسا بلیک میلنگ سٹف تیار کر کے میرے حوالے کر دو۔ جیسا میں چاہتا ہوں۔ تمہیں اس کا منہ مانگا معاوضہ دیا جا سکتا ہے........" مچ نے کہا۔

"کام تو آسان سا ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس فیروزہ سے ملنے اور وہاں رہنے کے لئے میرے پاس کوئی ٹپ نہیں ہے۔" ڈانلڈ نے کہا۔

"یہ کام ہو سکتا ہے، فیروزہ کا ایک گہرا دوست رابرٹ ایکریمیا میں رہتا ہے۔ اسے پاکیشیا جانے پر تیار کیا جا سکتا ہے۔ تم اس کے ساتھ جا سکتے ہو سیاح بن کر۔ رابرٹ تو ظاہر ہے دو چار روز رہ کر واپس آ جائے گا۔ آگے تمہارا کمال شروع ہو سکتا ہے۔" مچ نے مسکراتے ہوئے کہا

"پھر ٹھیک ہے۔ مجھے وہاں رہنے کے لئے ایک سہارا چاہئے۔ باقی کام میں کر لوں گا۔ مجھے اس کی فکر نہیں ہے۔" ڈانلڈ نے آمادگی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"یہ سوچ لو کہ فیروزہ عام سی لڑکی نہیں ہے۔ وہ ٹاڈ جیسی تنظیم کی عہدے دار ہے، انتہائی ہوشیار اور تیز ذہن کی لڑکی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم ناکام رہ جاؤ اور یہ بھی سن لو کہ مجھے بلیک میلنگ سٹف ایسا نہیں چاہئے کہ تم مرد اور عورت کے تعلقات میں دور تک چلے جاؤ۔ کیونکہ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ فیروزہ ایسی لڑکی ہی نہیں ہے۔ مجھے صرف اتنا چاہئے کہ اس کا صرف عریاں فوٹو مل جائے۔ ایسا فوٹو کہ جس میں اس کا چہرہ واضح طور پر پہچانا جا سکتا ہو۔" مچ نے کہا۔

"اوہ پھر اس کے لئے میرے وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ تم

کسی بھی ایسی عورت کا جس کا جسم اس لڑکی سے ملتا جلتا ہو۔ عریاں فوٹو لے کر اس پر فیروزہ کا چہرہ لگا دو۔ کام مکمل ہو جائے گا۔" ڈانلڈ نے کہا۔

" تمہارا کیا خیال ہے جب فیروزہ کو بلیک میل کیا جائے گا تو وہ ایسے فوٹو سے آسانی سے بلیک میل ہو جائے گی ہر گز نہیں۔ اس کا اور یجنل فوٹو چاہیئے اور یہ تو میں نے صرف مثال دی ہے باقی تم بہتر جانتے ہو کہ کس قسم کا سٹف اس لڑکی کو مجبور کر سکتا ہے۔" مچ نے کہا۔

تم اس کی فکر مت کرو معاوضہ بتاؤ۔" لیکن خیال رکھنا کہ معاوضہ اتنا ہو کہ موگابی کو قابل قبول ہو۔ ورنہ اس نے کیس لینے سے انکار کر دینا ہے اور میں مجبور ہو جاؤں گا۔" ڈانلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہارے خیال میں اس کام کے لئے کتنا معاوضہ ہونا چاہیئے۔" مچ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کم از کم دس ہزار ڈالر تو ہونے ہی چاہئیں۔" ڈانلڈ نے کہا۔

" ٹھیک ہے دس ہزار ڈالر تو موگابی کے لئے اور پانچ ہزار ڈالر میری طرف سے دوستی کا تحفہ تمہارے لئے۔ لیکن یہ کام زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے اندر مکمل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ معاہدہ کسی بھی وقت ہو سکتا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ معاہدے سے قبل ہمارے پاس سٹف پہنچ جائے۔" مچ نے کہا۔

" ایسے ہی ہو گا۔" ڈانلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ادکے کہاں رابطہ کروں۔" مچ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

ہوٹل سپیسل کمرہ نمبر تین آٹھویں منزل۔" ڈانلڈ نے اٹھتے ہوئے مچ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا

صفدر اپنے فلیٹ میں آرام کرسی پر بیٹھا کسی رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا کہ دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی ۔ تو وہ چونک کر اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے۔" صفدر نے اپنی عادت کے مطابق پوچھا۔

"شکیل ۔" باہر سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی تو صفدر نے مسکراتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔

"آج اس وقت اچانک، خیریت ہے۔" صفدر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں ڈیوٹی پر ہوں ۔" کیپٹن شکیل نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ڈیوٹی پر ۔ کیا مطلب کیا کوئی کیس شروع ہو گیا ہے ۔" صفدر نے دروازہ بند کر کے آتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو نہیں معلوم ابھی عمران صاحب پہنچ رہے ہیں ۔ وہی تفصیل بتائیں گے ۔ مجھے تو جولیا کا فون آیا تھا کہ چیف کا حکم ہے کہ

میں فوری طور پر صفدر کے فلیٹ پہنچ جاؤں ۔ عمران وہاں آئے گا اور پھر عمران جو کہے اس پر عمل کرنا ہے چنانچہ میں آگیا۔" کیپٹن شکیل نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور صفدر نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"کیا پیو گے ۔ ٹھنڈا یا گرم ۔" صفدر نے پوچھا۔

"فی الحال کچھ نہیں ۔ عمران صاحب آجائیں پھر جو چاہئے پلوا دینا ۔" کیپٹن شکیل نے کہا اور ابھی صفدر دوبارہ کرسی پر بیٹھ ہی رہا تھا کہ دروازے پر زور سے دستک ہوئی ۔

"اوہ عمران صاحب ہوں گے ۔" صفدر نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"کون ۔" اس نے پوچھا۔

"تنویر ہوں ۔" باہر سے تنویر کی آواز سنائی دی اور صفدر نے دروازہ کھول دیا۔ تنویر اندر داخل ہوا۔

"یہ عمران نے پھر کوئی نیا چکر چلا دیا ہے ۔ پتہ نہیں بیٹھے بٹھائے اسے کیا ہو جاتا ہے ۔" تنویر نے سلام دعا کے بعد ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے مجھے دروازہ کھلا رکھنا چاہئے کیا تم بھی جولیا کی کال پر آئے ہو ۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر واقعی تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے پوری سیکرٹ سروس وہاں اکٹھی ہو گئی ۔

"آخر یہ کیا ہو رہا ہے ۔" صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"پتہ نہیں ہمیں تو جولیا نے کال کیا ہے۔" سب نے جواب دیا اور صفدر نے ہونٹ بھینچ لئے اور پھر جب تھوڑی دیر بعد جولیا بھی وہاں پہنچ گئی تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"عمران نہیں آیا ابھی۔" جولیا نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کو معلوم ہوگا۔ سب کو کال تو آپ نے کیا ہے۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو چیف نے کال کر کے کہا کہ میں باری باری سب ممبرز کو کال کر کے کہہ دوں کہ وہ تمہارے فلیٹ پر پہنچ جائیں اور خود بھی وہیں پہنچ جاؤں عمران آکر ہدایات دے گا اور اس کی ہدایات پر ہم نے کام کرنا ہے۔" جولیا نے کہا اور پھر وہ صوفے پر بیٹھ گئی۔

"چلو اس بہانے آپ سب میرے فلیٹ پر تو اکٹھے ہو گئے۔ ورنہ مجھے ہی ہر بار آپ کے فلیٹس پر جانا پڑتا تھا۔" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فریج میں سے مشروب کی بوتلیں نکال نکال کر ان سب کو دینی شروع کر دیں۔

"ارے واہ پوری بارات اکٹھی ہے۔" اچانک دروازے پر عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور وہ سب چونک کر عمران کو دیکھنے لگے۔ جس نے سفید سلک کی شیروانی کھڑا پاجامہ اور پیروں میں سلیم شاہی جوتی پہن رکھی تھی اور اس لباس میں وہ واقعی بے حد وجیہہ لگ رہا تھا۔ جولیا کی نظریں تو جیسے اس پر جم سی گئی تھیں۔

"کیا آج تمہاری شادی ہے......" تنویر نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"شادی واہ تمہارے منہ میں گھی شکر۔ ویسے تو لوگ درست ہی کہتے ہیں کہ بعض اوقات کھوٹے سکے بھی کام آجاتے ہیں۔ اچھا شگون ہے۔ اس کا مطلب ہے بردکھاوا کامیاب رہے گا۔" عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بردکھاوا۔ کیا مطلب۔" جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"شادی سے پہلے لڑکا جب لڑکی اور اس کے رشتہ داروں سے ملنے جاتا ہے تو اسے بردکھاوا کہتے ہیں۔" تنویر نے فوراً ہی وضاحت کرتے ہوئے کہا اور جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تو تم بردکھاوے کے لئے جارہے ہو۔" جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں اکیلا تو نہیں جارہا۔ تم سب جارہے ہو۔ اب دیکھو قرعہ فال کس کے نام نکلتا ہے۔ ویسے جہاں تنویر جیسے جانثار، صفدر جیسے باوقار، کیپٹن شکیل جیسے بردبار، نعمانی جیسے جی دار، خاور جیسے دلدار صدیقی جیسے سمجھدار، چوہان جیسے زوردار مقابلے میں شریک ہوں وہاں مجھ جیسے بے کار کو کون پوچھے گا۔ خاص طور پر جب ساتھ ہو مس جولیا نافٹز واٹر جیسی خار زار۔" عمران نے واقعی بہترین انداز میں قافیہ بندی کرتے ہوئے کہا اور سب اس کی اس قافیہ بندی پر بے اختیار ہنس پڑے۔

"کمال ہے آپ کو تو شاعر ہونا چاہیئے تھا۔" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس لیئے تو مجھے پسند ہے وادی خار زار اور ہمارا تنویر ہے اس خار زار میں ذلیل وخوار۔ اوہ سوری یہ قافیہ تو قدرے سخت ہو گیا ہے مگر کیا کروں ابھی نیا نیا شاعر ہوں تجربہ کم ہے۔ اس لیئے پھر ہی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"تو میں خار زار ہوں کیوں۔" جولیا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے اوہ سوری۔ یہ زبان نجانے کیوں غوطہ کھا جاتی ہے مم۔ میرا مطلب تھا۔ گل وگلزار، وادی پر بہار۔ حسن کردگار۔ شجر بے برگ وبار اوہ اوہ پھر وہی غوطہ" .... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس بار سب کے ساتھ ساتھ جولیا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم سے خدا سمجھے۔ تم نے سائنس میں نہیں زبان چلانے میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری لے رکھی ہے۔" جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اب ہم یہاں عمران کی تعریفیں کرنے کے لیئے اکٹھے ہوئے ہیں یا کوئی کام بھی ہے۔" تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور وہ سب چونک پڑے۔

"ارے ہاں عمران صاحب اصل مسئلہ کیا ہے۔ کیوں چیف نے ہم سب کو یہاں اکٹھا کیا ہے۔" نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یعنی ساری رات قصہ یوسف زلیخا سننے کے بعد صبح شاید تم نے ہی

قصہ گو سے پوچھا ہوگا کہ زلیخا مرد ہے یا عورت۔ بھائی بتایا تو ہے کہ مس فیروزہ کے سوئمبر میں جانا ہے........ " عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ مس فیروزہ ہے کون۔ یہ بھی تو بتایئے۔" صفدر نہ ہنستے ہوئے کہا۔

"نواب اوصاف کی اکلوتی صاحبزادی اور نواب اوصاف بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر آثار قدیمہ ہیں اور ان کی جاگیر اور حویلی سرائے راٹھور میں واقع ہے اور موصوفہ وزارت خارجہ سیکرٹریٹ میں آفس ورک کی انچارج ہیں اور ایکریمیا سے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ نواب اوصاف خان صاحب کی ساری عمر مصر میں گذری ہے اور اب وہ اپنی اکلوتی صاحبزادی کے ساتھ مستقل پاکیشیا میں سیٹ ہو گئے ہیں۔ کل شام اس کی چالیسویں سالگرہ تھی۔ جس میں صدر مملکت اور سر سلطان نے بھی شرکت کی۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور جیسے ہی عمران کے منہ سے چالیسویں سالگرہ کے الفاظ نکلے تو عمران سمیت سب نے واضح طور پر جولیا کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے دیکھے اور وہ سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

"لیکن چیف پوری سیکرٹ سروس کو وہاں کیوں بھیج رہے ہیں۔ مقصد کیا ہے۔" اس بار نعمانی نے کہا۔

"مقصد کا علم تو چیف کو ہوگا .... اس نے تو بس اتنا حکم دیا ہے کہ میں پوری ٹیم سمیت وہاں پہنچوں اور سوئمبر میں شرکت کروں

"اور بس ۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔ لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ۔ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور صفدر نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا ۔

"صفدر سپیکنگ ۔" صفدر نے کہا ۔

"ایکسٹو ۔" دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی ۔

"یس سر ۔" صفدر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"عمران پہنچ گیا ہے تمہارے پاس ۔" ایکسٹو نے پوچھا ۔

"یس سر ۔" صفدر نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا ۔

"جناب علی عمران بول رہا ہوں ۔ اوہ سوری میرا مطلب ہے کہ میں علی عمران بول رہا ہوں ۔ جناب کا لفظ تو میں نے آپ کی شان میں استعمال کیا ہے ۔ یہ زبان آج کل جلدی جلدی غوطے کھانے لگ گئی ہے پہلے بھی مس جولیا کو گل وگلزار ، پر بہار کہنے کی بجائے خار دار بلکہ خار زار کہہ بیٹھا تھا ۔" عمران کی زبان رواں ہو گئی ۔

"نواب اوصاف خان اور ان کی بیٹی فیروزہ آج پریذیڈنٹ ہاؤس میں نجی طور پر مدعو ہیں ۔ وہ وہاں ایک دو روز رہیں گے ۔ اس لئے تم حویلی کی اطمینان سے تلاشی لے سکتے ہو ۔" دوسری طرف سے ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ۔

"جب مس فیروزہ ہی وہاں موجود نہ ہوں گی تو تلاشی میں کیا برآمد

ہو گا خواہ مخواہ ساری سیکرٹ سروس کی پریڈ کرا دی ۔" عمران نے رسیور رکھ کر منہ بناتے ہوئے کہا ۔ اس کے چہرے پر انتہائی مایوسی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے ۔

"دیکھو عمران اب اصل بات اگل دو ۔ ورنہ میں چیف کو فون کر کے پوچھ لوں گی اور سنو جب تک تم اصل بات نہیں بتاؤ گے ہم میں سے کوئی بھی تمہارے ساتھ نہیں جائے گا ۔" جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

"ہاں عمران صاحب چیف تو کسی تلاشی کے بارے میں کہہ رہے تھے ۔ لیکن تلاشی کے لئے پوری سیکرٹ سروس کا وہاں بھیجنا کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ۔ ہم نے تلاش کیا کرنا ہے ۔" صفدر نے بھی الجھے ہوئے لہجے میں کہا ۔

"وہ انگوٹھی جس میں فیروزہ فٹ آ سکے ۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا ۔

"ہونہہ تو تم نہیں بتانا چاہتے ٹھیک ہے مت بتاؤ ۔ پھر جاؤ جا کر تلاش کرتے رہو انگوٹھی ۔" جولیا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا ۔

"میں تو انگوٹھی تلاش کر بھی لوں گا اور اس میں فیروزہ کو فٹ بھی کرا لوں گا ۔ لیکن مسئلہ تمہارے چیف کا ہے ۔ وہ خود اس انگوٹھی کو حاصل کرنا چاہتا ہے ۔ اس لئے تو ساری ٹیم کو بھجوا رہا ہے تاکہ انگوٹھی اس تک پہنچ سکے ۔ اور اگر تم نہیں جانا چاہتے تو مت جاؤ ۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا ۔

"بیٹھو تم ۔ میں بات کرتی ہوں چیف سے ۔" جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیئے ۔ اس کے چہرے پر غصے اور جھنجلاہٹ کے ملے جلے تاثرات تھے ۔

"ایکسٹو ۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے چیف کی سرد آواز سنائی دی ۔

"جولیا بول رہی ہوں جناب ہم نے نواب اوصاف خان کی حویلی میں جا کر کس قسم کی انگوٹھی تلاش کرنی ہے ۔" جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا ۔

"انگوٹھی کیا مطلب ۔" دوسری طرف سے ایکسٹو نے سرد لہجے میں پوچھا ۔

"عمران کہہ رہا ہے کہ ہم نے وہاں جا کر ایک انگوٹھی تلاش کرنی ہے ۔ لیکن مزید تفصیلات نہیں بتا رہا اور عمران وہاں جانے کے لئے جو لباس پہن کر آیا ہے ۔ وہ ایسا نہیں ہے کہ جس سے یہ سمجھا جائے کہ وہ واقعی تلاشی کی غرض سے جا رہا ہے ۔ وہ ایسا لباس پہن کر آیا ہے جیسے اس نے وہاں جا کر دولہا بننا ہو ۔" جولیا جھنجلاہٹ میں بولے چلی گئی ۔

"تو عمران نے تم لوگوں کو تفصیلات نہیں بتائیں ۔ حالانکہ میں نے اسے ہدایت کی تھی کہ وہ تم سب کو باقاعدہ تفصیلات بتا کر تمہارے ساتھ جائے ۔ بہرحال مختصر طور پر میں تفصیل بتا دیتا ہوں ۔ سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان نے مجھے شکایت کی ہے کہ ان کے

دفتر سے ایسے مسودات جو اہم معاہدوں کے ابتدائی مسودات ہوتے ہیں کی تفصیلات دوسرے ملکوں تک پہنچ رہی ہیں ۔ حالانکہ یہ مسودات سر سلطان خود تیار کرتے ہیں اور ان کی ذاتی تحویل میں رہتے ہیں ۔ اس پر میں نے عمران کو ان کے دفتر بھیجا تا کہ یہ وہاں جا کر ان سے مزید تفصیلات حاصل کر سکے ۔ عمران نے جو تفصیلات حاصل کی ہیں ۔ اس کے مطابق وہاں ایسا کوئی کلیو نہیں ملا ۔ جس سے اس لیکج کو پکڑا جا سکے ۔ البتہ اس نے رپورٹ دی ہے کہ ایک خاتون جس کا نام فیروزہ ہے اور جو نواب اوصاف خان کی لڑکی ہے ۔ سر سلطان کے دفتر میں ملازم ہوئی ہے اور اس کا سر سلطان کے دفتر میں آزادانہ آنا جانا ہے اور نواب اوصاف خان کے صدر مملکت اور سر سلطان سے قریبی تعلقات ہیں ۔ اس لئے اس کے دفتر آنے جانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے عمران کی رپورٹ کے مطابق اس لیکج میں کسی نہ کسی طرح فیروزہ کا ہاتھ ہو سکتا ہے ۔ لیکن فیروزہ جس حویلی میں رہتی ہے ۔ وہ انتہائی وسیع و عریض ہے اور وہاں کافی ملازم بھی ہیں اس لئے میں نے عمران کو ہدایت دی تھی کہ وہ سیکرٹ سروس کو ساتھ لے کر نواب اوصاف خان کی حویلی میں جائے اور وہاں جا کر اس انداز میں پوری حویلی کی تلاشی لی جائے کہ اگر فیروزہ کا ہاتھ لیکج میں ہو تو اس بارے میں کوئی کلیو مل سکے اور اگر نہیں ہے تو پھر اس سلسلے میں کچھ اور سوچا جائے ۔ عمران کا خیال تھا کہ چونکہ نواب اوصاف خان ماہر آثار قدیمہ ہیں ۔ اس لئے وہ سیکرٹ سروس کی ٹیم کو آثار قدیمہ میں دلچسپی رکھنے والے

افراد کے طور پر وہاں لے جائے گا اس طرح فطری طور پر نواب اوصاف
خان انہیں دو چار روز رہنے پر مجبور کرے گا اور وہ اطمینان سے اس
دوران تلاشی لے لے گا۔ لیکن ابھی میں نے وہاں سے معلومات حاصل
کرائی ہیں تو مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ نواب اوصاف اور فیروزہ دونوں
چند روز کے لئے پریذیڈنٹ ہاؤس میں صدر صاحب کی نجی دعوت پر ٹھہر
گئے ہیں اور میں نے عمران کو کال کر کے اس لئے یہ اطلاع دے دی
تاکہ وہ بدلی ہوئی صورت حال کے مطابق تلاشی کے لئے کوئی نیا لائحہ
عمل تیار کر سکے۔" ایکسٹو نے پوری تفصیل بتائی اور اس کے ساتھ ہی
رابطہ ختم ہو گیا۔

" تم خواہ مخواہ بکواس کیوں کئے جا رہے تھے اور یہ لباس پہن کر تم
تلاشی لو گے۔ کوئی ضرورت نہیں تمہارے وہاں جانے کی۔ ہم خود جا
کر یہ کام کر لیں گے۔" جولیا نے رسیور رکھ کر عمران سے مخاطب ہو کر
انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" شکریہ شکریہ۔ میرا تو ویسے ہی اس تھرڈ کلاس کام کرنے کو جی نہ
چاہ رہا تھا۔ اب بھلا دیکھو پاکیشیا سیکرٹ سروس جس کے کارناموں کی
دھوم پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ جس سے بڑی بڑی حکومتیں لرزہ
براندام رہتی ہیں وہ سیکرٹ سروس اب لوگوں کے گھروں میں چوروں
کی طرح داخل ہو کر تلاشیاں لیتی پھر رہی ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں۔ کیا
عروج ہے اور کیا زوال اور جب سے چیف نے یہ اطلاع دی ہے کہ
مس فیروزہ وہاں موجود نہیں ہے تو باقی ماندہ چارم بھی ختم ہو کر رہ گیا

ہے۔ اس لئے خدا حافظ......." عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر اس
قدر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا کہ اس سے پہلے کہ کوئی اسے
روکتا وہ دروازے سے باہر بھی جا چکا تھا۔

" اب یہ شخص اکیلا وہاں جائے گا۔ میں اس کی رگ رگ سے
واقف ہوں۔ چیف اس لئے اسے اکیلا بھیجنا نہ چاہتا تھا کہ اسے اس کی
عادت کا علم ہے۔ اس نے مس فیروزہ کے چکر میں پڑ کر سارا راز ہی
لیک آؤٹ کر دینا تھا۔" تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" میرا خیال ہے مس جولیا کہ اب جبکہ نواب اوصاف خان کی عدم
موجودگی میں پہلے والی پلاننگ ختم ہو گئی ہے۔ تو پھر ساری ٹیم کے
وہاں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تلاشی ہی لینی ہے اور جہاں
تک میں سمجھتا ہوں تلاشی بھی صرف اس فیروزہ کی حد تک ہی ہونی
چاہئے۔ اس لئے ایک یا دو ممبرز آسانی سے یہ کام کر سکتے ہیں۔" صفدر
نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے۔ تنویر اور صدیقی دونوں جا کر تلاشی لیں گے اور اپنی
کارروائی کی رپورٹ براہ راست مجھے دیں گے۔" جولیا نے کہا اور تنویر
کے ہونٹ بے اختیار بھینچ گئے۔

" یہ تلاشی والا بور کام مجھ سے نہیں ہوتا۔ میری جگہ کسی اور کو بھیج
دو۔" تنویر نے فوراً ہی انکار کرتے ہوئے کہا۔

" میں بحیثیت ڈپٹی چیف تمہیں حکم دے رہی ہوں سمجھے۔" جولیا
نے غصے سے بل کھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے پھر میں اکیلا جاؤں گا۔ صدیقی کے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں ہے۔" تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ایک منٹ تنویر رک جاؤ۔ مس جولیا واقعی اس قسم کا کام تنویر کی فطرت کے خلاف ہے۔ اس لئے میری درخواست ہے کہ آپ اس کی جگہ مجھے بھیج دیں۔" صفدر نے کہا۔

"نہیں صفدر ڈپٹی چیف کا حکم ماننا میری ڈیوٹی ہے۔" تنویر نے بھناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر یہ تلاشی والا کام تمہارے لئے بور کام ہے تو پھر تم کس طرح کا کام کرنا چاہتے ہو۔" جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پتہ نہیں چیف کو یہ عمران کس طرح الٹی پٹی پڑھا دیتا ہے۔ سیدھا سا مسئلہ ہے اگر فیروزہ پر شک ہے تو جا کر چوروں کی طرح تلاشیاں لینے کی بجائے اسے اغوا کیا جائے اور پھر اس کی زبان کھلوا کر اس سے سب کچھ معلوم کر لیا جائے۔ بات ختم اور یہ کام میں آسانی سے کر سکتا ہوں۔" تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس بار جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"واقعی یہ کام تم آسانی سے کر سکتے ہو۔ لیکن تمہیں تو سیکرٹ سروس کی بجائے پولیس میں تھانیدار بھرتی ہو جانا چاہئے تھا۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ فیروزہ اگر وزارت خارجہ کے اہم مسودات چوری کر کے دوسرے ملکوں کو پہنچا رہی ہے۔ تو وہ اکیلی یہ کام کر رہی ہو گی اور

ساتھ ہی تم نے چیف کی یہ بات نہیں سنی کہ نواب اوصاف کے تعلقات صدر مملکت سے ذاتی ہیں۔ کیا فیروزہ کے اس طرح کھلے عام اغوا اور پھر اس پر تشدد کے بعد وہ خاموش بیٹھ جائیں گے اور اگر تشدد کے بعد فیروزہ بے گناہ ثابت ہوئی تو پھر یہ اغوا اور تشدد کس کھاتے میں جائے گا۔" جولیا نے کہا۔

"اوہ اوہ سوری مس جولیا واقعی ان باتوں کی طرف میرا خیال بھی نہ گیا تھا۔ آئی ایم سوری واقعی پہلے اس کے خلاف کوئی ثبوت حاصل کرنا ضروری ہے۔ اوکے اب میں جا کر تلاشی لوں گا اب مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" تنویر نے فوراً ہی اپنی عادت کے مطابق کھلے دل سے معذرت کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور صفدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"صفدر بول رہا ہوں۔" صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو۔ جولیا کو رسیور دو۔" دوسری طرف سے ایکسٹو کی انتہائی سرد آواز سنائی دی اور صفدر نے رسیور جولیا کی طرف بڑھا دیا۔ لیکن اس کے چہرے پر ایکسٹو کا انتہائی سرد لہجہ سن کر تشویش کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

"یس سر جولیا بول رہی ہوں۔" جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم نے عمران کو ساتھ لے جانے سے کیوں انکار کیا ہے جبکہ میں نے ہدایت کی تھی کہ عمران تم سب کے ساتھ جائے گا۔" ایکسٹو نے

کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"سر عمران جس لباس میں تھا۔اس لباس میں تلاشی کا کام ناممکن تھا۔اس لئے میں نے اسے ساتھ لے جانے سے انکار کیا تھا۔" جولیا نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"کیسا لباس پہن رکھا تھا اس نے۔" دوسری طرف سے چیف نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"سر اس نے سفید سلک کی شیروانی۔ کھڑا پاجامہ اور سلیم شاہی جوتی پہن رکھی تھی۔" جولیا نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔

"اوہ پھر واقعی تمہاری بات درست ہے۔ایسا لباس پہن کر وہاں جانے کا کیا مقصد تھا۔اوکے اب میں اس سے خود ہی باز پرس کر لوں گا اور سنو میں نے تمہیں تفصیل بتا دی ہے۔ تم اب اس کیس کو خود ہینڈل کرو گی مجھے بہرحال مکمل رپورٹ چاہیئے کہ کیا فیروزہ اس لیکج میں ملوث ہے یا نہیں اور یہ بھی سن لو کہ فیروزہ یا اس کے باپ کو اس بارے میں کسی قسم کا شبہ تک نہیں ہونا چاہیئے۔" ایکسٹو کا لہجہ اس بار نرم تھا۔

"یس سر آپ بے فکر رہیں آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔" جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے رسیور رکھا اور اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

"بال بال بچ گئی ہوں۔لباس والی بات کام آ گئی ورنہ شاید چیف کا غصہ اتنی آسانی سے کم نہ ہوتا۔" جولیا نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"عمران نے تمہاری شکایت کرنے کی جرأت کیسے کی ہے، وہ اپنے آپ کو سمجھتا کیا ہے۔ میں اسے گولی مار دوں گا۔" تنویر نے غصے سے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے اس نے تو رپورٹ دینی تھی۔ تم چھوڑو اس بات کو۔ ہمیں اصل کام پر توجہ دینی چاہیئے۔ ٹھیک ہے۔ صفدر تم اور صدیقی اب جا کر وہاں کی تلاشی لو گے۔ باقی ساتھی اپنے اپنے فلیٹ پر جا سکتے ہیں۔" جولیا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"یہ تو اچھا خاصا ترقی یافتہ ملک ہے ۔ میں نے تو سنا تھا کہ انتہائی پس ماندہ ہے لیکن یہ تو مجھے ایکریمیا سے بھی ترقی یافتہ لگتا ہے ......" ڈانلڈ نے ہوائی اڈے سے باہر آکر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ساری ترقی صرف چند شہروں تک ہی محدود ہے اور یہ تو ویسے بھی دارالحکومت ہے پس ماندگی چھوٹے شہروں اور دیہات میں نظر آتی ہے ۔ مسٹر ڈانلڈ۔" ڈانلڈ کے ساتھی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے ۔ لیکن کیا تم پہلے بھی یہاں آتے رہے ہو ۔ تم نے چھوٹے شہر اور دیہات دیکھے ہیں مسٹر رابرٹ ۔" ڈانلڈ نے کہا۔

"میرا تعلق جس تنظیم سے ہے اس کے کام اس ملک میں نکلتے ہی رہتے ہیں اس لئے کئی بار یہاں آچکا ہوں ۔" رابرٹ نے جواب دیا اور پھر وہ دونوں ٹیکسی سٹینڈ تک پہنچ گئے ۔

"ہوٹل فائیو سٹار ۔" رابرٹ نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر

کہا۔

"یس سر......" ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور وہ دونوں ٹیکسی کی عقبی نشست پر بیٹھ گئے ۔ دوسرے لمحے ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھی اور سڑک پر دوڑنے والی بے شمار رنگ برنگی کاروں کے ہجوم میں شامل ہو گئی ڈانلڈ کار کی کھڑکی سے اس طرح بازاروں شاندار اور بلند و بالا عمارات کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ دیہاتی ہو اور پہلی بار شہر آیا ہو اور جب تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ہوٹل فائیو سٹار کی شاندار اور انتہائی جدید ترین عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ کے سامنے رکی تو ڈانلڈ کے چہرے پر ایک بار پھر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے لیکن اس نے زبان سے کچھ نہیں کہا ۔ رابرٹ نے کرایہ ادا کیا اور پھر وہ دونوں لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے ہوٹل کی عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے انہوں نے چوتھی منزل پر ایک ڈبل سوٹ بک کرایا تھا۔

"میرا خیال ہے پہلے لنچ کر لیا جائے اس کے بعد مس فیروزہ کو فون کریں گے ۔" رابرٹ نے کمرے میں پہنچتے ہی کہا۔

"جیسے تمہاری مرضی ہو ۔ میں تو بہر حال اس وقت تمہاری ڈسپوزل پر ہوں ۔" ڈانلڈ نے جواب دیا اور رابرٹ مسکرا دیا۔

"آؤ پھر ۔" رابرٹ نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل کے شاندار ڈائننگ ہال کی ایک میز پر بیٹھے لنچ کرنے میں مصروف تھے ۔

"مجھے بتایا گیا ہے کہ تم نے فیروزہ کے پاس کچھ دن رہنا ہے ۔ لیکن اس کی وجہ نہیں بتائی گئی ۔" رابرٹ نے کھانا کھاتے ہوئے کہا۔

"میں نے مس فیروزہ کے ساتھ نہیں رہنا۔ نواب اوصاف خان کے پاس رہنا ہے۔ مجھے بھی آثار قدیمہ سے کچھ دلچسپی ہے۔ لیکن نواب اوصاف خان بے حد سنکی اور اکھڑ طبیعت کے مالک ہیں۔ اس لئے میں نے تمہارا سہارا لیا ہے۔ تاکہ تمہاری وجہ سے مس فیروزہ سے ملاقات ہو گی اور مس فیروزہ کی وجہ سے نواب اوصاف خان کی قربت بھی حاصل ہو جائے گی۔" ڈانلڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا تو یہ بات ہے۔ لیکن کیا تم نے نواب سے کسی خزانے کا راز حاصل کرنا ہے۔ کہ صرف اس ٹپ کے لئے مجھے اچھی خاصی رقم بھی مہیا کی گئی ہے اور اخراجات بھی۔" رابرٹ نے کہا اور ڈانلڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

"مسٹر رابرٹ۔ تم تو انتہائی سمجھ دار آدمی ہو۔ اب اتنی بات تو تم خود بھی سمجھ سکتے ہو کسی کو بھاری معاوضہ صرف تفریح کے لئے تو نہیں دیا جاتا اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم مزید کسی چکر میں نہ الجھو"......... ڈانلڈ نے اس بار قدرے سرد لہجے کہا۔

"او کے تمہارا مشورہ مناسب ہے۔" رابرٹ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور ڈانلڈ مسکرا دیا۔

"کھانا کھانے کے بعد وہ واپس اپنے سوٹ میں آ گئے اور شراب انہوں نے وہیں اپنے کمرے میں منگوا لی اور پھر رابرٹ نے جیب سے ایک چھوٹی سی فون انڈیکس ڈائری نکالی اور اسے کھول کر اس میں درج فون نمبر چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے

رسیور اٹھا لیا اور ڈائری میں دیکھ کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"فیروزہ ہاؤس۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"میرا نام رابرٹ ہے۔ مادام فیروزہ میری دوست ہیں۔ میں ایکریمیا سے آیا ہوں اور دارالحکومت کے ایک ہوٹل سے بول رہا ہوں۔ کیا آپ مس فیروزہ سے میری بات کرا سکتے ہیں۔" رابرٹ نے کہا۔

"آپ اپنا کمرہ نمبر بتا دیں۔ مس فیروزہ نواب صاحب کے ہمراہ پریذیڈنٹ ہاؤس میں نجی دعوت پر گئی ہوئی ہیں۔ ان کی واپسی ایک دو روز میں ہو گی۔ آپ کا پیغام ان تک پہنچ جائے گا.........." دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ایک دو روز بعد اوہ۔ پھر میں شاید واپس چلا جاؤں گا۔ کیا آپ فوری طور پر وہاں اپنے طور پر بات نہیں کر سکتے۔ یا پھر مجھے پریذیڈنٹ ہاؤس کا کوئی ایسا نمبر دے دیں جس پر میں براہ راست ان سے رابطہ کر سکوں۔" رابرٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ پریذیڈنٹ ہاؤس میں بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ ہوٹل آپریٹر سے کہہ دیں وہ آپ کی کال ملا دے گا۔" دوسری طرف سے کہا گیا

"او کے...... اچھا۔ تھینک یو......" رابرٹ نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے فون کے نیچے لگا ہوا سفید رنگ کا بٹن پریس کیا اور پھر رسیور اٹھایا۔

"یس سر۔" دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس بات کرا دیں......" رابرٹ نے سنجیدہ لہجے

میں کہا۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس کس سے بات کرنا چاہتے ہیں آپ۔" دوسری طرف سے چونکے ہوئے لہجے میں پوچھا گیا۔

"استقبالیہ سے ملوادو۔" رابرٹ نے کہا۔

"یس سر ہولڈ کیجئے۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔

"یس پریذیڈنٹ ہاؤس......." بولنے والی لڑکی کے لہجے میں بے حد وقار تھا۔

"مس فیروزہ یہاں نجی دعوت پر آئی ہوئی ہیں۔ میں ان کا دوست ہوں میرا نام رابرٹ ہے اور میں ایکریمیا سے آیا ہوں۔ میں نے مس فیروزہ کی رہائش گاہ پر فون کیا تو وہاں سے بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے ڈیڈی نواب اوصاف کے ہمراہ نجی دعوت پر پریذیڈنٹ ہاؤس گئی ہوئی ہیں اور دو چار روز بعد ان کی واپسی ہو گی جبکہ میں اتنے روز نہیں ٹھہر سکتا اس لئے کیا آپ پلیز ان سے میری بات کرائیں گی......" رابرٹ نے بڑے نرم اور بااخلاق لہجے میں کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ کیجئے میں معلوم کرتی ہوں۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر واقعی ایک منٹ بعد اس لڑکی کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"مسٹر رابرٹ کیا آپ لائن پر ہیں۔" استقبالیہ لڑکی نے پوچھا۔

"یس۔" رابرٹ نے جواب دیا۔

"مس فیروزہ سے بات کیجئے۔" استقبالیہ لڑکی نے کہا اور چند لمحوں

بعد ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہیلو، میں فیروزہ بول رہی ہوں۔" لہجہ خاصا شوخ تھا۔

"فیروزہ میں رابرٹ سمتھ بول رہا ہوں۔" رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رابرٹ سمتھ کہاں سے بول رہے ہو ڈیئر۔" دوسری طرف سے بولنے والی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میں پاکیشیا سے ہی بول رہا ہوں اور ہوٹل فائیو سٹار سوٹ نمبر ون ٹو ٹو فورتھ سٹوری سے۔ ایک کاروباری ٹرپ پر آیا تھا۔ میں نے سوچا کہ چلو تم سے ہیلو ہیلو ہو جائے۔" رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے، تم نے یہاں آنے سے پہلے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی میں تمہیں ایئر پورٹ پر رسیو کرتی۔ میں ابھی آ رہی ہوں۔ پھر باتیں ہوں گی۔" دوسری طرف سے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور رابرٹ نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"یہ معاملہ غلط ہو گیا ہے۔ اب وہ یہیں تم سے مل کر واپس پریذیڈنٹ ہاؤس چلی جائے گی۔" ڈانلڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ وہ ضرور مجھے اپنے ہاؤس میں لے جائے گی میں جانتا ہوں اس کی طبیعت کو۔ اسے آنے تو دو۔" رابرٹ نے کہا اور ڈانلڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تمہاری اس قدر گہری دوستی کیسے ہو گئی اس سے۔" ڈانلڈ نے

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"فیروزہ بے حد سوشل لڑکی ہے۔خاص طور پر ڈانس کی تو جنون کی حد تک رسیا ہے اور میں ڈانس میں خاصی مہارت رکھتا ہوں۔ایک ڈانس پارٹی میں ہم نے اکٹھے ڈانس کیا اور اس کے بعد دوستی بڑھتی چلی گئی۔لیکن فیروزہ ایک خاص حد تک جاتی ہے۔اس سے آگے نہیں۔اس وقت یہی محسوس ہوتا ہے کہ اس کے اندر کوئی قدیم مشرقی روح ہو۔حالانکہ اس حد سے پہلے وہ خالصتاً مغربی لڑکی ہے......" رابرٹ نے کہا اور ڈانلڈ مسکرا دیا۔

"اور پھر تقریباً بیس پچیس منٹ بعد سوٹ کے دروازے پر دستک ہوئی تو رابرٹ اٹھا اور پھر وہ راہداری کی طرف بڑھ گیا جبکہ ڈانلڈ اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔

"تم اچانک کیسے آگئے رابرٹ۔میں تو اس بات پر حیران ہوں۔" وہی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی راہداری کے دروازے سے رابرٹ کے ساتھ ایک لڑکی اندر داخل ہوئی تو ڈانلڈ کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے دروازے پر اچانک کسی نے کیمرے کی فلش آن کی ہو اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔اس کی پوری زندگی لڑکیوں کے ساتھ دوستی کرنے میں گذر گئی تھی لیکن فیروزہ میں نجانے کیا بات تھی کہ ڈانلڈ اسے دیکھتے ہی یکلخت مرعوب سا ہو گیا۔

"تو تمہارا بھائی بھی ساتھ ہے۔" فیروزہ نے حیرت بھرے انداز میں

رابرٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا بے حد گہرا دوست ہے۔لارڈ سالسبری کا اکلوتا بیٹا ہے۔اس لئے پرنس ڈانلڈ کہلاتا ہے۔فطری طور پر سیاح ہے۔بڑے رکھ رکھاؤ والا نوجوان ہے۔پاکیشیا یہ پہلے کبھی نہ آیا تھا۔میں نے جب اس سے تمہارا ذکر کیا تو یہ فوراً میرے ساتھ آنے کے لئے آمادہ ہو گیا۔تاکہ تم سے بھی ملے اور پاکیشیا کی سیاحت بھی کرے اور ڈانلڈ یہ ہیں مس فیروزہ۔" رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مس فیروزہ یقین کیجئے رابرٹ نے یہاں آنے سے پہلے آپ کی بے حد تعریفیں کی تھیں بلکہ پوری فلائٹ کے دوران یہ میرے کان کھاتا رہا اور اب بھی آپ کی آمد سے پہلے یہ آپ کے حسن اور آپ کے اخلاق کے قصیدے پڑھتا رہا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ میں یہ قصیدے اور تعریفیں سن سن کر بور ہو گیا تھا، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ آپ کو دیکھنے کے بعد مجھے احساس ہوا ہے کہ رابرٹ نے آپ کے متعلق بخل سے کام لیا ہے۔آپ تو میرے تصور سے بھی کہیں زیادہ خوبصورت ہیں۔مجھے آپ سے مل کر دلی مسرت ہوئی ہے۔" ڈانلڈ نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ رکوع کے بل جھک گیا اور فیروزہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اس خوبصورت انداز میں تعریف کرنے کا بے حد شکریہ مسٹر ڈانلڈ آپ سے مل کر حقیقتاً مجھے بھی خوشی ہوئی ہے اور آپ فکر نہ کریں میں آپ کو اس خوبصورت ملک کی جی بھر کر سیر کراؤں گی۔آج سے

آپ میرے مہمان ہیں ۔" فیروزہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحے
کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

" اوہ اوہ یہ میری خوش نصیبی ہے مس فیروزہ یقیناً خوش نصیبی اور
میں اس اعزاز کے لئے دلی طور پر آپ کا ممنون ہوں ۔آپ کی معیت
میں یہ خوبصورت ملک اور بھی خوبصورت لگے گا ۔" ڈانلڈ نے بڑے
گرم جوشانہ انداز میں فیروزہ سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

" یہ کیا مسٹر اور مس کا تکلف کر رہے ہیں آپ دونوں بھئی مجھے یہ
تکلفات قطعاً پسند نہیں ہیں کیوں فیروزہ ۔" رابرٹ نے مسکراتے
ہوئے کہا اور فیروزہ ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی ۔

" اوہ تم جانتے ہو مجھے بھی ایسے تکلفات ذاتی طور پر پسند نہیں ہیں ۔
میں تو مسٹر ڈانلڈ کی وجہ سے ۔" فیروزہ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ہنس کر
کہنا شروع کیا۔

" مسٹر ڈانلڈ نہیں صرف ڈانلڈ مس فیروزہ ۔" ڈانلڈ نے اسے ٹوکتے
ہوئے کہا اور فیروزہ ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی ۔

" تو پھر آپ بھی تصحیح کر لیجئے مس فیروزہ نہیں صرف فیروزہ ۔ ارے
ہاں رابرٹ تم نے یہاں کتنے روز رہنا ہے ۔ کیا کام ہے تمہیں یہاں ۔"
فیروزہ نے بات کرتے کرتے رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" کام تو یہاں پہنچتے ہی ختم ہو گیا بزنس ٹور تھا لیکن میرے یہاں
پہنچنے سے پہلے سپلائی جا چکی تھی ۔اس لئے میں اب فارغ ہوں ۔ لیکن
ظاہر ہے زیادہ دن تک اب رک نہیں سکتا۔ کل کی فلائٹ سے واپس

چلا جاؤں گا۔اس لئے تو میں نے پریذیڈنٹ ہاؤس فون کرنے کی جرأت
بھی کر لی تھی ۔" رابرٹ نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے فون کا رسیور اٹھایا اور سروس روم کو شراب بھیجنے کے لئے کہا۔

" اتنی جلدی ارے دو چار ہفتے تو رکو ۔ تم نے کون سا روز روز یہاں
آنا ہے ۔" فیروزہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" نہیں ڈیئر سٹ ۔ اگر سپلائی میں دیر ہوتی تو مجبوراً رکنا پڑتا ۔ لیکن
اب سپلائی جانے کے بعد رکنے کا کوئی جواز نہیں ہے اور تم جانتی ہو کہ
بزنس کے سلسلے میں میرے کیا اصول ہیں ۔ فکر مت کرو اب میری
کمپنی کلبھاں کی ایک کمپنی سے مستقل معاہدہ ہو گیا ہے ۔اس لئے اب
ہر دوسرے تیسرے مہینے بہرحال آنا ہی پڑے گا۔" رابرٹ نے کہا۔

" او کے ۔ ٹھیک ہے ۔ پھر میں ڈیڈی کو فون کر لوں ۔ اس کے بعد
ہم یہاں سے چل پڑیں گے ۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ میرے ملک میں آکر
تم یہاں ہوٹل میں رہو ۔" فیروزہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو پریس کر کے اس
نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔

" فیروزہ اوصاف بول رہی ہوں ۔ ڈیڈی سے بات کرائیے پلیز ۔"
اس نے چند لمحوں بعد بولتے ہوئے کہا۔

" ڈیڈی ایکریمیا سے میرے مہمان آئے ہیں ۔اس لئے میں انہیں
لے کر حویلی جا رہی ہوں ۔ آپ میری طرف سے بیگم صاحبہ سے
معذرت کر لیجئے گا ۔" فیروزہ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا اور پھر

اوکے کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ویٹر ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں شراب کے تین جام موجود تھے اس نے سب کے سامنے ایک ایک جام رکھا اور پھر واپس مڑ گیا۔

" تمہاری ملاقات کی خوشی میں۔" رابرٹ نے جام اٹھا کر فیروزہ کے جام سے ٹکراتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" اپنی خوش نصیبی کی خوشی میں۔" ڈانلڈ نے بھی ایک جام اٹھا کر فیروزہ کے جام سے ٹکراتے ہوئے کہا۔

" شکریہ آپ دونوں کے اعزاز میں۔" فیروزہ نے جواب دیا اور پھر وہ تینوں بڑی نفاست سے شراب پینے میں مصروف ہو گئے۔

" تم دونوں اپنا سامان پیک کرو اور کمرہ چھوڑ دو۔ اب تم میرے ساتھ چلو۔" فیروزہ نے آخری چسکی لے کر خالی جام میز پر رکھتے ہوئے کہا اور ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ رابرٹ نے فون کر کے ویٹر کو بھیجنے کے لئے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں فیروزہ کی جدید ماڈل کی لگژری کار میں بیٹھے شہر کی بیرونی سمت کو بڑھے چلے جا رہے تھے۔ فیروزہ انہیں ساتھ ساتھ مختلف عمارتوں اور علاقوں کے بارے میں بتاتی جا رہی تھی۔

" وہاں ایکریمیا میں تو تم سنٹرل سیکرٹریٹ میں کام کرتی تھیں یہاں تو ایسی پابندی نہیں لگا رکھی اپنے اوپر۔" رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" پابندی اور میں اپنے اوپر لگاؤں گی۔ پابندی تو وہاں بھی نہ تھی اور

یہاں تو بالکل ہی نہیں۔ ویسے میں یہاں کے سنٹرل سیکرٹریٹ میں ایک خاصے اہم عہدے پر کام کر رہی ہوں۔ لیکن پابندی نہیں ہے۔ یہ میری مرضی پر منحصر ہے کہ میں دفتر جاؤں یا نہ جاؤں۔" فیروزہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" فیروزہ کیا وہاں ایکریمیا میں بھی تم یہ خوبصورت لباس پہنتی تھیں یا یہاں آ کر پہننا شروع کیا ہے۔" ڈانلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ نہیں ڈانلڈ..... وہاں تو ایسا لباس پہن کر میں احمق لگتی۔ وہاں تو جینز اور شرٹ چلتی ہے۔ البتہ یہاں کا ماحول انتہائی مختلف ہے یہاں یہی لباس پہننا پڑتا ہے۔ ویسے ہے یہ انتہائی خوبصورت اور آرام دہ لباس۔ البتہ ایک الجھن ضرور ہوتی ہے کہ اس لباس میں سمارٹنس ختم ہو جاتی ہے، اس لئے باہر نکلتے ہوئے یہ لباس پہنتی ہوں۔ وہاں حویلی میں تو وہی لباس چلتا ہے۔" فیروزہ نے کہا اور ڈانلڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد کار ایک قدیم مگر شاہی محل کے انداز میں بنی ہوئی حویلی میں داخل ہو گئی۔ ڈانلڈ اور رابرٹ دونوں ہی حویلی کی شان و شوکت سے بے حد مرعوب نظر آ رہے تھے۔ فیروزہ نے حویلی پہنچتے ہی سب سے پہلے اپنا لباس اتار کر جینز کی چست پتلون اور آدھے بازوؤں والی چست شرٹ پہنی اور پھر اس نے ان دونوں کو پوری حویلی میں گھمایا۔

" شاندار، انتہائی شاندار۔ مجھے تو یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میں

کسی قدیم دور کے بادشاہی محل میں پہنچ گیا ہوں۔" ڈانلڈ نے کہا اور فیروزہ مسکرا دی۔

ڈنر کرنے کے بعد فیروزہ نے انہیں ان کے کمروں تک پہنچایا اور پھر گڈ نائٹ کہہ کر وہ واپس چلی گئی۔ ڈانلڈ نے اس کے جاتے ہی کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر لباس تبدیل کر کے اس نے سب سے پہلے اپنا بیگ اٹھایا۔ اس کا خفیہ خانہ کھول کر اس نے ایک چھوٹا سا باکس نما ایک جدید ترین کیمرہ نکال کر جیب میں رکھا اور پھر خفیہ خانے سے اس نے ایک چھوٹا سا سپرے پمپ نکال کر اس کا ایک بٹن پریس کر کے اسے بھی جیب میں ڈال لیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ پہلی رات ہی اپنا کام مکمل کرے گا۔ کیونکہ یہاں ملازموں کی بہتات دیکھ کر اور فیروزہ نے جس انداز میں ڈنر کے فوراً بعد انہیں گڈ نائٹ کہہ دیا تھا۔ اس سے وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ اسے اپنا کام جلد سے جلد مکمل کر لینا چاہئے۔ ورنہ یہاں کام کرنا خاصا دشوار ہو جائے گا۔ بیگ بند کر کے اس نے کمرے میں موجود ٹی وی آن کیا اور الماری سے شراب کی بوتل نکال کر اس نے میز پر رکھی اور اطمینان سے کرسی پر بیٹھ کر ٹی وی پر چلنے والی فلم دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ پھر آدھی رات سے زیادہ وقت تک وہ مسلسل ٹی وی دیکھتا رہا اور شراب پیتا رہا جب اسے یقین ہو گیا کہ اب فیروزہ گہری نیند سو چکی ہو گی تو ایک طویل سانس لے کر وہ اٹھا اور ٹی وی بند کر کے اس نے بڑی لائٹ آف کر کے نائٹ بلب جلایا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا اس نے حویلی کی سیر کرتے وقت

خاص طور پر فیروزہ کی خواب گاہ اور اپنے کمرے کے درمیانی راستوں کو اپنے ذہن میں رکھ لیا تھا۔ اس کا کمرہ ایک راہداری میں تھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور باہر آ کر وہ دبے پاؤں چلتا ہوا راہداری میں سے گزرتا ہوا عقبی باغ میں پہنچ گیا۔

"آپ جناب یہاں اور اس وقت۔" اچانک ایک طرف سے ایک لمبے چوڑے آدمی نے ڈانلڈ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور ڈانلڈ اسے دیکھ کر چونک پڑا۔

"نئی جگہ کی وجہ سے نیند نہ آ رہی تھی...... اس لئے کچھ دیر ٹہلنے کے لئے ادھر آ گیا ہوں......" ڈانلڈ نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"اوہ۔ یس سر ٹھیک ہے سر۔" اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پیچھے ہٹ کر دوبارہ ایک مخصوص جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ ڈانلڈ نے دیکھا تھا کہ اس کے کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی۔ ڈانلڈ خاموشی سے باغ میں ٹہلنے لگا اور اس نے دیکھا کہ فیروزہ کی خواب گاہ کی عقبی کھڑکی جو اس عقبی باغ میں کھلتی تھی۔ کھلی ہوئی تھی اور اندر نائٹ بلب کی مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن اب مسئلہ تھا اس محافظ کا۔ یہ ایک بہت بڑی رکاوٹ تھا۔ اور ڈانلڈ سوچ رہا تھا کہ اس مشکل کا حل کیسے نکالے۔ یہ درست ہے اس کی جیب میں سپرے پمپ موجود تھا جس میں بے ہوش کر دینے والی ایک خاص گیس موجود تھی اور وہ اس سے آسانی سے اس محافظ کو بے ہوش کر سکتا تھا۔ لیکن اگر اس

دوران کوئی اور محافظ ادھر آنکلا تو وہ واقعی پھنس جائے گا۔ جبکہ وہ آزادانہ طور پر کام کرنا چاہتا تھا۔ یہی سوچتا ہوا وہ باغ میں ٹہل رہا تھا لیکن اس کے سوا اور کوئی حل بھی اسے نظر نہ آرہا تھا اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ سپرے پمپ نکالا اور پھر ٹہلتا ہوا اس محافظ کی طرف بڑھ گیا۔

"تمہارا نام کیا ہے۔ مسٹر۔" ڈانلڈ نے قریب جا کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"جابر جناب۔" محافظ نے جواب دیا۔

"کیا تم ساری رات پہرہ دیتے ہو مگر یہاں پہرے کی کیا ضرورت ہے۔" ڈانلڈ نے پوچھا۔

"ضرورت تو نہیں ہے جناب۔ لیکن نواب صاحب کا حکم ہے۔" جابر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہاں اکیلے ساری رات کھڑے کھڑے تم بور نہیں ہو جاتے۔ کسی ساتھی کو بلا لینا تھا۔ کم از کم بات چیت تو ہوتی رہتی۔" ڈانلڈ نے کہا۔

"دوسرا ساتھی آج رخصت پر ہے جناب۔ ورنہ ہم دو ہی ہوتے ہیں اس کی ماں بیمار ہے۔ اس لئے وہ گاؤں چلا گیا ہے۔ اس لئے مجبوری ہے جناب۔" جابر نے جواب دیا اور ڈانلڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا یہاں پانی مل سکتا ہے۔" ڈانلڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں لے آتا ہوں جناب۔" جابر نے کہا اور تیزی سے مڑ گیا۔

"مسٹر جابر۔" ڈانلڈ نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا سانس روک کر ہاتھ میں چھپے ہوئے سپرے پمپ کے پش بٹن کو ہاتھ اٹھا کر دو بار پریس کر دیا اور اس کی آواز سن کر تیزی سے مڑتا ہوا جابر یکلخت لہرایا اور پھر لڑکھڑا کر نیچے گرنے ہی لگا تھا کہ ڈانلڈ نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے سنبھال لیا۔

"کیا ہوا مسٹر جابر۔" ڈانلڈ نے سانس روکے ہونے کی وجہ سے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔

"پپ پپ........ پتہ نہیں جناب میرا دماغ چکر۔" جابر نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ ڈانلڈ کے بازوؤں میں ہی بے ہوش ہو گیا۔ ڈانلڈ نے جلدی سے مٹھی میں موجود سپرے پمپ جیب میں کھسکایا اور پھر لحیم شحیم جابر کو بڑی مشکل سے گھسیٹتا ہوا پھولوں کی ایک بڑی جھاڑی کے عقب میں لے جا کر لٹا دیا۔ یہاں ویسے بھی اندھیرا تھا۔ اس لئے جب تک خاص طور پر وہاں آکر نہ دیکھا جاتا۔ جابر کے متعلق معلوم نہ ہو سکتا تھا۔ ڈانلڈ جھاڑی سے باہر آیا اور ادھر ادھر دیکھنے کے بعد اطمینان سے فیروزہ کی خواب گاہ کی عقبی کھلی کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔ کھڑکی خاصی بلند تھی۔ لیکن اس کے باوجود ایڑیاں اٹھا کر آسانی سے اندر جھانکا جا سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے اندر جھانکا اور دوسرے لمحے اس کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ رینگنے لگی۔ فیروزہ بیڈ پر گہری

نیند سو رہی تھی ۔اس نے ایک بار پھر ادھر ادھر دیکھا اور دوسرے لمحے اس نے دونوں ہاتھ کھڑکی کی چوکھٹ پر رکھے اور اچھل کر کھڑکی پر چڑھا اور پھر آہستہ سے اندر کود گیا اسی لمحے فیروزہ نے کروٹ بدلی تو ڈانلڈ تیزی سے ایک الماری کی اوٹ میں ہو گیا ۔ لیکن فیروزہ نے صرف کروٹ ہی بدلی تھی ۔اس کی آنکھ نہ کھلی تھی ۔چند لمحوں تک الماری کی اوٹ میں کھڑے رہنے کے بعد ڈانلڈ نے آگے بڑھ کر کھڑکی کو آہستہ سے بند کر کے اس کی چٹخنی لگا دی اور پھر جیب سے اس نے سپرے پمپ نکالا اور آہستہ سے فیروزہ کی طرف بڑھ کر اس نے سپرے پمپ کا دہانہ فیروزہ کی ناک کے قریب لے جا کر دوبارا سے پمپ کر دیا ۔ سپرے پمپ سے نکلنے والا سفید دھواں فیروزہ کی ناک سے ٹکرا کر اس کے چہرے کے گرد پھیلتا چلا گیا۔ڈانلڈ نے سانس روک رکھا تھا ۔اس نے جلدی سے سپرے پمپ کو جیب میں ڈالا اور ملحقہ باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔اس نے تیزی سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کیا اور ایک سائیڈ پر موجود فرنچ سٹائل کی لمبی سی کھڑکی کے پاس پہنچ گیا ۔اس نے کھڑکی کھولی اور تیزی سے باہر منہ نکال کر لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے ۔یہ کھڑکی سائیڈ گلی میں پڑتی تھی ۔تقریباً دس منٹ تک اسی طرح کھڑکی میں کھڑا سانس لیتا رہا پھر دروازہ کھول کر واپس کمرے میں آگیا ۔اب گیس کی بو ختم ہو چکی تھی ۔اسے چونکہ معلوم تھا کہ گیس کے اثرات بند کمرے میں بھی زیادہ سے زیادہ دس منٹ تک رہتے ہیں ۔اس لئے وہ پوری طرح

مطمئن تھا ۔اس نے جھک کر فیروزہ کے بازو میں زور سے چٹکی بھری ۔ لیکن فیروزہ کا جسم اسی طرح بے حس و حرکت پڑا رہا ۔

"اب تمہارے جسم کے زاویوں اور خطوط کی ایسی فوٹو گرافی ہو گی مس فیروزہ کہ جب یہ فوٹو تمہارے سامنے آئیں گے تو تم چاہے جس قدر بھی چالاک اور عیار کیوں نہ ہو ۔ تمہیں یا تو خود کشی کرنی ہو گی یا پھر سرنڈر کرنا ہو گا ۔" ڈانلڈ نے جیب سے اپنا باکس نما مخصوص کیمرہ نکالتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے فیروزہ کے جسم پر موجود لباس کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا ۔کہ اچانک سائیں کی تیز آواز کے ساتھ کوئی چیز اس کی نام سے ٹکرائی ۔وہ بے اختیار اچھل کر اس طرف کو مڑا جدھر سے یہ چیز آئی تھی مگر اسی لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن انتہائی تیزی سے گھومتے ہوئے لٹو میں تبدیل ہو گیا ہو اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کے لئے ہاتھ پیر مارے لیکن دوسرے لمحے وہ لہرا کر دھڑام ۔سے بیڈ پر بے ہوش پڑی ہوئی فیروزہ پر گرا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن کیمرے کے شٹر کی طرح بند ہو گیا ۔

سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے سرائے راٹھور کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جارہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر تھا۔ جب کہ ساتھ والی سیٹ پر صدیقی بیٹھا ہوا تھا۔ ان دونوں نے مقامی میک اپ کئے ہوئے تھے اور ان کے جسموں پر بھی سلیقے کے لباس تھے۔ میک اپ اور لباس سے وہ دارالحکومت کے اس طبقے کے افراد لگ رہے تھے۔ جنہیں کوئی معاشی فکر نہ ہو اور وہ زندگی کو مختلف مشاغل میں گذار کر اس سے لطف اندوز ہوتے رہتے ہوں۔ جولیا کے ساتھ باقی تمام ساتھیوں کے فلیٹ سے جانے کے بعد صفدر نے اپنا میک اپ کیا اور پھر اس کی ہدایات کے مطابق صدیقی نے بھی میک اپ کیا تھا۔ البتہ صفدر نے میک اپ کے بعد لباس تبدیل کیا تھا۔ جبکہ صدیقی اسی لباس میں تھا۔ جس میں وہ صفدر کے فلیٹ پر آیا تھا۔ کار صفدر کی تھی .... میک اپ کے بعد دونوں کار میں بیٹھ کر فوری طور پر سرائے راٹھور کی طرف روانہ ہو گئے۔ کیونکہ دارالحکومت سے سرائے راٹھور کا فاصلہ کافی تھا اور انہیں یہ بھی معلوم

تھا کہ نواب اوصاف اور فیروزہ وہاں موجود نہیں ہیں اور ظاہر ہے ان کی عدم موجودگی میں ان کا واسطہ نوکروں سے ہی پڑے گا۔ اسی لئے وہ شام ہونے سے پہلے حویلی پہنچ جانا چاہتے تھے۔ صفدر کے ذہن میں اس کے لئے پوری پلاننگ موجود تھی کہ وہ فیروزہ کے مہمان کے طور پر وہاں ٹھہریں گے۔ انہیں معلوم تھا کہ آج بھی دیہاتی ماحول میں آئے ہوئے مہمان کو چاہے وہ اجنبی ہی کیوں نہ ہو۔ واپس نہیں بھیجا جاتا بلکہ اسے بطور مہمان صاحبان خانہ کی عدم موجودگی میں بھی ٹھہرا لیا جاتا ہے۔

"مجھے یقین ہے صفدر کہ عمران اپنے طور پر وہاں کو تلاشی ضرور لے گا اور شاید وہ یہ تلاشی والا کام اکیلے ہی کرنا چاہتا تھا۔ لیکن چیف کی وجہ سے وہ مجبوراً سیکرٹ سروس کو ساتھ لے جانے پر آمادہ ہوا ہوگا۔ لیکن جولیا کی بات سن کر وہ جس تیزی سے واپس گیا تھا اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔" صدیقی نے کہا۔

"ہاں تمہاری بات درست ہے لیکن اس طرح تو ہمارا معاملہ خراب ہو جائے گا۔ اگر عمران ہم سے پہلے وہاں پہنچ گیا۔ یا ہمارے بعد آیا تو پھر اس نے ہمارا ذرا برابر بھی لحاظ نہیں کرنا۔" صفدر نے قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"لحاظ نہیں کرنا کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات۔" صدیقی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"دیکھو صدیقی۔ عمران اپنے طور پر کام کرتے وقت ہمیشہ اپنا فائدہ

دیکھتا ہے۔ اس لئے اب اگر واقعی عمران وہاں تلاشی لینے کے لئے آئے
گا تو پھر اس کی لازماً یہی کوشش ہوگی کہ وہ چیف کے سامنے سرخرو ہو
سکے اور اس معاملے میں اس نے لامحالہ یہی کوشش کرنی ہے کہ ہم
وہاں ٹھہر ہی نہ سکیں۔ تاکہ وہ اطمینان سے تلاشی لے سکے۔" صفدر
نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"میرے ذہن میں یہی پلاننگ تھی کہ ہم مہمان کے طور پر وہاں
ٹھہریں گے اور اطمینان سے رات کو تلاشی لیں گے۔ لیکن اب تمہاری
بات نے مجھے سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ ہمیں اس کے لئے کوئی ایسا
طریقہ استعمال کرنا چاہیے کہ اگر عمران وہاں آئے تو اس کا ٹکراؤ ہم سے
نہ ہو سکے۔" صفدر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"تو اس کا سیدھا حل یہی ہے کہ ہم رات کو خاموشی سے اندر داخل
ہوں اور تلاشی لے کر واپس آجائیں۔" صدیقی نے جواب دیا۔

"نہیں........ حویلی میں مسلح محافظ بھی ہوں گے اور چوکیدار بھی
اس لئے اس طرح اندر جانا ہمیں مہنگا بھی پڑ سکتا ہے........" صفدر
نے جواب دیا۔

"تو پھر۔" صدیقی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ سرائے راٹھور میں ہم اس حویلی کے قریب کسی
خالی مکان پر قبضہ کریں اور پھر حویلی میں جائیں اور وہاں سے کسی
طرح اپنے قد وقامت کے دو افراد کو اغوا کر کے لے آئیں اور ان کے
میک اپ میں حویلی میں رات کو رہیں۔ اس طرح آسانی سے کام ہو

سکے گا۔" صفدر نے کہا۔

"تمہاری تجویز کا پہلا حصہ خاصا مشکل ہے۔ بلکہ ناممکن ہے، جبکہ
دوسرا حصہ آسان ہے۔ وہاں قصبے میں خالی مکان تلاش کرنا اور پھر
حویلی میں جا کر اپنے قد وقامت کے افراد تلاش کرنا اور انہیں اغوا کرنا
ناممکن ہے۔" صدیقی نے جواب دیا اور صفدر نے بھی اثبات میں سرہلا
دیا۔ اس کی فراخ پیشانی پر گہری سوچ کے آثار نمایاں ہوگئے تھے۔

"ٹھیک ہے ابھی سے کیا مغزماری کریں۔ وہاں جا کر حالات دیکھ
کر کوئی اقدام کریں گے........" چند لمحوں بعد صفدر نے ایک طویل
سانس لیتے ہوئے کہا اور صدیقی نے بھی مسکرا کر اثبات میں سرہلا دیا
اور پھر مسلسل اور تیز ڈرائیونگ کرنے کے بعد آخر کار وہ سرائے راٹھور
پہنچ ہی گئے۔ یہ ایک خاصا بڑا قصبہ تھا۔ جس میں ایک ہوٹل بھی تھا
اور ہوٹل کی عمارت بھی خاصی جدید اور بڑی تھی۔ وہاں ہوٹل دیکھ کر
وہ بے حد حیران ہوئے اور صفدر نے کار اس ہوٹل کے سامنے جا کر
روک دی۔

"اس علاقے میں ہوٹل کی وجہ تسمیہ سمجھ میں نہیں آ رہی۔" صدیقی
نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

"ہاں مجھے بھی یہاں ہوٹل دیکھ کر حیرت ہوئی ہے اور ہوٹل بھی
خاصا صاف ستھرا اور اچھے معیار کا ہے۔" صفدر نے کہا اور وہ دونوں
ہوٹل میں داخل ہوگئے۔

"کیا یہاں ڈبل بیڈ روم مل جائے گا........" صفدر نے کاؤنٹر پر

کھڑے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بالکل جناب ضرور ملے گا اور اگر آپ چاہیں تو قدیم قلعے تک سواری کا بھی بندوبست ہو سکتا اور گائیڈ بھی مل سکتا ہے۔" کاونٹر مین نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"فی الحال آپ کمرہ دے دیں......" صفدر نے جواب دیا اور کاؤنٹر مین نے جلدی سے پیچھے دیوار پر نصب کی بورڈ میں سے ایک چابی اتاری اور صفدر کی طرف بڑھا کر اس نے رجسٹر کھولا اور صفدر اور صدیقی سے نام و پتے پوچھ کر اس نے اندراجات کرنے شروع کر دیئے اور رجسٹر کے ایک خانے میں اس نے خود ہی ان کی وہاں آمد کا مقصد سیاحت لکھ دیا اور صفدر اور صدیقی دونوں مسکرا دیئے۔ وہ اب اس ہوٹل کی وجہ تسمیہ سمجھ تھے یہاں کوئی قدیم قلعہ تھا جسے دیکھنے کے لئے سیاح آتے جاتے رہتے تھے۔ صفدر نے دو روز کا کرایہ پیشگی ادا کیا اور پھر وہ دونوں کمرے میں پہنچ گئے۔ اسی لمحے ایک ویٹر اندر آیا۔

"آپ رات کا کھانا کمرے میں لیں گے یا ڈائننگ ہال میں کھانا پسند کریں گے۔" بوڑھے سے ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہیں کمرے میں کھا لیں گے۔ تمہارا نام کیا ہے۔" صفدر نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ویٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میرا نام اسلم ہے جناب۔" ویٹر نے جلدی سے نوٹ لے کر بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"سنا ہے کہ یہاں ایک بہت بڑی اور قدیم حویلی ہے جس میں کوئی

نواب صاحب رہتے ہیں۔" صفدر نے پوچھا۔

"جی ہاں جناب پہلے وہاں نواب آصف خان رہتے تھے وہ فوت ہو گئے ہیں اب ان کے بڑے بھائی نواب اوصاف خان اپنی صاحبزادی کے ساتھ رہتے ہیں۔" ویٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم دراصل اس حویلی کو دیکھنے کے لئے آئے ہیں۔ ہم پاکیشیا کی قدیم حویلیوں پر کتاب لکھ رہے ہیں۔ کیا کوئی ایسا بندوبست ہو سکتا ہے۔ کہ ہم اطمینان سے حویلی کو دیکھ سکیں۔" صفدر نے کہا۔

"نواب اوصاف خان بے حد سخت طبیعت کے مالک ہیں۔ وہ تو کبھی بھی اجازت نہ دیں گے۔ البتہ ان کی صاحبزادی بے حد ملنسار ہیں اگر آپ ان سے مل لیں تو وہ خوشی سے اجازت دے دیں گی۔" ویٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے تم جا کر لائم جوس کے دو گلاس لے آؤ ہم بات کرتے ہیں فون پر ان محترمہ سے۔" صفدر نے کہا۔

"یس سر۔ آپ ہوٹل کے فون آپریٹر کو کہہ دیں وہ آپ کی بات کرا دے گا۔" ویٹر نے کہا اور واپس چلا گیا۔ صفدر نے رسیور اٹھایا دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔" آپریٹر کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"حویلی میں نواب اوصاف صاحب کی صاحبزادی سے بات کرا دو۔ ہم ان کی حویلی دیکھنا چاہتے ہیں۔" صفدر نے کہا۔

"یس سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور چند منٹ بعد ایک اور

آواز رسیور پر ابھری۔

"یس کون بول رہا ہے۔" بولنے والے کے لہجے میں نرمی تھی۔

"کیا آپ نواب اوصاف خان صاحب بول رہے ہیں ......" صفدر نے جان بوجھ کر کہا حالانکہ اتنی بات تو وہ سمجھتا تھا کہ بولنے والا نواب اوصاف نہیں ہو سکتا۔

"اوہ نہیں جناب میں ان کا منیجر اعظم بول رہا ہوں۔ آپ کون صاحب ہیں۔" دوسری طرف سے جلدی سے کہا گیا۔

"میرا نام سعید ہے۔ کیا نواب صاحب کی صاحبزادی سے بات ہو سکتی ہے۔" صفدر نے کہا۔

"جناب نواب صاحب اور ان کی صاحبزادی دارالحکومت گئے ہوئے ہیں اور ابھی تین چار روز وہیں ان کے ٹھہرنے کا پروگرام ہے۔" منیجر نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا شکریہ۔" صفدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے ویٹر اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹرے میں لائم جوس کے دو گلاس رکھے ہوئے تھے۔

"اجازت مل گئی جناب۔" ویٹر نے قریب آکر پوچھا۔

"اوہ نہیں اسلم منیجر سے بات ہوئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ نواب صاحب اور ان کی صاحبزادی دارالحکومت گئے ہوئے ہیں اور ابھی تین چار روز وہاں سے ان کی واپسی نہیں ہو گی اور ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ کوئی حل بتاؤ تمہیں انعام ملے گا۔" صفدر نے کہا

"جناب ...... پھر تو اور بھی آسان بات ہے۔ منیجر اعظم بے حد لالچی آدمی ہے۔ آپ اگر اسے تھوڑی سی رقم دے دیں تو وہ فوراً آمادہ ہو جائے گا۔" ویٹر نے جواب دیا۔

"لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ اجنبیوں سے رقم نہ لے۔ کیا تم اس سے بات کر سکتے ہو۔" صفدر نے کہا۔

"جی ہاں کیوں نہیں۔ وہ میرا اچھا خاصا دوست ہے۔" ویٹر نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے رسیور اٹھایا۔

"اسلم بول رہا ہوں۔ حویلی کے منیجر اعظم سے بات کراؤ۔" ویٹر نے دوسری طرف سے بولنے والے آپریٹر سے کہا۔

"ہیلو اعظم میں اسلم بول رہا ہوں ہوٹل سے۔ کیا تم یہاں ہوٹل آ کر مجھ سے مل سکتے ہو۔ کچھ رقم کا بندوبست کیا ہے میں نے تمہارے لئے۔" اسلم نے کہا اور پھر دوسری طرف سے آنے والی آواز سنتا رہا۔

"فکر نہ کرو کوئی غلط کام نہیں ہے۔ بس تم آجاؤ" ...... اسلم نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"میں اس سے بات کر لوں گا جناب۔ آپ بے فکر رہیں آپ کا کام ہو جائے گا۔ میرے خیال میں ایک ہزار روپے میں کام بن جائے گا۔" ویٹر نے کہا۔

"ایک ہزار روپے یہ تو بہت زیادہ ہیں۔" صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں کوشش کروں گا کہ وہ کم پر رضا مند ہو جائے۔"

ویٹر نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"اگر یہ مینجر مان جائے تو ہم آسانی سے وہاں رہ سکتے ہیں اور کام بھی ہو سکتا ہے۔" صدیقی نے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں جوس کی چسکیاں لینے لگے۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور اسلم ویٹر ایک ادھیڑ عمر آدمی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

"یہ اعظم صاحب ہیں۔ حویلی کے مینجر میں نے ان سے بات کر لی ہے۔ آٹھ سو روپے میں بات ہوئی ہے یہ آپ کو پوری حویلی دکھائیں گے۔" اسلم ویٹر نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے رقم تو زیادہ ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔" صفدر نے کہا اور پھر اس نے جیب سے بٹوہ نکالا اور سو سو روپے والے آٹھ نوٹ نکال کر اس نے اعظم کی طرف بڑھا دیئے۔ اس نے نوٹ لے کر مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"مجھے اسلم نے بتایا ہے جناب کہ آپ حویلیوں پر کتاب لکھ رہے ہیں آپ فکر نہ کریں۔ یہ بے حد شاندار اور قدیم حویلی ہے اور میں تو اس حویلی میں ہی پلا بڑھا ہوں۔ میں آپ کو وہاں کی ایک ایک اینٹ دکھاؤں گا۔" اعظم نے نوٹ جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"ہم زیادہ دیر وہاں نہیں رکیں گے۔ کیا آپ ہمیں ابھی لے جا سکتے ہیں۔" صفدر نے کہا۔

"بالکل جناب آپ جس وقت چاہیں۔" اعظم نے کہا۔

"آئیے پھر ہم ابھی چلتے ہیں۔" صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ

ہی اس نے جیب سے ایک سو کا نوٹ نکال کر اسلم کو دیا اور اسلم جھک جھک کر سلام کرنے لگا۔

اور پھر وہ اعظم کو اپنی کار میں بٹھا کر حویلی کی طرف روانہ ہو گئے۔ اعظم انہیں راستہ بتاتا رہا پھر تھوڑی دیر بعد وہ حویلی پہنچ گئے۔ حویلی واقعی بے حد شاندار اور قدیم انداز کی تھی۔ بالکل محل کا سا طرز تعمیر تھا۔ اعظم نے پہلے تو انہیں مہمان خانے میں بٹھا کر ان کی خاطر تواضع کی۔

"سنا ہے ...... نواب صاحب کی صاحبزادی اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون ہیں۔" صفدر نے کہا۔

"جی ہاں وہ دارالحکومت میں بہت بڑی افسر بھی ہیں۔" اعظم نے جواب دیا۔

"کیا ہم ان کا کمرہ دیکھ سکتے ہیں۔" صفدر نے کہا۔

"ان کا کمرہ مگر کیوں وہاں تو ان کا ذاتی سامان ہو گا۔" اعظم نے چونک کر پوچھا۔

"دراصل ہم حویلیوں کی تاریخ کے ساتھ ساتھ کتاب میں یہ بھی لکھ رہے ہیں کہ حویلیوں میں رہنے والے افراد کس انداز میں رہتے ہیں کیسا فرنیچر رکھتے ہیں۔ کیسی سجاوٹ کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے ہم یہ کمرہ دیکھنا چاہتے ہیں۔" صفدر نے کہا۔

"اچھا تو یہ بات ہے ٹھیک ہے آیئے تو پہلے میں آپ کو ان کا کمرہ ہی دکھا دیتا ہوں۔" اعظم نے رضامند ہوتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر

بعد وہ انہیں حویلی کے ایک حصے میں لے آیا۔ جہاں فیروزہ نے اپنے ذاتی استعمال کے لئے باقاعدہ چار کمرے رکھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کمرہ دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ دوسرا ڈرائنگ روم کے انداز میں تیسرا اس کی ذاتی خواب گاہ تھی اور چوتھا کمرہ میوزک روم نظر آتا تھا اعظم ان کے ساتھ ساتھ تھا اور انہیں تفصیلات بھی بتا رہا تھا۔ صفدر نے اب فوری طور پر کام کا آغاز کرنے کا فیصلہ کیا اور دوسرے لمحے ایک مناسب موقعہ دیکھ کر اس کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اعظم چیختا ہوا اچھل کر پہلو کے بل قالین پر جا گرا اور پھر اس نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ صدیقی کی لات حرکت میں آئی اور اس کا جسم یکلخت سیدھا ہو گیا وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

" اسے یہیں پڑا رہنے دو۔ تم خواب گاہ چیک کرو۔ میں دفتر کو دیکھتا ہوں اور سنو فیروزہ نے اگر ہمارے مطلب کی کوئی چیز رکھی ہوئی ہوگی تو یقیناً کسی خفیہ تجوری یا الماری میں رکھی ہوگی۔ اس لئے ایسی چیزوں کا خاص طور پر خیال رکھنا۔" صفدر نے صدیقی سے کہا اور صدیقی سر ہلاتا ہوا فیروزہ کی خواب گاہ کی طرف بڑھ گیا جبکہ صفدر نے دفتر کی طرف قدم بڑھانے سے پہلے بیرونی راہداری کا دروازہ اندر سے لاک کر دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے دفتری میز کی نچلی دراز میں خفیہ خانہ تلاش کر ہی لیا۔ اس خانے میں صرف ایک باکس پڑا ہوا تھا صفدر نے باکس کھولا تو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے اندر نصف درجن کے قریب ایسے قلم موجود تھے جیسے عام سرکاری دفتروں میں

استعمال ہوتے ہیں۔ اس نے ایک قلم اٹھایا اور اسے غور سے دیکھنے لگے۔ لیکن قلم ہر لحاظ سے عام سا تھا۔

" یہ عام سے قلم اس نے یہاں کیوں رکھے ہوئے ہیں۔" صفدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک قلم اپنے کوٹ کی جیب میں ڈالا اور باکس بند کر کے واپس خانے میں رکھ کر اسے بند کیا اور ایک بار پھر تلاشی لینے میں مصروف ہو گیا۔ اسے دراصل فیروزہ کی کسی ذاتی ڈائری کی تلاش تھی۔ لیکن ایسی کوئی چیز اسے نہ مل سکی۔

" یہ ایک ڈائری ملی ہے صفدر۔ خواب گاہ کی دیوار میں ایک خفیہ الماری میں بڑے محفوظ طریقے سے رکھی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ تو اور کوئی خاص چیز نہیں ہے۔" صدیقی نے دفتر کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

" دکھاؤ مجھے۔" صفدر نے اس کے ہاتھ سے ڈائری لیتے ہوئے کہا اور پھر اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ اس میں ایکریمیا کے مختلف ہوٹلوں کے نام، افراد کے نام اور فون نمبر درج تھے اور کوئی خاص بات نہ تھی۔

" میرا خیال ہے۔ اس کا فوٹو بنا لیا جائے .... اگر ہم ڈائری لے گئے تو فیروزہ چونک پڑے گی ......" صفدر نے کہا اور پھر کوٹ کی اندرونی جیب سے اس نے ایک خاص قسم کا چھوٹا سا کیمرہ نکالا اور چند لمحوں میں ہی اس نے پوری ڈائری کے ایک ایک ورق پر موجود تحریر کو کیمرے میں محفوظ کر لیا۔

" اوکے ...... اب چلیں میرا خیال ہے کہ عمران صاحب کا شک

"غلط ہے۔" صفدر نے ڈائری واپس صدیقی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

"اسے واپس رکھ دوں۔" صدیقی نے ڈائری لیتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے...... اس لئے تو اس کے فوٹو بنائے ہیں......" صفدر نے کہا اور صدیقی سر ہلاتا ہوا ڈائری لے کر واپس خواب گاہ کی طرف بڑھ گیا۔

"اب اس مینجر صاحب کا کیا کرنا ہے۔" صدیقی نے واپس آکر کہا۔

"اسے اٹھا کر ساتھ والے کمرے میں لٹا دیتے ہیں۔ ابھی ایک آدھ گھنٹے بعد اسے ہوش آجائے گا اور چونکہ یہ رقم وصول کر چکا ہے۔ اس لئے زبان نہ کھولے گا اور ہم نے چونکہ یہاں سے کوئی چیز اٹھائی نہیں۔ اس لئے وہ خاموش رہنے میں ہی عافیت سمجھے گا۔" صفدر نے کہا اور جھک کر اس نے قالین پر پڑے ہوئے مینجر کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور بیرونی دروازہ کھول کر باہر راہداری میں آگئے۔ ساتھ ہی ایک سٹور نما کمرہ تھا۔ صفدر نے مینجر کو وہاں لٹایا اور پھر دروازہ بند کر کے وہ تیزی سے چلتے ہوئے واپس مہمان خانے میں آئے۔

"مینجر صاحب کو کہہ دینا کہ ہمیں ایک ضروری کام یاد آگیا ہے۔ اس لئے ہم جا رہے ہیں۔ کل واپسی ہو گی۔" صفدر نے مہمان خانے کے ملازم سے کہا اور ملازم نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ دونوں خاموشی سے کار میں بیٹھے اور تھوڑی دیر بعد ان کی کار حویلی سے باہر آگئی

"اب ہوٹل چلنا ہے۔" صدیقی نے پوچھا۔

"کیا ضرورت ہے۔ وہاں ہمارا کون سا سامان ہے۔" صفدر نے

جواب دیا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کار تیزی سے دارالحکومت کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑنے لگی۔

"ہمارا آنا بے کار ہی ثابت ہوا۔ کوئی کام کی چیز تو ملی ہی نہیں۔ خواہ مخواہ اتنی رقم بھی گنوائی۔" تھوڑی دیر بعد صدیقی نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہزار روپے میں ایک عام سا دفتری قلم پڑ گیا ہے۔" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دفتری قلم کیا مطلب۔" صدیقی نے چونک کر پوچھا۔

"دفتری میز کے ایک خفیہ خانے میں باکس تھا۔ جس میں نصف درجن کے قریب دفتری قلم رکھے ہوئے تھے۔ عام سے دفتری قلم ہیں۔ ایک میں نے ویسے ہی اٹھا لیا تھا۔ کیونکہ یہ بات میرے حلق سے نہ اتر رہی تھی کہ آخر عام سے دفتری قلم کیوں خفیہ طور پر رکھے گئے ہیں۔" صفدر نے جواب دیا۔

"ذرا دکھانا مجھے۔" صدیقی نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا اور صفدر نے جیب سے قلم نکال کر صدیقی کی طرف بڑھا دیا۔

"ہے تو واقعی عام سا قلم لیکن خاصا قیمتی ہے۔ کیا سارے قلم ایسے ہی تھے یا مختلف تھے۔" صدیقی نے قلم کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایک جیسے ہی تھے......" صفدر نے جواب دیا اور صدیقی نے قلم کو کھولنے کی کوشش شروع کر دی اور چند لمحوں بعد وہ بری طرح اچھل پڑا۔

"کیا ہوا۔" صفدر نے اسے اس طرح اچھلتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ عام سا قلم نہیں ہے صفدر۔ اس میں تو کوئی مشین ہے۔ اس کے آخری حصے میں۔ یہ دیکھو۔ صدیقی نے ہتھیلی پر رکھی ہوئی گول مگر چھوٹی سی مشین صفدر کو دکھاتے ہوئے کہا جو لمبوترے سائز کی تھی۔

"یہ کیسی مشین ہے۔ کیا کوئی کیمرہ ہے۔" صفدر نے عجیب سی ساخت کی چھوٹی سی مشین کو صدیقی کی ہتھیلی سے اٹھا کر غور سے دیکھتے ہوئے کہا چونکہ سڑک خالی تھی اس لئے وہ اطمینان سے کار چلا رہا تھا۔

"کیمرہ تو نہیں لگتا۔ پتہ نہیں کیا ہے۔" صدیقی نے جواب دیا۔

"بہرحال اس مشین سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری تلاشی ناکام نہیں رہی۔ اسے واپس ڈال دو چیف کسی ماہر کو بھجوائے گا تب ہی اس کی ماہیت کا علم ہو سکے گا۔" صفدر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور صدیقی نے دوبارہ قلم کو پہلے والی حالت میں لے آنا شروع کر دیا۔

"اوہ اوہ صفدر اب میں سمجھ گیا ہوں یہ کیا ہے۔ ویری گڈ۔ یہ سارا مسئلہ ہی حل ہو گیا۔" یکلخت صدیقی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا۔" صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"یہ فیروزہ سر سلطان کے دفتر میں آفس ورک کی انچارج ہے۔ جب سر سلطان کوئی اہم معاہدے کا مسودہ تیار کرنے لگتے ہوں گے تو فیروزہ ان کے دفتری قلم کی جگہ یہ قلم رکھ دیتی ہو گی اور سر سلطان جب اس

سے لکھتے ہوں گے تو اس کے اندر موجود مشین ساتھ ساتھ اس تحریر کو اپنے اندر محفوظ کرتی رہتی ہو گی۔ بعد میں عام قلم رکھ کر اسے اٹھا لیا جاتا ہو گا اور اس سے تحریر کو حاصل کر کے یا اس کی فلم کو اس ملک پہنچا دیا جاتا ہو گا۔ جس کے لئے یہ فیروزہ کام کر رہی ہو گی اس طرح مسودہ بغیر کسی کو پتہ چلے اس ملک تک پہنچ جاتا ہو گا۔" صدیقی نے کہا۔

"اوہ ہاں بالکل ایسا ہی ہوتا ہو گا۔ واقعی انتہائی فول پروف طریقہ ہے۔ کسی کو معمولی سا شک بھی نہیں ہو سکتا۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم مکمل طور پر کامیاب واپس لوٹے ہیں۔" صفدر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور صدیقی نے بھی مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اب ان دونوں کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیاآپ کاخود حویلی جاکر تلاشی لینے کاارادہ بدل گیاتھاجو آپ جولیا کی صرف ایک بات پر فوراً ہی واپس آگئے ہے۔" بلیک زیرو نے سامنے بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ عمران تھوڑی دیر پہلے دانش منزل آیا تھااور پھراس نے خود ہی جولیا کو فون کر کے اسے اس بات پر جھاڑنے کی کوشش کی تھی۔ کہ اس نے عمران کو تلاشی کے لئے ساتھ نہ لے جانے کی بات کیوں کی تھی۔ جبکہ یہ ہدایات ایکسٹو نے دی تھیں اور جواب میں جولیا نے عمران کے لباس کا جواز پیش کیا اور عمران نے بطور ایکسٹواس جواز کو قبول کر کے حویلی میں تلاشی کا کام جولیاپر چھوڑ دیا۔یہی بات سننے پر بلیک زیرو نے سوال کیا تھا۔

"جولیاڈپٹی چیف ہے اور تمہیں پتہ نہیں کہ ڈپٹی چیف خالی چیف سے بڑاعہدہ ہوتا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ڈپٹی کا معنی تو اسسٹنٹ ہوتا ہے ......" بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ڈپٹی کے اختیارات الگ ہوتے ہیں اور

چیف کے الگ ...... یہی مطلب ہے ناں ......" عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ظاہر ہے یہی میرا مطلب ہے۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"تو پھر میری بات تم نے خود تسلیم کرلی۔ چیف تو صرف چیف کے اختیارات استعمال کر سکتا ہے۔ جبکہ ڈپٹی چیف دونوں اختیارات اور ظاہر ہے ڈبل اختیارات رکھنے والا عہدہ سنگل اختیارات رکھنے والے عہدے سے بڑا ہی ہوگا۔" عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"اصل بات یہ ہے کہ جب تم نے اطلاع دی کہ فیروزہ اور نواب اوصاف خان حویلی میں موجود نہیں ہیں تو میں نے اپنا ارادہ تبدیل کر لیا تھا۔ کیونکہ پہلے ساری ٹیم کو ساتھ اس لئے لے جانا چاہتا تھا کہ میں جولیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل اس نواب اور فیروزہ کو کور کریں گے اور باقی ساتھی تلاشی لیں گے۔ لیکن ان دونوں کی عدم موجودگی میں ساری ٹیم کا وہاں جانا حماقت کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اس لئے میں جولیا کی بات سنتے ہی واپس چلا آیا تھا۔" عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو آپ کا اصل مقصد فیروزہ سے ملنا تھا۔" بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور اس کے لئے میں نے جان بوجھ کر اس لباس کا انتخاب کیا تھا میں نے فیروزہ میں عجیب سی تضاد فکری محسوس کی ہے وہ بیک وقت

مغربی بھی ہے اور مشرقی بھی۔اس کے ساتھ ساتھ اس کی آنکھوں میں
وہ مخصوص چمک بھی میں نے دیکھی ہے جو فطرتاً عیار فطرت لوگوں کی
آنکھوں میں موجود ہوتی ہے اور یہی اندازہ ہے جس کی وجہ سے فیروزہ
سے مل کر اسے ذہنی طور پر ٹٹولنا چاہتا تھا۔سامان کی تلاشی تو سیکرٹ
سروس کا کوئی بھی رکن لے سکتا تھا۔" عمران نے جواب دیا اور بلیک
زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" میرا خیال ہے مجھے پریذیڈنٹ ہاؤس جا کر فیروزہ سے مل لینا چاہئے
میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ معاملہ اس سے کہیں زیادہ گڑبڑ ہے جتنا
بظاہر ہمیں نظر آ رہا ہے۔" عمران نے اچانک خود کلامی کے سے انداز
میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے
نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" پریذیڈنٹ ہاؤس۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز
سنائی دی۔

" ہاؤس .... کمال ہے کیا ہمارے ملک کا صدر بھی ہاؤس میں
رہتا ہے ، میرا مطلب ہے غریب آدمی تو بے چارہ ہاؤس میں رہے تو
رہے۔صدر تو محلوں میں رہتے ہیں ، وہ ہاؤس میں کیسے رہ سکتے ہیں۔
ارے اوہ کہیں انجمن مچھلی فروشاں کے پریذیڈنٹ ہاؤس کے تو نمبر
ڈائل نہیں ہو گئے۔" عمران کی زبان قینچی کی طرح رواں ہو گئی۔لیکن
دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا۔کیونکہ دوسری طرف سے کوئی
جواب ملنے کی بجائے رابطہ ہی ختم کر دیا گیا۔

" حد ہے۔یعنی محنت کی اس ملک میں کوئی عزت ہی نہیں ہے۔
مچھلی فروش جو ٹیکس ادا کرتا ہے اس سے تو صدر صاحب اطمینان سے
بیٹھ کر صدارت فرماتے ہیں اور حالت یہ ہے کہ مچھلی فروش کا نام سنتے
ہی فون بند کر دیا۔" عمران نے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور
کریڈل دبا کر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے اور
بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

" پریذیڈنٹ ہاؤس۔" ایک بار پھر وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

" پرہیزی ڈنٹ کیا ہوا۔" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" شٹ اپ۔آپ کو تمیز ہے بات کرنے کی اب اگر دوبارہ فون کیا
تو پولیس کو اطلاع دے دی جائے گی۔" دوسری طرف سے بولنے والی
محترمہ نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور
بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" پلیز عمران صاحب اب ان محترمہ کو معاف کر دیجئے ورنہ اگر آپ
نے ایک دو بار مزید فون کیا تو وہ یقیناً خودکشی کر لے گی۔" بلیک
زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" تم اگر سفارش کر رہے ہو تو ٹھیک ہے۔معاف کر دیتا ہوں۔"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ایک بار پھر
نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔لیکن اس بار دوسری طرف سے فون
انگیج تھا۔" عمران نے رسیور رکھ دیا۔

" معافی دینے والا ہم سے پہلے ہی پہنچ گیا ہے۔" عمران نے کہا اور

بلیک زیرو مسکرا دیا۔ چند لمحے انتظار کرنے کے بعد عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس۔" اسی محترمہ کی آواز سنائی دی۔

"یہ پریذیڈنٹ ہاؤس کیا کسی محترمہ کا نام ہے۔ ورنہ ہاؤس تو اینٹ گارے اور سوری سیمنٹ بجری سریے کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ وہ کیسے بول سکتا ہے اور آواز بھی انتہائی شیریں مدھر اور مترنم ہو۔ حیرت ہے اگر واقعی ایسا ہے تو پھر یہ دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہوگا"...... عمران کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

"آپ نے دوبارہ فون کیا ہے۔ جبکہ میں نے آپ کو کہا تھا کہ دوبارہ فون نہ کریں ورنہ میں پولیس کو اطلاع کر دوں گی۔" اس بار دوسری طرف سے بولنے والی کے لہجے میں غصے کی بجائے نرمی تھی۔ حالانکہ پہلی بار اس نے کافی غصیلے لہجے میں بات کی تھی۔ شاید یہ اس تعریف کا اثر تھا جو عمران نے اس کی آواز کی تھی۔

"معاف کیجئے آپ کو شاید گنتی بھول گئی ہے۔ میں نے دوبارہ نہیں سہ بارہ فون کیا ہے۔ ویسے یہ کوئی ایسی پریشان ہونے والی بات نہیں ہے۔ میں نے گو ڈاکٹریٹ کر رکھی ہے اس کے باوجود مجھے اگر کوئی اے بی سی سنانے کو کہے تو میں بھی پوری اے بی سی شاید نہ سنا سکوں کیونکہ ہمارا نظام تعلیم ہی کچھ ایسا ہے کہ جیسے جیسے طالب علم جماعتیں پاس کرتا جاتا ہے پچھلا سبق بھولتا چلا جاتا ہے اور آخر میں بس مدھر مترنم شیریں آواز رہ جاتی ہے۔ گنتی بھول جاتی ہے۔" عمران نے کہا۔

"آپ ڈاکٹر ہیں۔ اس کے باوجود آپ پریذیڈنٹ ہاؤس کے فون پر اس قسم کی کالیں کر رہے ہیں"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"کیوں...... پریذیڈنٹ ہاؤس میں جانور نہیں ہوتے۔ میں نے تو سنا ہے یہاں جانوروں کا بہت بڑا فارم ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یو شٹ اپ نانسنس۔ بلڈی فول۔" اس بار دوسری طرف سے بولنے والی محترمہ بے اختیار پھٹ پڑی اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر رابطہ ختم ہو گیا۔

"اب یہ یقیناً ایکس چینج فون کرے گی اور نمبر ٹریس کرانے کی کوشش کرے گی۔" بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس لئے تو مزے سے باتیں کر رہا ہوں کہ اس بے چاری کو یہ فون نمبر ہی نہ ملے گا ورنہ تو اب تک پولیس اپنے ڈنڈے اٹھائے میرے سر پر پہنچ چکی ہوتی"...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کئے۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس۔" دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ اس بار آواز مردانہ تھی۔

"ارے صرف تین بار فون کرنے سے ہی جنس تبدیل ہو گئی۔ واہ یہ تو بہت آسان نسخہ ہے۔" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کون صاحب بول رہے ہیں اور کس نمبر سے بات کر رہے ہیں۔" دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا۔

"کس نمبر سے بات کر رہا ہوں کیا مطلب۔ کیا آپ نمبر ہیں میں تو آپ سے بات کر رہا ہوں۔ اوہ سمجھ گیا یقیناً آپ ماشاء اللہ اتنے بہن بھائی ہیں کہ آپ کے والدین کو ناموں کی بجائے آپ کے نمبر رکھنے پڑے ہوں گے۔" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں چیف آفیسر کرنل لاشاری بول رہا ہوں۔" اچانک دوسری طرف سے ایک انتہائی کرخت آواز سنائی دی۔

"لاشادی یعنی کنوارہ....... واہ کیا خوبصورت لفظ ڈھونڈا ہے آپ نے کنوارے کے لئے لاشادی۔ لا کا معنی ہوا نہیں اور شادی کا معنی اب....... اب کیا کہوں۔ کنوارہ آدمی اس لفظ کے معنی اس قدر گہرائی کی حد تک جانتا ہے کہ بے چاری گہرائی جو مونث ہے شرمندہ ہو کر رہ جاتی ہے۔" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ علی عمران صاحب تو نہیں بول رہے"....... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے پوچھا گیا اور اس بار عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اب تو مجھے یقین آ گیا ہے کہ آپ واقعی لاشادی ہیں کیونکہ ایک کنوارہ ہی دوسرے کنوارے کو جان سکتا ہے۔" عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ....... آپ واقعی علی عمران صاحب ہیں معاف کیجئے میں

پہلے آپ کی آواز نہ پہچان سکا تھا۔ لیکن جب آپ نے میرے نام کو بگاڑ کر اس کے خوبصورت معنی بیان کئے تو میں پہچان گیا، کیونکہ یہ ذہانت صرف علی عمران کا ہی خاصہ ہے۔ آپ کو شاید یاد نہ ہو۔ آپ سے گذشتہ سال ہوٹل پیراڈوے کی سالانہ تقریب میں ملاقات ہوئی تھیں۔ کرنل مرزا دانشمند نے آپ سے تعارف کرایا تھا اور پھر آپ کی دلچسپ اور خوبصورت باتوں نے تقریب کا لطف دوبالا کر دیا تھا۔" کرنل لاشاری نے انتہائی محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے آپ تو اس وقت کیپٹن تھے، پھر ایک سال میں آپ کرنل کیسے بن گئے ہیں۔ وہ مشہور محاورہ آپ کی وجہ سے تو نہیں بنا کہ فوج میں وہی جلدی جلدی ترقی کرتا ہے جو۔" عمران بات کرتے کرتے خاموش ہو گیا اور دوسری طرف سے کرنل لاشاری بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"میں سمجھ گیا آپ کی بات۔ لیکن آپ بھول گئے ہیں۔ میں اس وقت بھی کرنل ہی تھا۔" کرنل لاشاری نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ اس لئے اتنی جلدی بات سمجھ گئے ہیں پھر تو مجبوری ہے۔" عمران نے کہا اور کرنل لاشاری کے قہقہے سے رسیور جھنجھنا اٹھا۔

"عمران صاحب کیا آپ سے کہیں ملاقات ہو سکتی ہے۔" کرنل لاشاری نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جی ہاں....... کیوں نہیں جلد ہی انجمن لاشادیاں....... مم مم میرا مطلب ہے انجمن کنواران کا عالمی اجلاس ہونے والا ہے......." عمران

نے جواب دیا۔

" سوری عمران صاحب میں تو شادی شدہ ہوں ۔ اس اجلاس میں شریک نہ ہو سکوں گا۔ کوئی اور جگہ بتا دیجئے ۔" کرنل لاشاری نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ارے ...... پھر تو آپ کی بیگم سے مشورہ کر کے ہی جگہ بتائی جا سکتی ہے ۔" عمران نے بے ساختہ جواب دیا اور کرنل لاشاری ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

" اچھا چلئے کہیں نہ کہیں ملاقات ہو ہی جائے گی ۔ اب آپ فرمایئے کہ آپ نے کیسے فون کیا ہے ۔" کرنل لاشاری کو شاید اچانک خیال آ گیا تھا کہ پریذیڈنٹ ہاؤس کا فون اس قدر طویل وقت تک انگیج رکھنا زیادتی ہے ۔ اس لئے اس نے پوچھ ہی لیا۔

" رسیور اٹھایا...... نمبر ڈائل کئے اور آپ کے قہقہے سننے شروع کر دیئے ۔" عمران نے سادہ سے لہجے میں جواب دیا۔

" عمران صاحب پلیز آپ کم از کم مجھے تو معاف کر دیجئے "...... لاشاری نے ہنستے ہوئے کہا۔

" میں تو ان محترمہ کو بھی معاف کرنے کے لئے تیار تھا ۔ جنہیں گنتی بھول گئی تھی ۔ لیکن ان کا شاید ڈیوٹی ٹائم ہی ختم ہو گیا تھا ۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اس کو اب کیا معلوم تھا کہ اس کا پالا آپ سے پڑ چکا ہے ۔ وہ سخت جھنجلاہٹ کا شکار ہو گئی تھی ۔ اس نے آپ کے دوسرے فون کے بعد

سپیشل فون چیکنگ مشین سے آپ کا نمبر تلاش کرنے کی بھی کوشش کی لیکن مشین سے اسے یہی جواب ملا کہ جس نمبر سے فون کیا جا رہا ہے وہ ایکس چینج میں ہے ہی نہیں اور یہی رپورٹ دیکھ کر تو میں خود فون پر آیا تھا ، مجھے معلوم ہے کہ آپ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے رہتے ہیں ، اس لئے یقیناً آپ کسی ایسے نمبر سے بات کر رہے ہوں گے جو سیکرٹ ہو گا ۔ لیکن عمران صاحب آپ کی دلچسپ باتوں کی وجہ سے فون خاصی دیر سے انگیج ہے ۔ اس لئے اگر آپ مہربانی فرمائیں تو فرما دیں کہ آپ نے فون کس مقصد سے کیا ہے ۔" کرنل لاشاری نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

" کوئی ایسی خطرناک بات نہیں ہے ۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ ماہر آثار قدیمہ نواب اوصاف صاحب اپنی صاحبزادی مس فیروزہ کے ساتھ پریذیڈنٹ ہاؤس میں نجی دعوت پر ٹھہرے ہوئے ہیں ۔ نواب صاحب سے ڈیڈی کی یاد اللہ ہے ۔ اس لئے میں نے سوچا کہ چلو ان کی خدمت میں سلام ہی عرض کر دیا جائے ۔" عمران نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں ماہر آثار قدیمہ نواب اوصاف صاحب مہمان خانے میں تشریف فرما ہیں ۔ ان سے بات کراؤں آپ کی ۔" کرنل لاشاری نے کہا

" ارے ارے مجھے آثار قدیمہ سے نہیں بلکہ آثار جدیدہ سے زیادہ دلچسپی ہے ۔ اس لئے آپ اگر ان کی بجائے ان کی صاحبزادی مس فیروزہ سے بات کرا دیں تو مہربانی ہو گی ۔" عمران نے کہا اور دوسری طرف

سے کرنل لاشاری بے اختیار ہنس پڑا۔

"آثار جدیدہ کی ترکیب خوب تلاش کی ہے آپ نے۔ بہر حال ہولڈ کیجئے میں معلوم کرتا ہوں۔" کرنل لاشاری نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور پھر رسیور پر چند لمحوں تک خاموشی رہی۔

"ہیلو عمران صاحب ...." چند لمحوں بعد کرنل لاشاری کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یس"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"عمران صاحب سوری۔ مس فیروزہ تو واپس اپنی حویلی جا چکی ہے ہیں۔ ان کا کوئی غیر ملکی دوست رابرٹ ہوٹل فائیو سٹار میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس نے انہیں یہاں فون کیا تو وہ اس سے ملنے ہوٹل فائیو سٹار گئیں اور پھر وہاں سے انہوں نے نواب صاحب کو فون کر کے کہہ دیا کہ وہ اپنے دوست کے ساتھ حویلی واپس جا رہی ہیں"....... کرنل لاشاری نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا چلو پھر کبھی سہی۔ خدا حافظ۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں ابھر آئی تھیں۔

"اگر وہ اچانک حویلی چلی گئی ہے تو پھر تو سیکرٹ سروس کو وہاں خاصی مشکل پیش آئے گی۔" بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں .... وہ دودھ پیتے بچے نہیں ہے معاملات کو آسانی

سے ہینڈل کر سکتے ہیں۔ میں تو اس غیر ملکی دوست کی اچانک آمد اور پھر فیروزہ کے فوری حویلی جانے کے متعلق سوچ رہا ہوں"....... عمران نے چونک کر کہا۔

"لیکن .... آپ نے خود ہی تو بتایا تھا کہ وہ ایکریمیا میں پڑھتی رہی ہے۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ہاں یہ تو ٹھیک ہے لیکن کسی دوست کا پریذیڈنٹ ہاؤس میں فیروزہ کو فون کرنا الجھن میں ڈال رہا ہے۔ بہر حال معلوم کرنا ہوگا کہ رابرٹ صاحب کا حدود اربعہ کیا ہے"....... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے ہوٹل فائیو سٹار کے نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیئے۔

"ہوٹل فائیو سٹار"....... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"میرے ایک دوست مسٹر رابرٹ آپ کے ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ مجھے ان کے کمرے کا نمبر معلوم نہیں ہے۔ اگر آپ مدد کر دیں تو بے حد مہربانی ہوگی"....... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پورا نام کیا ہے ان کا"....... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میں نے کبھی پوچھا ہی نہیں۔ ویسے شاید وہ ایکریمیا سے آئے ہوں۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ ہولڈ کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر آپ لائن پر ہیں"....... تھوڑی دیر بعد آپریٹر کی آواز سنائی

دی ۔

"یس "........ عمران نے جواب دیا۔

"ایکریمیا سے آنے والے صرف ایک صاحب ایسے ہیں جن کا نام رابرٹ سمتھ ہے ۔ان کے ساتھ ایک دوسرے صاحب بھی ہیں ۔ مسٹر ڈانلڈ ۔ لیکن وہ تو کمرہ چھوڑ کر جاچکے ہیں ۔ ابھی ایک گھنٹہ پہلے "........ آپریٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ........ آپ کو تکلیف دی ۔ شکریہ "۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"رابرٹ سمتھ اور ڈانلڈ نام تو عام سے ہیں بہرحال اب مجھے خود وہاں جانا ہوگا ۔ ان غیر ملکیوں کی اس طرح اچانک آمد اور فیروزہ کا پریذیڈنٹ ہاؤس چھوڑ کر ان کے ساتھ اس طرح واپس حویلی جانے سے معاملات تشویش ناک محسوس ہوتے ہیں "...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران دانش منزل سے سیدھا اپنے فلیٹ واپس پہنچا اور لباس تبدیل کر کے وہ حویلی جانے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ اچانک اسے ایک خیال آیا تو اس نے رسیور اٹھایا اور جولیا کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں "۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی ۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی ۔

"نواب اوصاف کی حویلی کی تلاشی کے لئے کون گیا ہے "......

عمران نے پوچھا۔

"صفدر اور صدیقی گئے ہیں "...... جولیا نے جواب دیا۔

"کب گئے ہیں "...... عمران نے پوچھا۔

"جب آپ نے کیس میرے حوالے کیا تھا اسی وقت چلے گئے تھے "...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے "...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ ڈرائینگ روم سے نکل کر خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا ۔اس نے لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر صفدر کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو چیف کالنگ اوور "...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس صفدر اٹنڈنگ سر اوور "...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے صفدر کی آواز سنائی دی ۔

"تم اس وقت کہاں ہو اوور "...... عمران نے پوچھا۔

"سر ہم واپس دارالحکومت آرہے ہیں ۔ ہم نے کام مکمل کر لیا ہے اوور "...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"پوری بات کیا کرو اوور "۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"سوری سر...... مس جولیا نے مجھے اور صدیقی کو حویلی کی تلاشی کے لئے بھیجا تھا ۔ہم نے وہاں پہنچ کر حویلی کے منیجر سے رابطہ قائم کیا اور اسے کہا کہ ہم یادگار اور پرانی حویلیوں کے بارے میں کتاب لکھ

رہے ہیں ۔ اس لئے وہ ہمیں حویلی دکھا دے اسے کچھ رقم بھی میں نے
دے دی ۔ چنانچہ وہ ہمیں اپنے ساتھ حویلی میں لے گیا ۔ وہاں جب ہم
حویلی کے اس حصے میں پہنچے جو مس فیروزہ کے زیر استعمال ہے تو میں
نے منیجر کو بے ہوش کر دیا اور پھر صدیقی اور میں نے اس حصے کی تلاشی
لی ۔ صدیقی نے مس فیروزہ کی خواب گاہ سے ایک چھوٹے سائز کی
ڈائری برآمد کی ۔ جس میں ایکریمیا کے ہوٹلوں ۔ افراد کے نام اور فون
نمبر وغیرہ درج تھے ۔ میں نے اس ڈائری کی فلم تیار کر لی اور ڈائری
واپس رکھوا دی ۔ مس فیروزہ کے دفتر میں موجود میز کی دراز کے ایک
خفیہ خانے سے ایک باکس برآمد ہوا ۔ جس میں سرکاری دفاتر میں
استعمال ہونے والے قلم رکھے ہوئے تھے ۔ بظاہر تو یہ قلم بالکل عام
سے لگتے ہیں لیکن ان کے اس طرح خفیہ رکھنے پر مجھے شک ہوا تو میں
نے ایک قلم جیب میں رکھ لیا پھر بے ہوش منیجر کو ایک اور علیحدہ
کمرے میں لٹا کر ہم دونوں خاموشی سے حویلی سے باہر آ گئے ۔ آپ کی
کال آنے سے تھوڑی دیر پہلے صدیقی نے اس قلم کا راز پا لیا ہے اس کے
اندر سے ایک چھوٹی سی لیکن عجیب ساخت کی مشین برآمد ہوئی ہے
صدیقی کا خیال ہے کہ مس فیروزہ سر سلطان کے سرکاری قلم کی بجائے
یہ مشین والا قلم وہاں رکھ دیتی ہو گی اور سر سلطان اس قلم سے جو کچھ
تحریر کرتے ہوں گے وہ کسی طرح اس مشین میں محفوظ ہو جاتا ہو گا ۔
جس کا علم سر سلطان کو بھی نہ ہو سکتا ہو گا اور اس کے بعد قلم تبدیل کر
دیا جاتا ہو گا اور میرا ذاتی خیال بھی یہی ہے کہ صدیقی کا یہ اندازہ درست

ہے اوور "...... صفدر نے اس بار پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

" گڈ صدیقی ذہین آدمی ہے اس نے سو فیصد درست اندازہ لگایا ہے
تم یہ قلم اور ڈائری فوراً دانش منزل پہنچا دو اوور اینڈ آل " ۔ عمران نے
جواب دیا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات
نمایاں تھے ۔ اس نے سپیشل فون کا رسیور اٹھایا اور دانش منزل کے
نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔

" ایکسٹو " ۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی ۔

" عمران بول رہا ہوں بلیک زیرو ...... میری ابھی بطور چیف
ٹرانسمیٹر پر صفدر سے بات ہوئی ہے صفدر اور صدیقی دونوں حویلی کی
تلاشی کے لئے گئے تھے اور ان دونوں نے انتہائی حیرت انگیز صلاحیتوں
کا مظاہرہ کیا ہے کہ اس قدر کم وقت میں وہاں پہنچتے ہی نہ صرف انہوں
نے تلاشی لے ڈالی ہے بلکہ وہاں سے کامیاب لوٹے ہیں " ...... عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" کیا کوئی خاص چیز مل گئی ہے وہاں سے " ۔ اس بار بلیک زیرو نے
اپنی اصل آواز میں مگر اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا اور عمران نے اسے
قلم کی تفصیل بتا دی ۔

" اوہ پھر تو آپ کا شک درست نکلا ۔ پھر تو اس فیروزہ کو مزید ڈھیل
نہیں دینی چاہئے " ...... بلیک زیرو نے کہا ۔

" وہ کہیں بھاگ تو نہیں جائے گی ۔ پہلے اس قلم کا پوری طرح تجزیہ
تو کر لیں صفدر اور صدیقی جب قلم اور ڈائری کی فلم پہنچا کر واپس چلے

جائیں تو مجھے فون کر دینا۔ فلیٹ میں ہی ہوں گا"۔ عمران نے کہا۔

"بہتر"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران رسیور رکھ کر خاص کمرے سے باہر آیا اور واپس ڈرائنگ روم میں آکر بیٹھ گیا۔ اچانک اسے ایک خیال آیا تو اس نے کلائی کی گھڑی کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں کھینچا اور پھر اسے گھما کر اس نے سوئیوں کو مخصوص ہندسوں پر پہنچا کر ونڈ بٹن کو مزید کھینچ لیا اور ڈائل کے ایک ہندسے پر سرخ رنگ کا نقطہ جلنے بجھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد نقطہ سبز ہو گیا اور مسلسل جلنے لگا۔

"عمران کالنگ اوور"...... عمران نے نقطے کے سبز ہوتے ہی گھڑی کو منہ کے قریب لے جاتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ٹائیگر بول رہا ہوں اوور"۔ گھڑی میں سے ٹائیگر کی باریک سی آواز سنائی دی۔

"میرے فلیٹ پر فون کرو اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ونڈ بٹن دبا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو"۔ عمران نے رسیور اٹھا کر سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں سر"۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"دارالحکومت سے ملحقہ قصبہ سرائے راٹھور میں ایک قدیم حویلی ہے۔ جس میں نواب اوصاف خان اپنی بیٹی فیروزہ کے ساتھ رہتے ہیں نواب اوصاف خان فیروزہ کے ساتھ پریذیڈنٹ ہاؤس میں مدعو تھے۔

فیروزہ جو کہ ایکریمیا میں پڑھتی رہی اور اب یہاں سر سلطان کے آفس میں ایک اہم عہدے پر فائز ہے کو اس کے ایک غیر ملکی دوست رابرٹ نے جو کہ ہوٹل فائیو سٹار میں ٹھہرا تھا۔ پریذیڈنٹ ہاؤس میں فون کیا اور فیروزہ پریذیڈنٹ ہاؤس سے ہوٹل فائیو سٹار پہنچی اور پھر وہیں سے اس نے نواب اوصاف کو فون کر کے کہہ دیا کہ وہ اپنے دوست کے ساتھ حویلی جا رہی ہے۔ ہوٹل فائیو سٹار میں رہائش پذیر اس ایکریمی کا پورا نام رابرٹ سمتھ معلوم ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ایک اور ایکریمی ڈانلڈ بھی ٹھہرا ہوا تھا یہ دونوں فیروزہ کے ساتھ حویلی گئے ہیں۔ ہوٹل فائیو سٹار جا کر رابرٹ سمتھ اور ڈانلڈ کے بارے میں وہاں رجسٹر میں درج تفصیلات معلوم کرو۔ ویٹر سے ان کے حلیوں کی تفصیل بھی پوچھ لینا۔ اس کے بعد تم رانا ہاؤس پہنچ کر جوانا کو ساتھ لو اور سرائے راٹھور پہنچ جاؤ۔ تم نے جوانا کے ساتھ مل کر رات کے وقت اس طرح فیروزہ اور ان دونوں غیر ملکیوں کو اغوا کرنا ہے کہ حویلی میں کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکے کہ انہیں کس نے اغوا کیا ہے۔ انتہائی خاموشی سے کام ہونا چاہئے اور پھر انہیں رانا ہاؤس پہنچا دینا"۔ عمران نے اسے ضروری پس منظر بتانے کے ساتھ ساتھ تفصیل سے ہدایات بھی دے دیں۔

"یس سر"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"وہاں حویلی میں کافی ملازم ہوں گے۔ اس لئے تم دونوں نے انتہائی ہوشیاری سے یہ کام کرنا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر آپ بے فکر رہیں ۔ جیسا آپ چاہتے ہیں ویسے ہی ہو گا" ۔ ٹائیگر نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر کریڈل دبادیا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔

"رانا ہاؤس" ۔ دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی ۔

"عمران بول رہا ہوں جوانا سے بات کراؤ ....." عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"یس سر ۔" دوسری طرف سے جوزف نے کہا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جوانا کی آواز سنائی دی ۔

"یس ماسٹر جوانا بول رہا ہوں ۔" جوانا کا لہجہ مؤدبانہ تھا ۔

"جوانا ٹائیگر تھوڑی دیر بعد رانا ہاؤس آرہا ہے ۔ تم نے اس کے ساتھ جانا ہے ۔ باقی تفصیلات وہ تمہیں بتا دے گا ۔" عمران نے کہا ۔

"یس ماسٹر ۔" جوانا نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا ۔

ایک بڑے سے کمرے میں جو سٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا ایک آرام کرسی پر ایک چھریرے اور لمبے قد کا نوجوان تقریباً نیم دراز تھا اس کے ہاتھ میں شراب کا جام تھا اور وہ جام سے شراب کی چسکیاں وقفے وقفے سے لے رہا تھا ۔ لیکن اس کی نظریں سامنے کمرے کے کونے میں رکھے ہوئے ٹیلی ویژن پر جمی ہوئی تھیں ۔ جس پر ریسلنگ کا کوئی عالمی مقابلہ دکھایا جا رہا تھا ۔ نوجوان اس مقابلے کو دیکھنے میں محو تھا کہ اچانک پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور نوجوان چونک کر سیدھا ہوا ۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا شراب کا آدھے سے زیادہ خالی گلاس میز پر رکھا اور رسیور اٹھا لیا ۔

"یس واک بول رہا ہوں ۔" نوجوان کا لہجہ خاصا بھاری تھا ۔

"باس بول رہا ہوں ۔ میرے پاس فوراً پہنچو ۔" دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی اور واک نے جلدی سے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر وہ کمرے میں موجود ٹی وی کی طرف بڑھ گیا ۔ ٹی وی بند کر کے وہ کمرے کے عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا جدھر اس کا ڈریسنگ روم تھا

تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس اس کمرے میں آیا تو اس کے جسم پر گہرے
براؤن رنگ کا تھری پیس سوٹ تھا لمبے قد اور سڈول ورزشی جسم پر
جدید تراش کے سوٹ نے اس کی مردانہ وجاہت کو اور بھی اجاگر کر دیا
تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک سرخ رنگ کی سپورٹس کار میں بیٹھا شہر کی
سڑکوں پر تیزی سے بڑھا چلا جا رہا تھا سڑک پر کاروں کا خاصا ہجوم تھا۔
لیکن واک کی کار تیزی سے ان کے درمیان راستہ بناتی ہوئی آگے بڑھی
چلی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد کار شہر سے باہر پہنچ گئی اور اب سڑک پر
کاروں کا وہ ہجوم ختم ہو گیا تھا۔ اس لئے واک نے کار کی رفتار پہلے سے
زیادہ بڑھا دی۔ شہر سے باہر آنے کے بعد اس نے کار ایک بائی روڈ پر
موڑی اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک فارم ہاؤس کے انداز میں بنی ہوئی
عمارت کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے کار لکڑی کے پھاٹک کے سامنے
روکی اور پھر تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو پھاٹک کھلا اور
ایک مسلح نوجوان باہر آ گیا۔

"واک تم۔ آجاؤ باس تمہارا انتظار کر رہا ہے۔" مسلح نوجوان نے
واک کو دیکھ کر پھاٹک کو پوری طرح کھولتے ہوئے اونچی آواز میں کہا
اور واک نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ ایک
برآمدے کے سامنے کار روک کر وہ نیچے اترا اور پھر عمارت کی درمیانی
راہداری سے گزرتا ہوا وہ اس کے اختتام پر موجود سیڑھیاں اترتا ہوا
نیچے ایک بند دروازے کے سامنے پہنچ گیا۔ دروازے کی سائیڈ پر دیوار
میں بنے ہوئے خانے میں ایک فون سیٹ رکھا ہوا تھا۔ واک نے

رسیور اٹھایا۔

"واک حاضر ہے جناب۔" واک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس کم ان ......" دوسری طرف سے وہی کرخت آواز سنائی دی
جس نے اسے فون کیا تھا اور واک نے رسیور رکھ دیا اسی لمحے دروازہ آٹو
میٹک انداز میں کھلتا چلا گیا۔ واک نے قدم اندر کی طرف بڑھا دیئے۔
لیکن یہ چھوٹا سا کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ وہ اس کمرے کو کراس کرتا ہوا
جب سامنے والی دیوار کے قریب پہنچا تو سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی
دیوار درمیان سے پھٹی اور سائیڈوں میں غائب ہو گئی۔ اب وہاں
ایک دروازہ سا بن گیا تھا اور واک قدم بڑھاتا اس دروازے کو پار کر
کے دوسری طرف ایک کمرے میں پہنچ گیا، جس کے ایک کونے میں
بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے آنکھوں پر
سیاہ فریم اور موٹے شیشوں کی عینک پہن رکھی تھی، سر کے بال کہیں
کہیں سے اڑے ہوئے تھے۔ چہرہ انجور کی طرح خشک مگر لمبوترا تھا اور
چہرہ پر کرختگی کے تاثرات جیسے پینٹ ہوئے نظر آتے تھے۔ چہرے کی
طرح اس کا جسم بھی سوکھا سڑا سا تھا اور جسم پر موجود سوٹ اس طرح
دکھائی دیتا تھا جیسے کسی نے لکڑی پر سوٹ ٹانگ رکھا ہو۔

"بیٹھو واک۔" اس آدمی نے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا۔ عینک
کے شیشوں کے پیچھے اس کی آنکھیں چہرے کی نسبت سے خاصی بڑی
اور پھیلی پھیلی سی نظر آتی تھیں۔

"یس باس۔" واک نے کہا اور میز کے سامنے موجود کرسی پر

مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

"اہم مسودات کا کاروبار کرنے والی بین الاقوامی تنظیموں ٹاڈ اور کاؤنٹی کے بارے میں کچھ جانتے ہو......" باس نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"صرف ان کے بارے میں سنا ہوا ہے باس۔ کبھی ان سے واسطہ نہیں پڑا۔" واک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ ایکریمیا کے اعلیٰ حکام کو انتہائی مصدقہ ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ شوگران اور پاکیشیا کے درمیان ایک انتہائی اہم دفاعی معاہدہ ہو رہا ہے اس معاہدے کے تحت شوگران پاکیشیا کو ایک مخصوص ساخت کے میزائلوں کی ٹیکنالوجی دے گا۔ جب کہ ایکریمیا ایسا نہیں چاہتا۔ ایکریمیا نے شوگران حکومت سے جب اس بارے میں بات کی تو وہ ایسے کسی معاہدے سے صاف انکاری ہو گئی ہے حالانکہ ایکریمیا کو ملنے والی اطلاعات درست تھیں۔ اس پر ایکریمیا نے اپنے ایجنٹوں کو اس بارے میں الرٹ کر دیا ہے اور اب یہ حتمی اطلاع ملی ہے کہ یہ معاہدہ ہونے والا ہے اور دونوں حکومتوں نے اسے خفیہ رکھنے کے لئے اس معاہدے کو وزارت دفاع کے بجائے وزارت خارجہ کے تحت مکمل کرانے کا پروگرام بنایا ہے۔ اس اطلاع کے ملنے کے بعد یہ کیس میری ایجنسی کو ریفر کر دیا گیا۔ میں نے اس سلسلے میں ٹاڈ سے معاہدہ کر لیا کیونکہ ٹاڈ پہلے بھی ہمیں مختلف مسودات فراہم کرتی رہتی ہے اد

انتہائی بااعتماد ایجنسی ہے۔ ٹاڈ نے اس معاہدے کو حاصل کرنے کے لئے اپنی خاص ایجنٹ جو کہ پاکیشیائی لڑکی تھی پاکیشیا بھجوا دیا اور وہ وزارت خارجہ میں افسر لگ گئی اور اس نے اپنی کارکردگی ظاہر کرنے کی غرض سے وہاں سے غیر اہم مسودات ایجنسی کو ترسیل کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ اس لئے ہم پوری طرح مطمئن تھے۔ کہ اس معاہدے کی تفصیل ہم تک پہنچ جائے گی۔" باس نے خشک لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یس باس لیکن اس معاہدے کی تفصیلات حاصل کر کے ہمیں کیا ملے گا۔ یہ تو ایک رسمی سا معاہدہ ہوگا۔ اصل بات تو ٹیکنالوجی کی منتقلی کو روکنا ہے۔" واک نے کہا۔

"یہ انتہائی اعلیٰ سطح کی باتیں ہیں...... تمہاری سمجھ میں نہیں آ سکتیں۔ شوگران اس وقت ایک نئی سپر پاور کا روپ دھار چکا ہے اور وہ اپنے افعال میں آزاد ہے۔ لیکن ایکریمیا نے اس سے ایک معاہدہ کر رکھا ہے کہ وہ اہم ترین ٹیکنالوجی مسلم ممالک کو منتقل نہ کرے گا۔ خاص طور پر عرب ممالک اور پاکیشیا کو اس کی منتقلی کسی صورت بھی نہیں ہونی چاہئے۔ شوگران حکومت نے آج سے دس سال پہلے یہ معاہدہ ایکریمیا سے اس لئے کیا تھا کہ اسے اپنے دفاع کے لئے چند ایسے پرزوں کی ضرورت تھی جو صرف ایکریمیا کے پاس تھے۔ اس لئے اس نے مجبوراً یہ معاہدہ کر لیا تھا۔ یہ معاہدہ لامحدود مدت کے لئے ہے اور اس معاہدے کی خلاف ورزی کی صورت میں شوگران کو اس بات کا

۔ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے دو بڑے اور اہم جزیرے ایکریمیا کے حوالے کر دے گا اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو پھر ایکریمیا کو حق حاصل ہو گا کہ وہ ان دونوں جزیروں پر جبراً قبضہ کر لے ۔ اس لئے شوگران اس معاہدے کی پابندی کرنے پر مجبور ہے ۔ لیکن اب وہ خاصا پاور فل ملک ہو چکا ہے اور اس نے دفاعی ٹیکنالوجی میں خاصی پیش رفت کر لی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اگر وہ معاہدے کی خلاف ورزی کرے تو بین الاقوامی سطح پر اس کا کیس کمزور ہو جائے گا اور ایکریمیا اب بھی ان جزیروں پر قبضہ کر سکتا ہے ۔ لیکن اب شوگران نے پر پرزے نکالنے شروع کر دیئے ہیں ۔ اس کی دوستی پاکیشیا سے بہت گہری ہو چکی ہے اور دونوں ممالک ایک دوسرے کے بڑے امدادی بن چکے ہیں ۔ اس کی بہت سی سیاسی اور جغرافیائی وجوہات ہیں جن کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ۔ قصہ مختصر یہ کہ اگر اس خفیہ معاہدے کی تفصیلات ایکریمیا کو مل جائیں تو پھر ایکریمیا اس مسودے کی تفصیلات سے شوگران کو آگاہ کر کے اسے دھمکی دے سکتا ہے ۔ کہ اس نے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے ۔ اس طرح شوگران معاہدے کو منسوخ کرنے پر مجبور ہو جائے گا اور ان مخصوص میزائلوں کی ٹیکنالوجی پاکیشیا تک نہ پہنچ سکے گی ۔" باس سے مزید تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"یس باس اب میں پوری طرح سمجھ گیا ہوں کہ آپ اس معاہدے کی تفصیلات کیوں حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔" واک نے مؤدبانہ لہجے میں

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرے سیکشن کو ابھی ابھی ایک ایسی اطلاع ملی ہے ۔ جس نے مجھے تشویش میں مبتلا کر دیا ہے اور وہ اطلاع یہ ہے کہ ٹاڈ کی مقابل تنظیم کاؤنٹی نے ٹاڈ کی اس پاکیشیائی ایجنٹ کو کور کر کے اس سے معلومات حاصل کرنے کی پلاننگ کی ہے اور اس کے لئے کاؤنٹی نے مشہور بلیک میلر گروہ مینج گروپ کی خدمات حاصل کی ہیں ۔ اس پر وہ اپنے سیکشن کو فوری حرکت میں لے آیا اور اس مینج کو اغوا کر لیا گیا ۔ تاکہ اس سے مزید تفصیلات حاصل کی جا سکیں ۔ اس مینج نے بتایا ہے کہ اس نے ایکریمیا کے لیڈیز بلیک میلنگ گروپ موگابی کے سب سے کامیاب ایجنٹ ڈانلڈ کی خدمات اس کام کے لئے حاصل کی ہیں ۔ ڈانلڈ کو عورتوں کا شکاری کہا جاتا ہے ۔ اس ڈانلڈ کے ذمے یہ کام لگایا گیا ہے کہ وہ پاکیشیا پہنچ کر ٹاڈ کی ایجنٹ جس کا نام فیروزہ ہے سے دوستی کی پینگیں بڑھائے اور پھر اس کے خلاف ایسا بلیک میلنگ سٹف حاصل کیا جائے کہ جس سٹف کی وجہ سے فیروزہ کو مجبور کر دیا جائے کہ وہ جو مسودات ٹاڈ کو بھیجے اس کی ایک نقل کاؤنٹی کو بھی بھجوا دے اور اگر یہ ڈانلڈ کامیاب ہو گیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس معاہدے کی کاپی اسرائیل پہنچ جائے گی ۔ کیونکہ کاؤنٹی دراصل اسرائیل کے لئے ہی کام کرتی ہے ۔ گو ایکریمیا اسرائیل کا سرپرست ہے لیکن اسرائیل اپنے طور پر بھی کام کرتا ہے ۔ اسرائیل نے یقیناً یہ کاپی کافرستان کے حوالے کر دینی ہے اور کافرستان کو جیسے ہی اس خفیہ معاہدے کی نقل ملے گی ۔

اس کے شوگران کے ساتھ تعلقات یقیناً کشیدہ ہو جائیں گے ۔ کیونکہ کافرستان اور پاکیشیا ایک دوسرے کے ازلی دشمن ہیں ایکریمیا نے اب تک کی بے حد سفارتی اور دیگر مختلف جہتوں پر کوششیں کر کے کافرستان اور شوگران کے درمیان کافی طویل عرصے سے کشیدہ تعلقات کو دوبارہ دوستی میں تبدیل کرنے کی کسی حد تک کامیاب کوششیں کی ہے اور آج کل دونوں ممالک کے درمیان کسی حد تک دوستی کے روابط بڑھ رہے ہیں ۔ گو ان میں وہ پیش رفت نہیں ہے ۔ جو ہم چاہتے ہیں لیکن بہر حال یہی حالات رہے تو ان میں تیزی آجائے گی اور جس قدر یہ دونوں ممالک ایک دوسرے کے قریب آجائیں گے ۔ اتنا ہی پاکیشیا اور شوگران کے درمیان سرد مہری پیدا ہوتی چلی جائے گی اور یہی ایکریمیا کا اصل مقصد ہے ۔ لیکن کافرستانی حکام پاکیشیا کے معاملے میں بے حد جذباتی ہیں ۔ اس لئے اس معاہدے کے سامنے آتے ہی انہوں نے شوگران حکومت پر الزام تراشی شروع کر دی ہے اور نتیجہ یہ کہ ان دونوں کے درمیان اب تک دوستی کی جو کوششیں ہوئی ہیں وہ ختم ہو جائیں گی ۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس مسودے کی نقل کسی طرح بھی کاؤنٹی تک نہ پہنچ سکے ۔" باس نے ایک بار پھر لمبی تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

"لیکن باس ...... کافرستان تک اگر اس معاہدے کی تفصیل پہنچ گئی تو اس کے افشاء سے پاکیشیا اور شوگران کے درمیان تلخی پیدا نہ ہو جائے گی یہ بات بھی تو ایکریمیا کے حق میں جاتی ہے ...." واک نے

کہا تو پہلی بار اس امچور شکل والے باس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی ۔

"میں نے کہا ہے کہ تم یہ باتیں نہیں سمجھ سکتے ۔ ایکریمیا پاکیشیا اور شوگران کے درمیان بھی زیادہ تلخی نہیں چاہتا ۔ کیونکہ ابھی تو پاکیشیا کے پاس شوگران کا سہارا موجود ہے ۔ لیکن ان دونوں کے درمیان تلخی کے بعد لامحالہ پاکیشیا شوگران سے ہٹ کر سابقہ روسیاہی گروپ کے حامل اسلامی ریاستوں اور دیگر اسلامی ممالک کے نزدیک چلا جائے گا ۔ کیونکہ ان کے پاس سابقہ روسیاہی ٹیکنالوجی بھی موجود ہے ۔ اس طرح پاکیشیا بالکل ایکریمیا کے گروپ سے کٹ جائے گا اور پھر یہ جوڑ توڑ ایکریمیا کے لئے اس سے زیادہ خطرناک ثابت ہو گا جس قدر آج میزائل ٹیکنالوجی سے ایکریمیا کو خطرہ لاحق ہو رہا ہے ...." باس نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"یس سر ٹھیک ہے سر اب میں پوری طرح اس کیس کی تمام نزاکتوں کو اچھی طرح سمجھ گیا ہوں ۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے ۔" واک نے کہا

"تم نے اس ڈانلڈ کے پیچھے جانا ہے اور اگر وہ فیروزہ کا بلیک میلنگ سٹف تیار کرے تو تم نے اس سے وہ بلیک میلنگ سٹف خود حاصل کرنا ہے اور اس ڈانلڈ کو ہلاک کر دینا ہے ۔" باس نے جواب دیا

"تو کیا پہلے مجھے اس بات کا انتظار کرنا پڑے گا کہ وہ بلیک میلنگ سٹاف تیار کرے پھر اسے ہلاک کروں ...." واک نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

"نہیں تم فوری طور پر روانہ ہو جاؤ اور اس ڈانلڈ کا خاتمہ کر دو۔ مجھے یقین ہے کہ وہ کس قدر گھاگ آدمی ہے۔ تمہارے پہنچنے تک وہ اپنا کام کر چکا ہو گا۔" باس نے کہا۔

"یس باس۔ اب اس سلسلے میں ضروری تفصیلات۔" واک نے کہا اور باس نے میز کی دراز سے ایک فائل نکال کر واک کی طرف بڑھا دی۔

"اب ایک اور اہم بات سن لو اور اچھی طرح یہ سمجھ لو کہ یہ سب سے اہم بات ہے۔ تمہاری کارگزاری ایسی ہونی چاہئے کہ اس کا علم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہرگز نہ ہو۔ کیونکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کانوں میں بھنک بھی پڑ گئی کہ اس معاہدے کی نقل حاصل کرنے کے لئے کسی بھی سطح پر کام ہو رہا ہے تو پھر اس معاہدے کی نقل نہ ہی ٹاڈ کو ملے گی اور نہ ہی ہمیں اور ہمارا سارا منصوبہ فلاپ ہو کر رہ جائے گا اور شوگران اس معاہدے کے رو سے سپیشل میزائل ٹیکنالوجی پاکیشیا کو مہیا کر دے گا اور اس طرح ایکریمیا کے نقطہ نظر سے اس سارے علاقے میں طاقت کا توازن اسلامی بلاک کے حق میں چلا جائے گا۔" باس نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اس عام سے کیس سے کیا تعلق ہے۔" واک نے حیران ہو کر کہا۔

"اس کا پاکیشیا کے ہر معاملے سے گہرا تعلق رہتا ہے اور اب تک

کے تجربات یہی بتاتے ہیں کہ اسے کسی نہ کسی اتفاق کسی نہ کسی غیر اہم وجہ سے ہر معاملے کی بھنک مل ہی جاتی ہے اب تو یہاں تک مشہور ہو چکا ہے کہ اگر کسی سازش کے تحت پاکیشیا کے بازاروں میں بکنے والی سبزی بھی خریدی جائے تو تب بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کا علم ہو جاتا ہے اور خاص طور پر اس کے ایجنٹ علی عمران سے تم نے بچ کر رہنا ہے......" باس نے کہا۔

"اوکے باس۔ میں خیال رکھوں گا۔" واک نے کہا اور پھر فائل کو موڑ کر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالا اور کرسی سے اٹھ کر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

عمران ابھی ناشتے سے فارغ ہی ہوا تھا کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"علی عمران ایم۔ایس۔سی۔ڈی۔ایس۔سی (آکسن) سپیکنگ ......" عمران نے رسیور اٹھا کر بڑے طمطراق سے پوری ڈگریاں بتاتے ہوئے کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔" دوسری طرف سے سر سلطان کی انتہائی سنجیدہ اور گھمبیر آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اسے شاید سر سلطان کی اتنی صبح فون کال کی توقع نہیں تھی۔

"جی جی فرمایئے۔ اللہ خیر کرے بزرگوں سے سنا ہے صبح صبح شاہی آواز سن کر یا آدمی تختے پر چڑھ جاتا ہے یا کسی محل کے حسین تخت پر جا بیٹھتا ہے۔" عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران بیٹے نواب اوصاف کی بیٹی فیروزہ کو ان کی حویلی سے اس کے دو غیر ملکی دوستوں سمیت انتہائی پراسرار حالات میں اغوا کر لیا گیا ہے۔ حالانکہ رات کو وہاں سخت پہرہ بھی تھا۔ لیکن عقبی باغ میں

موجود ایک مسلح پہرے دار کو کسی گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے اور فیروزہ کو اس کی خواب گاہ سے اور اس کے غیر ملکی مہمانوں کو مہمان خانے سے اغوا کر لیا گیا ہے۔ نواب اوصاف پریذیڈنٹ ہاؤس میں موجود تھے۔ جب حویلی سے انہیں یہ اطلاع دی گئی ہے اور وہ سخت برافروختہ ہیں۔ انہوں نے صدر مملکت سے ذاتی طور پر اس کی شکایت کی ہے۔ صدر مملکت نے فوری طور پر انٹیلی جنس اور پولیس کو فیروزہ اور اس کے غیر ملکی مہمانوں کی برآمدگی کا حکم دے دیا ہے اور اس وقت وہاں حویلی میں تمہارے ڈیڈی اور دوسرے تمام اعلیٰ حکام موجود ہیں۔ صدر مملکت نے مجھے فون کر کے خصوصی طور پر درخواست کی ہے کہ میں ان کی طرف سے چیف ایکسٹو کو ذاتی طور پر درخواست کروں کہ وہ مس فیروزہ کی برآمدگی کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کریں۔ میں نے تو پہلے صاف انکار کر دیا کہ چیف ایکسٹو کو ایسی بات کہنا بھی ان کی توہین کے مترادف ہے لیکن صدر صاحب نے اس قدر اصرار کیا کہ مجبوراً مجھے وعدہ کرنا پڑا ہے اور اب میرے وعدے کی لاج تمہارے ہاتھ میں ہے۔" سر سلطان کا لہجہ بے حد سنجیدہ اور گھمبیر تھا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ سر سلطان کی نفسیات اچھی طرح سمجھتا تھا کہ سر سلطان اپنے وعدہ کی لاج جیسی باتیں کر کے عمران کو اس کام پر بالواسطہ طور پر مجبور کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ عمران نے ایسے کاموں میں ہاتھ ڈالنے سے صاف انکار کر دینا ہے۔ اس لئے انہوں نے جان بوجھ کر لہجے کو انتہائی سنجیدہ رکھا ہوا تھا۔ اور گھما پھرا کر بات کی تھی۔

" اب کیا کروں سر سلطان آپ کے وعدے کی لاج واقعی میرے ہاتھ میں ہے لیکن اس لاج کے ڈانڈے آپ کے اور پاکیشیا کے خلاف ایک بھیانک بین الاقوامی سازش سے جا ملتے ہیں اب آپ خود ہی فرمایئے کہ آپ کی لاج کو ہاتھ سے چھوڑ دوں یا آپ کے اور پاکیشیا کے مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے اس لاج کو تھامے رکھوں .... " عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کک ۔ کیا مطلب ۔ میں سمجھا نہیں یہ تم کیا کہہ رہے ہو ۔" سر سلطان کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

" آپ بزرگ ہیں ۔ اس لئے آپ سے وضاحت سے بات کرنا پڑے گی ۔ فیروزہ اور اس کے دو غیر ملکی ساتھی اس وقت میری تحویل میں ہیں اور میرے آدمیوں نے انہیں حویلی سے اغوا کیا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ حویلی میں فیروزہ کے ذاتی کمرے سے ایک ایسا قلم بھی ملا ہے جس میں ایک انتہائی پیچیدہ ساخت کی مشین فٹ ہے ۔ اس قدر پیچیدہ کہ مجھے بھی اس کی سمجھ نہیں آئی ۔ بظاہر یہ عام سا ایسا قلم ہے جیسا کہ سرکاری دفاتر میں استعمال ہوتا ہے اور بالکل ویسا قلم جیسا کہ آپ نے اپنی میز کی دراز سے نکال کر مجھے دکھایا تھا اور فیروزہ آپ کے دفتر میں آفس ورک انچارج ہے اور آزادانہ آپ کے دفتر میں آتی جاتی ہے ۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ آپ جب کوئی اہم مسودہ تحریر کرنے کے لئے تیاری کرتے ہوں گے تو یہ قلم وہاں رکھ دیا جاتا ہوگا اور مسودے کی تحریر خود بخود اس قلم میں محفوظ ہو جاتی ہوگی اور پھر یہ قلم دوبارہ تبدیل

کر لیا جاتا ہوگا اور مسودہ دوسرے ممالک کو فروخت کر دیا جاتا ہوگا ۔ چونکہ مجھے باوجود کوشش کے اس مشین کی ساخت اور اس کے کام کرنے کا طریقہ سمجھ میں نہیں آیا ۔ اس لئے میں نے یہ قلم سرداور کو بھجوا دیا ہے تاکہ وہ اس پر تفصیلی تحقیق کر کے مجھے اس کی اصل ماہیت بتائیں اور میں ان کی طرف سے رپورٹ کے انتظار میں ہوں ۔ ان کی رپورٹ ملتے ہی میں پھر فیروزہ اور اس کے غیر ملکی دوستوں سے اصل سازش کے تمام رابطے آسانی سے معلوم کر لوں گا ۔ اب آپ فرمائیں تو میں آپ کے وعدے کی لاج رکھتے ہوئے فیروزہ اور اس کے غیر ملکی دوستوں کو رہا کر دوں یا ۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ اوہ تو یہ بات ہے ۔ اس طرح میرے مسودات دوسرے ممالک تک پہنچ جاتے تھے ۔ اوہ یہ تو واقعی انتہائی بھیانک سازش ہے میں تو شدید پریشان تھا اور میں نے تمہیں بتایا نہیں تھا ۔ ورنہ میری مر جانے کی حد تک پریشانی کی اصل وجہ ایک اہم ترین مسودہ بن رہا تھا ۔ حکومت شوگران اور پاکیشیا کے درمیان ایک انتہائی اہم دفاعی معاہدہ ہونے والا ہے اور اسے محفوظ کرنے کی غرض سے اعلیٰ سطح پر یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اس معاہدے کو وزارت دفاع کی بجائے وزارت خارجہ کے تحت مکمل کیا جائے تاکہ اگر اس معاہدے کے خلاف کوئی گروہ کام کر رہا ہو تو وہ وزارت دفاع کو ہی ٹٹولتا رہ جائے ۔ میں یہ سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا تھا کہ اب میں کیا کروں ۔ میرے تو غیر اہم مسودات دوسروں تک پہنچ جاتے ہیں تو اس قدر اہم دفاعی معاہدے کا

کیا ہوگا۔ میں انکار بھی نہ کر سکتا تھا اور کسی کو بتا کر اپنی سبکی بھی نہ کرا سکتا تھا۔ اس لئے میں نے استعفے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن پھر تمہاری آمد اور تمہاری باتوں نے مجھے حوصلہ دے دیا مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد تمہاری ذات پر اندھا اعتماد ہے کہ جو معاملہ تمہارے ہاتھ میں پہنچ گیا وہ یقیناً درست ہو جائے گا اور دیکھو وہی ہوا میں فیروزہ کے بارے میں تو تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ کہ وہ ایسا بھی کر سکتی ہے۔" سر سلطان نے کہا۔

"یہ کس قسم کا معاہدہ ہے۔ اس کی ذرا تفصیل بتائیں۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"تفصیل کا تو مجھے فی الحال علم نہیں ہے کیونکہ اس کی بریفنگ ابھی سیکرٹری دفاع کی طرف سے مجھے نہیں ملی۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ معاہدہ سپیشل میزائلوں کی ٹیکنالوجی شوگران سے پاکیشیا منتقلی کے بارے میں ہے۔" سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اتنا ہی کافی ہے۔ آپ ایسا کریں کہ صدر مملکت کو کہہ دیں کہ ایکسٹو نے اس کیس پر کام کرنے کی حامی بھر لی ہے اور بس۔" عمران نے کہا تو سر سلطان نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا تو عمران نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسے فیروزہ اور اس کے دو غیر ملکی دوستوں کے کامیاب اغوا اور پھر ان کے بحفاظت رانا ہاؤس پہنچنے کی اطلاع صبح سویرے مل گئی تھی لیکن وہ اس لئے ابھی تک رانا ہاؤس نہیں گیا تھا کہ کل اس نے کافی دیر تک فیروزہ کے

باکس سے حاصل ہونے والے قلم میں موجود مشین پر دانش منزل میں کام کیا تھا۔ لیکن اس چھوٹی سی مشین کی ساخت اس قدر پیچیدہ تھی کہ عمران ٹکریں مار لینے کے باوجود اس کو کماحقہ طور پر نہ سمجھ سکا تھا چنانچہ آخر کار اس نے اسے سرداور کو دینے کا فیصلہ کیا اور پھر خود رات کو جا کر لیبارٹری میں اسے سرداور کو دے آیا تھا اور سرداور نے وعدہ کیا تھا کہ صبح وہ سب سے پہلے اس پر کام کریں گے اور اب عمران ان کی رپورٹ کے انتظار میں فلیٹ پر موجود تھا کیونکہ سرداور کے پاس فلیٹ کا ہی فون نمبر تھا۔

اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) سپیکنگ۔" عمران نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

"داور بول رہا ہوں علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) صاحب۔" دوسری طرف سے سرداور کی شگفتہ سی آواز سنائی دی اور عمران ان کے اس خوبصورت طنز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ارے ارے آپ میں سمجھا کوئی قرض خواہ ہے۔ اس لئے میری ڈگریاں سن کر مرعوب ہو جائے گا اور قرضہ واپس مانگنے سے باز رہے گا اب مجھے کیا معلوم تھا کہ فون اس شخصیت نے کیا ہے جو خود یہ ساری ڈگریاں بانٹتی رہتی ہے۔ اس لئے اب ڈگریاں واپس اور خالی خولی علی عمران حاضر ہے جناب۔" عمران نے جواب دیا اور سرداور بے اختیار

ہنس پڑے ۔

"تمہاری ڈگریاں سن کر واقعی آدمی مرعوب ہو جاتا ہے ۔ خاص طور پر جب تم باقاعدہ ڈی ۔ ایس ۔ سی اور آکسن کا حوالہ بھی دیتے ہو ۔" سرداور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"خالی ڈی ۔ ایس ۔ سی کہنے سے رعب نہیں پڑتا ۔ اصل میں یہ درمیان میں جو "ایس" آجاتا ہے اس نے سارا کام خراب کر دیا ہے ۔ ورنہ یہ نہ ہوتا اور میں کہتا کہ علی عمران ڈی ۔ سی سپیکنگ ۔ تب بھی کچھ نہ کچھ رعب پڑجاتا کہ ڈی سی صاحب ہیں ۔ چلو قرضہ نہیں دے سکتے تو کہیں دوچار ایکڑ کا تجارتی پلاٹ ہی الاٹ کر دیں گے ۔" عمران نے معصوم سے لہجے میں جواب دیا اور سرداور ایک بار پھر ہنس پڑے ۔

"اچھا سنو میں نے اس قلم پر تحقیقات مکمل کر لی ہیں یہ واقعی ایک حیرت انگیز ایجاد ہے ۔ اس کے اندر تحریر محفوظ ہو جاتی ہے ۔ لیکن تحری کو دوبارہ صفحہ قرطاس پر لانے کے لئے ایک بہت بڑے آپریٹنگ پلانٹ کی ضرورت پڑتی ہے ۔ یہ مشین دراصل خلائی جہازوں میں خ بازوں کے استعمال کے لئے ایجاد کی گئی تھی ۔ تاکہ خلا باز اس مشین کو اپنے قلم میں رکھ کر اپنے تاثرات و مشاہدات لکھیں تو یہ تحریر خلا جہاز کے اندر لگے ہوئے آپریٹنگ پلانٹ کی وجہ سے براہ راست خلا مرکز میں پہنچتی رہے ۔ ایسے سرکاری دفتروں میں استعمال ہونے وا قلم میں اس کا استعمال پہلی بار میری نظروں سے گذرا ہے جس نے بھ یہ آئیڈیا سوچا ہے وہ یقیناً انتہائی ذہین ترین آدمی ہو گا ۔ تفصیلی رپور

اگر تم چاہو تو شام کو تمہارے فلیٹ پر بھجوا دوں گا ۔" سرداور نے اصل بات پر آتے ہوئے کہا۔

"نہیں مجھے دراصل اپنے آئیڈیئے کی کنفرمیشن چاہئے تھی اور وہ آپ نے کر دی ۔ میرے لئے اتنا ہی کافی ہے ۔ آپ اس مشین کو فی الحال اپنے پاس رکھیے ۔ اس پر پھر تفصیل سے بات ہو گی ۔" عمران نے کہا۔

"او کے ۔ خدا حافظ ۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا اور پھر کرسی سے اٹھ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ لباس وہ ناشتے سے پہلے ہی تبدیل کر چکا تھا اس لئے سلیمان کو دروازہ بند کرنے کا کہہ کر وہ سیڑھیاں اترتا ہوا فلیٹ سے نیچے آیا اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیز رفتاری سے رانا ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی ۔

"کیا حال ہے مہمانوں کا ۔" عمران نے کار رانا ہاؤس کے وسیع وعریض پورچ میں روک کر نیچے اترتے ہوئے برآمدے میں کھڑے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بالکل آرام سے ہیں ماسٹر ۔" جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اتنی دیر میں جوزف بھی پھاٹک بند کر کے واپس پہنچ گیا تھا ۔

"باس .... ٹائیگر کا فون آیا تھا ۔ وہ آپ کے بارے میں پوچھ رہا تھا ۔ اس نے ایک فون نمبر بھی لکھوایا ہے کہ اگر باس کوئی بات کرنا چاہیں تو وہ اس فون نمبر پر موجود ہو گا ۔" جوزف نے کہا اور ساتھ ہی ایک فون نمبر بھی دوہرا دیا ۔

"ٹھیک ہے۔ کر لوں گا فون۔ اب تم تفصیل سے رپورٹ دو جوانا کہ کس طرح انہیں اغوا کیا گیا۔" عمران نے اندرونی حصے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور جوانا نے پوری تفصیل سے بتانا شروع کر دیا کہ کس طرح وہ رات کا انتظار کرتے رہے۔ پھر ٹائیگر اور وہ دونوں نوکروں کے لئے بنے ہوئے حصے سے حویلی کے اندر داخل ہوئے اور کس طرح انہوں نے ان کو اغوا کیا اور کار میں ڈال کر لے آئے۔

"باس .... ٹائیگر نے مجھے مہمان خانے بھجوایا تھا تاکہ میں ان دونوں غیر ملکیوں کو بے ہوش کر کے اٹھا لاؤں۔ ٹائیگر صاحب نے بے ہوش کر دینے والی گیس ٹیوب بھی مجھے دے دی تھی۔ لیکن وہاں ایک غیر ملکی اپنے کمرے میں موجود تھا جبکہ دوسرے کا کمرہ خالی تھا۔ میں ایک کو اٹھا کر باہر لے آیا تو اس وقت ٹائیگر بھی وہاں پہنچ گیا اس نے دوسرے غیر ملکی کو اٹھایا ہوا تھا۔ اس نے بتایا کہ یہ دوسرا غیر ملکی فیروزہ کی خواب گاہ میں موجود تھا اور وہ اسے بے ہوش کر کے لے آیا ہے اور پھر وہ خود ہی مجھے ان کا خیال رکھنے کا کہہ کر فوراً واپس چلا گیا اور فیروزہ کو اٹھا لایا۔" جوانا نے مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"جوزف۔" عمران نے پاس کھڑے ہوئے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔" جوزف نے چونک کر جواب دیا۔

"فون کر کے ٹائیگر کو بلاؤ۔ اسے کہو کہ وہ فوراً آ جائے اور پھر جب وہ آئے تو اسے میرے پاس لے آؤ۔" عمران نے کہا اور جوزف سر ہلاتا

ہوا تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ماسٹر اس غیر ملکی جسے ٹائیگر لے آیا تھا۔ اس سے ایک عجیب سی ساخت کا کیمرہ بھی ملا ہے اور ٹائیگر کے بقول یہ کیمرہ اس غیر ملکی کے ہاتھ میں تھا اور وہ بیڈ پر ساکت پڑی ہوئی فیروزہ کا لباس اتارنا چاہتا تھا کہ ٹائیگر نے اسے بے ہوش کر دیا۔" جوانا نے کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیمرہ اور وہ فیروزہ کا لباس اتارنا چاہتا تھا۔ کیا مطلب۔ اوہ کہاں ہے وہ کیمرہ۔" عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں لے آتا ہوں۔" جوانا نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران کی پیشانی پر شکنیں سی پھیل گئی تھیں۔ یہ واقعی اس کے لئے ایک نئی بات تھی۔ تھوڑی دیر بعد جوانا واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا باکس تھا۔

"ماسٹر یہ مخصوص ساخت کا کیمرہ ہے۔ جو انتہائی کم سے کم روشنی میں انتہائی واضح تصویریں بناتا ہے۔ اکثر ایسے کیمرے ایکریمیا میں وہ لوگ استعمال کرتے ہیں جو کسی عورت کو بلیک میل کرنے کے لئے اس کی تصویریں بناتے ہیں۔" جوانا نے کیمرہ عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کیمرہ لیا اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا وہ ایسے مخصوص ساخت کے کیمروں کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا۔

"اس سے فوٹو ایک بھی نہیں بنایا گیا۔" عمران نے اس کا ڈائل

دیکھتے ہوئے کہا جس پر ایک کا ہندسہ موجود تھا۔

"یس ماسٹر۔ میرا خیال ہے کہ یہ غیر ملکی اس لڑکی فیروزہ کے عریاں فوٹو بنانا چاہتا تھا۔ تاکہ اسے بعد میں بلیک میل کیا جا سکے۔ لیکن اس سے پہلے ٹائیگر وہاں پہنچ گیا۔" جوانا نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں اسے اچھی طرح چیک کر لوں۔ ٹائیگر کو یہیں بٹھاؤ میں آ رہا ہوں۔" عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا رانا ہاؤس کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانوں کی طرف بڑھ گیا۔ مخصوص لیبارٹری میں پہنچ کر اس نے اس کیمرے اور اس میں موجود فلم کا تفصیل سے تجزیہ کیا۔ کیمرے میں واقعی انتہائی حساس قسم کی مخصوص فلم موجود تھی لیکن وہ بالکل صاف تھی۔ اس نے کیمرے اور فلم کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد کیمرہ اور فلم وہیں چھوڑی اور وہاں سے واپس سٹنگ روم میں پہنچا تو ٹائیگر پہنچ چکا تھا۔ اس نے اٹھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"بیٹھو اور مجھے بتاؤ کہ تم جب فیروزہ کی خواب گاہ میں پہنچے تو وہاں کیا صورت حال تھی۔ پوری تفصیل بتاؤ۔" عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس ...... میں اور جوانا جب وہاں پہنچے تو میں نے حویلی میں کام کرنے والے ملازم کو اغوا کر لیا اور پھر اس سے حویلی کی اندرونی سچوئشن محافظوں اور چوکیداروں، مہمان خانہ، دو غیر ملکی مہمانوں اور فیروزہ کی خواب گاہ وغیرہ کے بارے میں پوری تفصیلات معلوم کر لی تھیں۔

اس ملازم کو مجھے مجبوراً ختم کرنا پڑا۔ پھر ہم آدھی رات تک انتظار کرتے رہے۔ آدھی رات کے بعد میں اور جوانا پائیں باغ کے ساتھ باہر موجود ایک درخت پر چڑھ گئے۔ ہمیں معلوم تھا کہ پائیں باغ میں دو مسلح محافظ ساری رات پہرہ دیتے ہیں اور مس فیروزہ کی خواب گاہ کی عقبی کھڑکی بھی اس پائیں باغ میں ہی پڑتی ہے۔ یہ درخت ایسی جگہ پر تھا جہاں سے ہم ان محافظوں پر کود کر انہیں آسانی سے کور کر سکتے تھے۔ لیکن جب ہم درخت پر پہنچے تو ہم نے وہاں ایک مسلح محافظ کو دیکھا ہم سمجھے کہ دوسرا محافظ کہیں گیا ہوگا اور ابھی واپس آ جائے گا۔ ہم اس کے انتظار میں رک گئے۔ کہ اچانک ایک غیر ملکی پائیں باغ میں نمودار ہوا محافظ اس کے پاس گیا اس سے باتیں کیں اور پھر واپس اپنی جگہ پر آ گیا غیر ملکی پائیں باغ میں اس طرح ٹہلنے لگا جیسے چہل قدمی کے لئے نکلا ہو۔ دوسرا محافظ بھی ابھی تک وہاں نہ پہنچا تھا۔ پھر ابھی ہم ایکشن میں آنے کا سوچ ہی رہے تھے کہ اچانک غیر ملکی محافظ کے قریب گیا۔ اس نے محافظ سے کچھ کہا تو محافظ واپس مڑنے لگا۔ اس غیر ملکی نے اسے پھر کچھ کہا تو محافظ جاتے جاتے مڑا ہی تھا کہ اچانک لڑکھڑا کر اس غیر ملکی کے بازوؤں میں آ گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا غیر ملکی نے اسے ایک جھاڑی کے پیچھے لٹا دیا اور پھر وہ مس فیروزہ کی خواب گاہ کی کھلی کھڑکی سے اندر کود گیا اور اس نے کھڑکی اندر سے بند کر دی اس پر ہم دونوں نیچے اترے۔ میں نے جوانا کو دوسرے غیر ملکی کو کور کرنے کے لئے مہمان خانے بھجوا دیا۔ جس کا راستہ ادھر سے قریب پڑتا تھا اور خود میں

دوسری طرف گلی میں آیا تو میں نے وہاں باتھ روم کی فرنچ ونڈو کو کھلا
دیکھا اور وہی غیر ملکی اس ونڈو کے ساتھ منہ لگائے کھڑا زور زور سے
سانس لے رہا تھا۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ اس غیر ملکی نے مس فیروزہ
کی خواب گاہ میں یقیناً بے ہوشی کی گیس پھیلا دی ہے اور خود سانس
لینے کے لئے باتھ روم میں آگیا ہے۔ میں سائیڈ پر چھپ کر کھڑا ہو گیا۔
تھوڑی دیر بعد وہ غیر ملکی مڑا اور کھڑکی کھلی چھوڑ کر چلا گیا۔ میں اسی
کھڑکی کے راستے اندر داخل ہوا۔ باتھ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔
میرے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل موجود تھا۔ جب میں
باتھ روم کے دروازے پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ بیڈ پر مس فیروزہ ب
حس و حرکت لیٹی ہوئی تھی اور وہ غیر ملکی جیب سے ایک باکس ن
کیمرہ نکال کر اسے ایڈجسٹ کر رہا تھا ساتھ ہی اس کی خود کلامی کے
انداز میں بڑبڑاہٹ سنائی دی۔ جس کے یہ چند الفاظ میری سمجھ م
آئے کہ جب یہ فوٹو تمہارے سامنے آئیں گے تو تم چاہے جس قدر بھ
چالاک اور عیار کیوں نہ ہو۔ تمہیں یا تو خود کشی کرنا ہو گی یا سرنڈ
کرنا ہو گا۔ اس کے ساتھ ہی اس غیر ملکی نے مس فیروزہ کے جسم
موجود لباس اترنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو میں نے اس پر گیس فائر کر د
اور وہ لڑکھڑا کر مس فیروزہ کے اوپر ہی گر پڑا۔ میں باتھ روم کا دروا
بند کر کے کھلی فرنچ ونڈو میں آکر لگ گیا۔ تاکہ تازہ ہوا لے سکوں
پھر جب گیس فائر کے اثرات ختم ہوئے تو میں دوبارہ کمرے میں گی
وہ دونوں اسی طرح ساکت پڑے ہوئے تھے۔ میں نے خواب گاہ وا

عقبی کھڑکی کھولی اور اس غیر ملکی کو اٹھا کر کھڑکی سے کودا اور عقبی
دروازے سے اسے اس ملازم کے کوارٹر میں لے گیا۔ جس پر ہم نے
قبضہ کر رکھا تھا۔ جوانا اس دوران دوسرے غیر ملکی کو بے ہوش کر
کے لے آچکا تھا۔ میں دوبارہ گیا اور مس فیروزہ کو اٹھا کر لے آیا اور پھر
اس کوارٹر کے بیرونی دروازے سے ہم باہر آگئے۔ جوانا نے دونوں غیر
ملکیوں کو اٹھا لیا تھا میں نے مس فیروزہ کو اور ایک طرف کھڑی کار میں
ڈال کر ہم انہیں رانا ہاؤس لے آئے........" ٹائیگر نے پوری تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ اور مجھے دکھاؤ کہ دونوں میں سے کونسا غیر ملکی
فوٹو گرافی کرنا چاہتا تھا۔" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور
تھوڑی دیر بعد وہ ایک تہہ خانے میں پہنچ گئے جہاں تین علیحدہ علیحدہ
سٹریچروں پر فیروزہ اور وہ غیر ملکی لیٹے ہوئے تھے۔

"یہ ہے جناب........" ٹائیگر نے ایک غیر ملکی کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہیں کہا تھا کہ ہوٹل سے ان کے حلیے وغیرہ معلوم کر
لینا کیا ان کے حلیے وہی ہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"حلیے معلوم نہیں ہو سکے کیونکہ یہ لوگ وہاں تھوڑی دیر ٹھہرے
تھے۔" ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کی تلاشی لی ہے تم نے۔" عمران نے مڑ کر جوزف اور جوانا
سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس باس اس غیر ملکی کی جیب سے ایک گیس سپرے پمپ نکلا ہے اور بس ۔" جوزف نے جواب دیا اور عمران نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ ساری بات سمجھ گیا ہو ۔ چونکہ انہیں آدھی رات کے وقت اغوا کیا گیا تھا اس لئے انہوں نے جیبوں کا سامان بھی نکال کر اپنے سامان میں رکھ دیا ہوگا اور سامان ساتھ نہ لایا گیا تھا ۔ ایک غیر ملکی تو نائٹ سوٹ میں ملبوس تھا ۔ جبکہ وہ غیر ملکی جس کی طرف ٹائیگر نے اشارہ کیا تھا وہ البتہ سوٹ میں ملبوس تھا ۔

" اس غیر ملکی کو چھوٹے کمرے میں لے آؤ جوانا ۔" عمران نے اس غیر ملکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس کی نشاندہی ٹائیگر نے کی تھی اور جوانا نے آگے بڑھ کر اس غیر ملکی کو سٹریچر سے اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور عمران کے پیچھے چلتا ہوا دوسرے چھوٹے کمرے میں آ گیا پھر عمران کے کہنے پر اس نے اسے ایک راڈز والی کرسی پر بٹھا کر راڈز سے جکڑ دیا ۔ ٹائیگر اور جوزف بھی وہاں ساتھ ہی آ گئے تھے ۔

" کون سی گیس سے اسے بے ہوش کیا تھا ۔" عمران نے اس کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے ٹائیگر سے پوچھا ۔

" ایس تھری سے باس ۔ میں نے جوانا کو بتا دیا تھا ۔" ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" میں نے اس کا انٹی گیس جیب میں رکھا ہوا ہے ۔" جوانا نے جیب سے نیلے رنگ کی بوتل نکالتے ہوئے کہا ۔

" اسے ہوش میں لے آؤ ۔" عمران نے کہا اور جوانا نے آگے بڑھ کر

بوتل کا ڈھکنا کھولا اور شیشی کا دہانہ اس غیر ملکی کی ناک سے لگا دیا ۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور ڈھکنا بند کر کے اسے واپس جیب میں ڈال لیا ۔ اور پھر پیچھے ہٹ کر جوزف کے ساتھ کھڑا ہو گیا ۔ چند لمحوں بعد غیر ملکی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے اور پھر اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں ۔ اس نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھا اور کرسی سے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی ۔

" کیا نام ہے تمہارا ۔" عمران نے سرد لہجے میں پوچھا ۔

" ڈڈ ۔ ڈانلڈ ۔ مم ۔ مم ۔ مگر ۔ یہ کیا ہے ۔ میں کہاں ہوں ۔ تم کون ہو ۔" غیر ملکی کے لہجے میں شدید حیرت تھی ۔

" تم مس فیروزہ کے خلاف بلیک میلنگ سٹف کیوں تیار کرنا چاہتے تھے ۔" عمران کا لہجہ اسی طرح سرد تھا ۔

" بلیک میلنگ سٹف کیا مطلب ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم ۔" ڈانلڈ نے چونک کر کہا ۔

" تمہارا مخصوص کیمرہ بھی میرے پاس موجود ہے اور تمہارے وہ فقرے بھی ٹیپ شدہ موجود ہیں جو تم نے مس فیروزہ کا لباس اتارنے سے پہلے بولے تھے ۔" عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا ۔

" مم ۔ مم ۔ میں تو پیشہ ور فوٹو گرافر ہوں ۔ دنیا کے مشہور رسالے پلے بوائے کو بھی تصویریں بھجواتا رہتا ہوں اور اگر کوئی تصویر پلے بوائے میں چھپ جائے تو لاکھوں ڈالر معاوضہ مل جاتا ہے مس فیروزہ کا جسمانی تناسب ایسا تھا کہ مجھے یقین تھا کہ اگر مس فیروزہ کی عریاں

تصاویر پلے بوائے کو بھجوائی جائیں تو وہ یقیناً شائع ہو جائیں گی اور پھر مجھے لمبی رقم مل جائے گی۔ مس فیروزہ تو یہاں پاکیشیا میں رہتی ہیں اور وہ رسالہ اول تو ایکریمیا میں چھپتا ہے۔ پھر میں تصویریں بھی اس طرح بناتا کہ مس فیروزہ کا چہرہ پہچانا بھی نہ جاتا۔ اس طرح مس فیروزہ کو بھی کوئی نقصان نہ ہوتا۔ اس لئے میں نے مس فیروزہ کو بے ہوش کیا اور پھر ان کی تصویریں اتارنا ہی چاہتا تھا کہ مجھے بے ہوش کر دیا گیا اور اب میری آنکھ یہاں کھلی ہے۔" ڈانلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"کہانی تو تم نے واقعی قابل قبول سنائی ہے۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ یہ کہانی غلط ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم سچ سچ بتا دو۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جو سچ تھا وہ میں نے بتا دیا ہے۔" ڈانلڈ نے جواب دیا۔

"ٹائیگر ڈانلڈ نے کس ہاتھ سے مس فیروزہ کا لباس اتارنے کی کوشش کی تھی۔" عمران نے سائیڈ پر موجود ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"بائیں ہاتھ سے باس۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"جوانا اس کے بائیں ہاتھ کی انگلیاں ایک ایک کر کے توڑ دو۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا اور جوانا بجلی کی سی تیزی سے ڈانلڈ کی طرف بڑھا اور پھر کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی کمرہ ڈانلڈ کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخوں سے گونج اٹھا وہ درمیان میں بے ہوش بھی

ہوا مگر جوانا اپنے کام میں مصروف رہا اور پھر وہ خود ہی ہوش میں آگیا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو گیا تھا اور جسم پسینے سے مکمل طور پر بھیگ گیا تھا۔

"یہ تو ابھی ابتدا ہے۔ اس طرح تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑی جا سکتی ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ جو سچ ہے وہ بتا دو۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"م۔ م میں سچ کہہ رہا ہوں میں۔" ڈانلڈ نے تکلیف کی شدت سے کرسی کی پشت سے سر مارتے ہوئے کہا۔

"جوانا خنجر نکالو اور جب تک میں نہ روکوں اس کے جسم پر زخم ڈالتے جاؤ اور جوزف تم جا کر سرخ مرچوں والا جار اٹھا لاؤ تاکہ ڈانلڈ کو بھی معلوم ہو سکے کہ سچ اور جھوٹ میں کیا فرق ہوتا ہے۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس۔" جوزف نے کہا اور تیزی سے ایک سائیڈ میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ ادھر جوانا نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور ڈانلڈ کی طرف بڑھنے لگا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں رک جاؤ۔" یکلخت ڈانلڈ نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور عمران نے ہاتھ کے اشارے سے جوانا کو روک دیا۔

"دیکھو ڈانلڈ سچ بولنے سے شاید تمہاری جان بچ جائے۔ اس لئے جو کچھ سچ ہے وہ بتا دو۔" عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے مچ نے یہ کام دیا ہے۔ میرا تعلق ایک گروہ سے ہے جس کا نام موگابی ہے۔ ہم بلیک میلنگ کا دھندہ کرتے ہیں۔ میرا کام عورتوں سے دوستی اور محبت کا چکر چلا کر ان کے خلاف بلیک میلنگ سٹف تیار کرنا ہے۔ مجھے اس کام میں ماہر سمجھا جاتا ہے۔ ایکریمیا کی انتہائی دولت مند عورتوں کو میں ہی شکار کرتا ہوں مچ کا تعلق بھی بلیک میلنگ کے کاروبار سے ہے لیکن وہ عورتوں کی بجائے سیاست دانوں اور اعلیٰ حکام وغیرہ کو بلیک میل کرنے کا دھندہ کرتا ہے۔ اس کی میری اچانک ملاقات ہوئی اور پھر اس نے مجھے یہ کام دیا کہ میں پاکیشیا جا کر مس فیروزہ سے ملوں اور اس سے دوستی کر کے اس کے خلاف بلیک میلنگ سٹف تیار کر کے اسے پہنچا دوں۔ رابرٹ ایکریمیا میں مس فیروزہ کا دوست ہے۔ یہ منشیات کے دھندے میں ملوث ہے اس لئے رابرٹ کو میرے ساتھ بھیجا گیا تاکہ اس کے ذریعے میں فیروزہ سے تعارف حاصل کر سکوں۔ چنانچہ رابرٹ نے یہاں آ کر معلوم کیا تو مس فیروزہ اپنے باپ کے ساتھ پریذیڈنٹ ہاؤس میں تھی۔ رابرٹ نے وہاں فون کیا تو مس فیروزہ ہوٹل آ گئیں اس کے تعلقات رابرٹ سے بے حد گہرے ہیں۔ چنانچہ وہ رابرٹ اور مجھے لے کر حویلی آ گئی لیکن میں نے اپنے تجربے سے فوراً ہی اس بات کو محسوس کر لیا تھا کہ مس فیروزہ ویسے تو انتہائی بے باک عورت ہے لیکن وہ ایک خاص حد سے نہ آگے خود بڑھتی ہے اور نہ کسی کو بڑھنے دیتی ہے۔ اس لئے میرا وہ طریقہ کار کہ پہلے عورت سے گہرے تعلقات قائم کئے جائیں اور پھر ان

تعلقات کے چکر میں بلیک میلنگ سٹف خفیہ طور پر تیار کیا جائے یہاں کام نہیں آ سکتا اور پھر اس حویلی کا ماحول ایسا تھا کہ یہاں آزادانہ کام نہ کیا جا سکتا تھا اور مس فیروزہ ڈنر کے بعد رابرٹ اور مجھے مہمان خانے میں چھوڑ کر واپس چلی گئی تھی۔ اس سے میں نے یہی فیصلہ کیا کہ مجھے فوری طور پر اپنا کام مکمل کر لینا چاہئے اور یہ کام ظاہر ہے اسے بے ہوش کر کے ہی کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے میں بے ہوش کر دینے والی گیس کا مخصوص سپرے پمپ اور کیمرہ لے کر اس کی خواب گاہ میں پہنچ گیا۔ اسے میں نے بے ہوش کر دیا۔ لیکن پھر اس سے پہلے کہ میں اپنا کام کرتا مجھے بے ہوش کر دیا گیا......" ڈانلڈ نے رک رک کر اور تکلیف بھرے لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ اس بار اس نے سچ بولا ہے۔

"اس مچ کا پورا پتہ۔ فون نمبر وغیرہ وغیرہ بتاؤ تاکہ تمہاری بات کی تصدیق کی جا سکے۔" عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"اس نے مجھے کہا تھا کہ میں ناراک کے بدنام ترین کلب جگوٹ میں فون کر کے صرف اتنا کہوں کہ لیفٹ رائٹ سے بات کرنی ہے۔ تو میری بات اس سے کرا دی جائے گی۔ اس کے علاوہ میں اس کے بارے میں اور کچھ نہیں جانتا۔" ڈانلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں چیک کر لیتا ہوں۔" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"مم......... مم مجھے تو کھول دو۔ اب تو میں نے تمہیں سب کچھ بتا

دیا ہے۔" ڈانلڈ نے منت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن عمران کوئی جواب دیئے بغیر اس کمرے سے باہر آگیا۔ ٹائیگر۔ جوزف اور جوانا بھی اس کے ساتھ ہی آگئے۔

"اب اس رابرٹ کو سٹریچر سے اٹھا کر کرسی پر جکڑ دو اور اسے ہوش میں لے آؤ۔" عمران نے بڑے کمرے میں پہنچ کر ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد اس کے حکم کی تعمیل کر دی گئی۔

"مم۔ مم میں کہاں ہوں۔ یہ۔ یہ کونسی جگہ ہے۔ کون ہو تم۔" رابرٹ نے ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر جیسے ہی اس کی گھومتی ہوئی نظریں سٹریچر پر بے ہوش پڑی مس فیروزہ پر پڑیں تو وہ بے اختیار اچھل سا پڑا۔

"تمہارا نام رابرٹ ہے اور تمہارا تعلق منشیات کے کسی گروہ سے ہے تم فیروزہ کے دوست ہو اور مچ کے کہنے پر تم ڈانلڈ کو اپنے ساتھ لے آئے ہو تاکہ تم فیروزہ سے اس کا تعارف کراؤ۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا اور رابرٹ بے اختیار چونک پڑا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ یہ مچ اور منشیات کا کیا مطلب۔ میں تو ایکریمیا کی سرنج بنانے والی ایک کمپنی کا ایجنٹ ہوں اور بزنس ٹور پر یہاں آیا ہوں۔ مس فیروزہ وہاں ایکریمیا میں میری دوست تھیں۔ ڈانلڈ سیاح ہے جہاز میں اس سے ملاقات ہوئی تو اس سے دوستی ہو گئی اور میں نے اسے فیروزہ سے ملوا دیا۔" رابرٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جوزف۔" عمران نے اس بار جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔" جوزف نے چونک کر کہا۔

"مسٹر رابرٹ کا دایاں جبڑا توڑ دو۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا اور جوزف تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے کمرہ رابرٹ کے حلق سے نکلنے والی خوفناک چیخ سے گونج اٹھا۔ جوزف کا بھرپور پنچ اس کے جبڑے پر پڑا تھا اور پھر کڑک کی آواز کے ساتھ ہی رابرٹ کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔ واقعی جبڑا ٹوٹ گیا تھا اور رابرٹ کی گردن ڈھلک گئی تھی۔

"ہوش میں لے آؤ۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا تو جوزف نے ایک اور پنچ مار دیا اور رابرٹ بری طرح چیختا ہوا ہوش میں آگیا۔ اس کا جسم کرسی کے راڈز میں پھنسا ہوا پھڑپھڑا رہا تھا۔ چہرے کے خدوخال بگڑ گئے تھے۔

"اب اگر بول سکتے ہو تو بتاؤ کہ جو کچھ میں نے پوچھا ہے وہ درست ہے یا نہیں۔ ورنہ دوسری صورت میں تم بے کار ہو چکے ہو کیوں نہ تمہیں گولی مار دی جائے۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"بب بب بتاتا ہوں۔ ہاں یہ سچ ہے۔ مجھے مچ نے بھیجا تھا تاکہ میں ڈانلڈ کا تعارف فیروزہ سے کرا دوں۔ اس نے مجھے اس کے بدلے میں بھاری رقم دی تھی۔" رابرٹ نے رک رک کر اور بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ جبڑا ٹوٹ جانے کی وجہ سے نہ صرف اس کی آواز بدل گئی تھی بلکہ وہ پوری طرح بول بھی نہ پا رہا تھا۔ لیکن شاید جان کے خوف سے وہ اس حالت میں بھی بولنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

"منج کے بارے میں پوری تفصیل بتاؤ......" عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"بہت مشہور بلیک میلر ہے۔ اس کا اپنا بہت بڑا گروپ ہے ناراک میں بدنام ترین کلب جگوٹ کلب میں اٹھتا بیٹھتا ہے۔ بس اس سے زیادہ مجھے اس کا علم نہیں ہے۔" رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جوانا مسٹر رابرٹ کو خواہ مخواہ تکلیف ہو رہی ہے انہیں تکلیف سے نجات دلا دو اور ٹائیگر تم مس فیروزہ کو اٹھا کر کرسی پر جکڑ دو اور اسے ہوش میں لے آؤ۔" عمران نے کہا اور جوانا نے ایک ہاتھ رابرٹ کے کندھے پر اور دوسرا اس کے سر پر رکھا اور دوسرے لمحے کڑاک کی آواز کے ساتھ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔ رابرٹ کے حلق سے بھنچی بھنچی سی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی وہ ختم ہو گیا۔ جوانا اس طرح پیچھے ہٹ گیا جیسے اس نے رابرٹ کو ہلاک نہ کیا ہو بلکہ واقعی اس کی مدد کی ہو۔ ٹائیگر نے فیروزہ کو اٹھا کر دوسری کرسی پر بٹھایا اور پھر جوزف کی مدد سے اس نے اسے راڈز میں جکڑ دیا۔

"باس۔ اس پر پہلے ڈانلڈ نے گیس سپرے کی تھی پھر میں نے ڈانلڈ پر گیس سپرے کی تو اس کے اثرات بھی اس پر ضرور ہوئے ہونگے۔" ٹائیگر نے کہا۔

"وہ سپرے پمپ کہاں ہے۔ جو ڈانلڈ کی جیب سے نکلا تھا۔ وہ لے آؤ۔" عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ

گیا۔

"میں بھی ماسک میک اپ کر لوں کیونکہ فیروزہ مجھے پہچانتی ہے۔" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل آیا۔ وہ سائیڈ میں موجود ایک چھوٹے سے کمرے میں گیا۔ اس نے وہاں ایک الماری میں موجود ماسک میک اپ کا بڑا باکس کھولا اور اس میں سے ایک ماسک نکال کر اس نے چہرے پر چڑھایا اور پھر دونوں ہاتھوں سے اسے تھپتھپانے لگا چند لمحوں بعد جب اس کے ہاتھ رکے تو اس کا چہرہ یکسر بدل چکا تھا ماسک کے ساتھ چونکہ وگ بھی موجود تھی۔ اس لئے اب عمران ایکریمی نظر آنے لگا تھا۔ عمران نے باکس بند کر کے الماری بند کی اور پھر واپس مڑ کر وہ اس کمرے میں آگیا جہاں فیروزہ موجود تھی۔ اس کے کرسی پر بیٹھتے ہی جوزف نے ایک چھوٹا سا سپرے پمپ عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اسے سونگھا اور پھر جلدی سے پرے ہٹا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ وہی عام سی گیس ہے جو ٹائیگر نے استعمال کی تھی جوانا تم وہ بوتل لگاؤ اس کی ناک سے۔ چند لمحے مزید لگی رہنے دینا یہ ہوش میں آجائے گی۔" عمران نے کہا اور جوانا نے جیب سے وہی بوتل نکالی جس سے اس نے پہلے ڈانلڈ کو ہوش دلایا تھا اور فیروزہ کی طرف بڑھ گیا۔

"تم اب جا سکتے ہو اور جوزف تم بھی باہر ٹھہرو۔" عمران نے ٹائیگر اور جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور دونوں خاموشی سے مڑے اور کمرے

سے باہر نکل گئے جوانا نے بوتل کا ڈھکنا ہٹایا اور اسے فیروزہ کی ناک سے لگا کر کچھ دیر بعد اسے ہٹایا اور ڈھکنا بند کر کے اسے جیب میں ڈالا اور پیچھے ہٹ گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد فیروزہ کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے اور پھر اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس کے منہ سے بے اختیار کراہ سی نکلی۔ دوسرے لمحے وہ انتہائی حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں تھے اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں ساتھ ہی کرسی پر موجود رابرٹ کی لاش پر پڑیں اس نے بے اختیار اچھلنے کی کوشش کی۔ لیکن راڈز میں جکڑی ہونے کی وجہ سے ظاہر ہے وہ صرف کلبلا کر رہ گئی تھی۔

"یہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ میں کہاں ہوں۔ تم کون ہو۔" فیروزہ کے لہجے میں بے پناہ خوف عود کر آیا تھا۔ اس کے چہرے پر بھی شدید خوف کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ وہ حیرت اور خوف کے ملے جلے انداز میں سامنے کرسی پر بیٹھے عمران اور اس کے ساتھ کھڑے ہوئے جوانا کو دیکھ رہی تھی۔

"تم نے اپنے دوست رابرٹ کی لاش دیکھ لی ہے۔ مس فیروزہ۔" عمران نے ایکریمین لہجے اور آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم کون ہو۔ یہ میں کہاں ہوں۔ رابرٹ کو کس نے مارا ہے" فیروزہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"رابرٹ جو تمہارا دوست تھا وہ اپنے ساتھ ڈانلڈ کو لے آیا تھا او

ڈانلڈ کا مقصد تمہاری عریاں تصاویر بنا کر تمہیں بلیک میل کرنا تھا اگر ہیڈ کوارٹر ہوشیار نہ ہوتا تو ڈانلڈ جو تمہارے بیڈ روم میں پہنچ چکا تھا اور اس نے تمہیں بے ہوش کر کے تمہاری تصاویر بنانی شروع کر دی تھیں۔ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا۔ لیکن ہیڈ کوارٹر ہر طرف سے ہوشیار رہتا ہے۔ چنانچہ عین وقت پر ڈانلڈ اور رابرٹ دونوں کو اغوا کر لیا گیا اور رابرٹ کی لاش تمہارے سامنے ہے۔ جبکہ ڈانلڈ کی لاش دوسرے کمرے میں ہے۔ تمہیں بھی تمہاری حویلی سے اس لئے اغوا کیا گیا ہے تاکہ تمہیں اس بات کی سزا دی جا سکے کہ تم نے اس قدر لاپرواہی سے کام کیوں لیا ہے۔" عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"ہیڈ کوارٹر۔ تصاویر۔ بلیک میلنگ کیا مطلب...... یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔" فیروزہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران اس کے اس انداز پر بے اختیار مسکرا دیا وہ اس کے انداز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ فیروزہ عام لڑکی نہیں ہے بلکہ اس فیلڈ میں خاصی گھاگ اور تربیت یافتہ ہے۔

"تم ہوشیار اور تیز ایجنٹ ہو مس فیروزہ اور تمہیں ہیڈ کوارٹر نے یہ اطلاع بھی دے دی تھی کہ شوگران اور پاکیشیا کے درمیان انتہائی اہم دفاعی معاہدہ ہونے والا ہے۔ جس کی تفصیلات تم نے اس سپیشل قلم کے ذریعے حاصل کرنی ہے اس کے باوجود تم نے اس قدر لاپرواہی سے کام کیوں کیا ہے۔" عمران نے سر سلطان سے معلوم کی ہوئی بات کو اندازے سے آگے بڑھاتے ہوئے کہا اور فیروزہ کے چہرے پر یکلخت

شدید تذبذب کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"تم۔ تم کون ہو، تمہیں۔" فیروزہ بولتے بولتے رک گئی تھی۔

"میرا نام جیک ہے مس فیروزہ۔ کیا اب ساری بات بتا دینے کے باوجود تمہیں مزید کچھ پوچھنے کی ضرورت رہ گئی ہے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جیک۔ تم۔ مگر میں نے تو تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ تم۔ تم تمہارا نام بھی کبھی نہیں سنا۔" فیروزہ نے رک رک کر کہا۔

"ضروری تو نہیں ہے مس فیروزہ کہ تمہیں تمام سیٹ اپ کا علم ہو۔" عمران نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں۔ تم غلط کہہ رہے ہو۔ مم۔ مم میں تو اپنی حویلی میں اپنی خواب گاہ میں سو رہی تھی۔ میرا کسی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔" یکلخت فیروزہ نے لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔

"اس کا یہی مطلب لیا جائے مس فیروزہ کہ تم مخالف تنظیم سے مل چکی ہو۔ غداری پر اتر آئی ہو۔ جانتی ہو کہ غداری کی سزا کیا ہوتی ہے۔" عمران نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"غداری۔ کیسی غداری۔ کون سی مخالف تنظیم۔ تم آخر ہو کون۔ میں تو تمہاری کوئی بات بھی نہیں سمجھ سکی۔" فیروزہ نے کہا۔

"او کے۔ پھر رابرٹ کے ساتھ تمہاری لاش بھی کسی گٹر کے حوالے کرنی ہو گی۔" عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جوانا۔" عمران نے مڑ کر ساتھ کھڑے جوانا سے کہا۔

"یس ماسٹر۔" جوانا نے جواب دیا۔

"جس طرح رابرٹ کی گردن توڑی ہے اسی طرح مس فیروزہ کی گردن بھی توڑ دو۔" عمران کا لہجہ انتہائی سرد تھا۔

"یس ماسٹر۔ کوئی تکلیف نہ ہو گی یہ نازک سی گردن تو ایک جھٹکے میں ٹوٹ جائے گی۔" جوانا نے بے رحم سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا بڑا سا ایک ہاتھ فیروزہ کے کاندھے پر رکھا اور دوسرا ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ رک جاؤ۔" فیروزہ نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"خیال رکھنا جوانا۔ مس فیروزہ ہماری اہم ایجنٹ ہے۔ اسے تکلیف نہ ہو۔" عمران کا لہجہ انتہائی سرد تھا۔

"یس ماسٹر...... بالکل کوئی تکلیف نہ ہو گی۔ یہ نازک سی گردن تو پلک جھپکنے میں ٹوٹ جائے گی۔" جوانا نے بے رحم سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فیروزہ کے کاندھے اور سر پر رکھے ہوئے ہاتھوں کو آہستہ سے حرکت دی۔

"رک جاؤ۔ خدا کے لئے رک جاؤ۔ ٹھیک ہے مجھ سے لاپرواہی ہوئی ہے۔ رک جاؤ مجھے مت مارو۔ مجھے اعتراف ہے۔" یکلخت فیروزہ نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"واپس آ جاؤ جوانا...... اب مس فیروزہ کا ذہن کام کرنے لگ گیا ہے۔" عمران نے کہا اور جوانا نے اس طرح منہ بناتے ہوئے اپنے

ہاتھ ہٹائے جیسے اسے کسی پسندیدہ ترین کام سے جبراً روک دیا گیا ہو اور پھر وہ پیچھے ہٹ آیا۔ فیروزہ کا چہرہ پسینے سے بھیگ گیا تھا۔ چہرہ خوف کی شدت سے مسخ ہو چکا تھا۔

" تم۔ تم کون ہو .... کیا واقعی ٹاڈ کے آدمی ہو۔" فیروزہ نے ہکلاتے ہوئے کہا اور وہ لمبے لمبے سانس لے رہی تھی اور ٹاڈ کا نام سنتے ہی عمران بے اختیار چونک پڑا تھا۔

"جب تمہیں ساری تفصیل میں نے پہلے ہی بتا دی تھی تو پھر انکار کرنے کی وجہ۔" عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"م۔ م۔ میں تو صرف شک مٹانے کے لئے کہہ رہی تھی۔ کیونکہ میں نے پہلے کبھی تمہیں اور اس دیو کو نہیں دیکھا اور نہ ہی مادام مشوگی نے کبھی تمہارا ذکر کیا ہے۔ حالانکہ ٹاڈ کے ایک ایک آدمی سے میں اچھی طرح سے واقف ہوں اور جس معاہدے کا تم نے ذکر کیا ہے وہ میں ہیڈ کوارٹر بجھوا بھی چکی ہوں۔" فیروزہ نے کہا تو عمران ایک بار پھر چونک پڑا۔

"تم پھر پٹڑی سے اتر رہی ہو مس فیروزہ۔ ابھی وہ معاہدہ عمل میں ہی نہیں آیا اور تم کہہ رہی ہو کہ معاہدہ ہیڈ کوارٹر بجھوا چکی ہو۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں درست کہہ رہی ہوں۔ تم مادام سے پوچھ لو۔ میں ڈیڈی کے ساتھ اسی لئے تو پریذیڈنٹ ہاؤس گئی تھی کیونکہ مادام کو شوگران سے حتمی اطلاع مل گئی تھی کہ معاہدہ دو ہفتے پہلے ہو بھی چکا ہے۔ چونکہ

شوگران حکومت کو اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ ایکریمیا اس مسودے کو حاصل کرنے کی تگ و دو کر رہا ہے۔ اس لئے شوگران حکومت نے ٹاپ سیکرٹ رکھنے کے لئے براہ راست پاکیشیا کے صدر سے بات کی اور پھر یہاں سے ایک دفاعی ماہر کو خفیہ طور پر شوگران بھجوایا گیا جہاں خفیہ طور پر دونوں حکومتوں کے ماہرین نے اس معاہدے کا مسودہ تیار کیا۔ ہاٹ لائن پر اس کی تفصیلات سے پاکیشیا کے صدر کو آگاہ کیا گیا اور صدر نے اس مسودے کی منظوری دے دی۔ پھر شوگران کے ایجنٹ مسودات کی دونوں سرکاری کاپیاں لے کر براہ راست پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچے اور پاکیشیا کے صدر نے مسودے پر دستخط کر دیئے۔ شوگران کے صدر پہلے ہی اس پر دستخط کر چکے تھے۔ اس طرح سرکاری طور پر مسودہ طے پا گیا۔ ایک نقل پاکیشیا کے حوالے کر دی گئی اور دوسری شوگران واپس لے جائی گئی جبکہ کہا یہی جاتا رہا کہ ابھی معاہدہ ہونا ہے۔ پاکیشیا کے صدر نے اسے ٹاپ سیکرٹ رکھنے کے لئے اسے اپنی ذاتی تحویل میں رکھا اور پریذیڈنٹ ہاؤس میں ان کے پرسنل آفس میں موجود انتہائی خفیہ سیف میں اسے محفوظ کر لیا گیا۔ مجھے جب اطلاع ملی تو میں ڈیڈی کو ساتھ لے کر پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچ گئی۔ صدر کی صاحبزادی میری بہترین دوست ہے۔ ہمارے صدر صاحب سے قریبی رشتہ داری ہے۔ چنانچہ صدر کی صاحبزادی سے میں نے صدر صاحب کے اس خفیہ سیف کے بارے میں باتوں ہی باتوں میں نہ صرف معلومات حاصل کر لیں بلکہ اس سیف کے کھولنے کا کی کمبینیشن

بھی معلوم کر لیا۔ کیونکہ صدر اپنی اس صاحبزادی پر بے حد اعتماد کرتے ہیں اور اپنی رہائش گاہ کے آفس میں وہ جو کام بھی کرتے ہیں اس میں ان کی یہ صاحبزادی ان کی مدد کرتی ہے اور پھر رات کو میں نے وہ سیف کھول لیا۔ مسودہ وہاں موجود تھا۔ میں نے خصوصی کیمرے سے اس کی کاپی بنالی اور سیف بند کر دیا صبح سویرے میں سنٹرل گارڈن میں جاگنگ کرنے کے بہانے کار لے کر پریذیڈنٹ ہاؤس سے نکل آئی پھر میں نے سپیشل سروس کے ذریعے مادام کو فلم بھجوا دی اور واپس پریذیڈنٹ ہاؤس چلی گئی پھر دوپہر کو رابرٹ کا فون آیا۔ رابرٹ میرا گہرا دوست تھا۔ ڈانلڈ کو میں نے اس کے ساتھ پہلی بار دیکھا تھا۔ پھر میں انہیں مہمان سمجھ کر حویلی لے آئی۔ مجھے معلوم ہی نہ تھا کہ ڈانلڈ کون ہے اور نہ ہی مجھے کسی طرح شک ہو سکتا تھا کہ ڈانلڈ کیا کرنے والا ہے اور نہ پہلے کبھی ایسی کوئی بات ہوئی ہے۔ اس لئے اس میں میری لاپرواہی کیسے ہو سکتی ہے۔" فیروزہ جب بولنے پر آئی تو بولتی ہی چلی گئی۔ جیسے جیسے عمران پر اس قدر اہم اور خفیہ معاہدے کی چوری کا انکشاف ہوتا گیا اس کے دماغ میں زلزلہ سا برپا ہوتا ہوتا چلا گیا۔

"تو تم نے خود ہی اعتراف کر لیا کہ تم ٹاڈ کی ایجنٹ ہو اور تم نے پاکیشیا کی بیٹی ہو کر پاکیشیا سے غداری کی ہے۔" عمران نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا وہ اپنی اصل آواز میں بولا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے چہرے پر موجود ماسک ایک جھٹکے سے اتار کر ایک طرف پھینک دیا تھا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے تانبے کی طرح تپ

رہا تھا۔

"تم۔ تم۔ عمران وہ۔ وہ سر سلطان نے جس کا تعارف کرایا تھا۔" فیروزہ نے دہشت زدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ایک طرف کو ڈھلک گئی۔

"ماسٹر یہ تو واقعی غضب ہو گیا ہے۔" جوانا نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"غضب ایسا ویسا غضب۔ اس لڑکی نے ہم سب کے منہ پر کالک مل دی ہے۔" عمران کا لہجہ غضب ناک تھا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ۔ ناک منہ بند کر کے ہوش میں لے آنا۔ اب اس سے ہر صورت میں اس مادام مشوگی کا پتہ پوچھنا ہوگا۔" عمران نے غضب ناک لہجے میں کہا اور جوانا تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ایک ہی ہاتھ سے فیروزہ کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد فیروزہ کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے اور اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔

"فیروزہ تم نے پاکیشیا کا اہم ترین دفاعی معاہدہ چرا کر اس قدر بھیانک جرم کیا ہے کہ اس کی سزا میں اگر تمہارے جسم کی ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دی جائے۔ تم پر بھوکے کتے چھوڑ دیئے جائیں تب بھی تمہارے جرم کے مقابلے میں یہ سزا نرم ہے۔ لیکن اب بھی وقت ہے تم اس جرم کا ازالہ کر سکتی ہو۔ اگر تم اس مادام مشوگی کے بارے میں پوری تفصیلات بتا دو۔ تاکہ اس سے یہ فلم فوری طور پر واپس حاصل

کر لی جائے ۔ بولو ۔ جلدی بولو ورنہ ۔" عمران نے انتہائی غضب ناک لہجے میں کہا۔

"مم ۔ مم ۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ تم ۔ تم نے مجھے زبردستی یہاں باندھ رکھا ہے ۔ مجرم تم ہو ۔" فیروزہ نے کہا اور عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے اس بری طرح بگڑ گیا تھا کہ شاید اس سے پہلے اس قدر غصہ اسے کبھی نہ آیا تھا۔

"خنجر دو مجھے جوانا ۔ یہ عورت نہیں ہے یہ انتہائی مکروہ ترین مخلوق ہے ۔" عمران نے انتہائی بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مم ۔ مم میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ مجھے مت مارو ۔" فیروزہ نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا لیکن عمران اسے اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے وہ کسی انسان کی بجائے واقعی کسی مکروہ مخلوق کو دیکھ رہا ہو ۔ اس کی آنکھوں اور چہرے پر فیروزہ کے لئے بے پناہ نفرت ابھر آئی تھی ۔

"جلدی دو خنجر ۔" عمران نے انتہائی غضب ناک لہجے میں جوانا سے مخاطب ہو کر کہا جو جیب سے خنجر نکالنے میں مصروف تھا اور جوانا نے جلدی سے خنجر عمران کے ہاتھ میں دے دیا اور دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور کمرہ فیروزہ کی کربناک چیخ سے گونج اٹھا ۔ خنجر کی نوک سے عمران نے اس کا دایاں نتھنا اوپر جڑ تک کاٹ دیا تھا ۔ عمران کا ہاتھ ایک بار پھر گھوما اور فیروزہ کے حلق سے دوسری چیخ نکلی اور اس کا دوسرا نتھنا بھی کٹ گیا ۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس کی گردن بھی ڈھلک گئی وہ تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو چکی تھی ۔

اس کا کرسی میں جکڑا ہوا جسم ابھی تک تکلیف کی شدت سے لرز رہا تھا عمران نے دوسرا نتھنا کاٹ کر خنجر ایک طرف پھینکا اور دوسرے لمحے اس نے انتہائی بے دردی سے ایک ہاتھ سے فیروزہ کا سر پکڑا اور دوسرے ہاتھ کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک اس کی پیشانی پر ابھر آنے والی رگ پر مار دیا اور فیروزہ چیخ مار کر ہوش میں آ گئی ۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح مسخ ہو چکا تھا۔

"بولو کون ہے یہ مادام مشوگی ۔ پوری تفصیل بتاؤ ۔" عمران نے انتہائی غضب ناک لہجے میں کہا۔

"وہ وہ میں نے فلم ابھی تک نہیں بھیجی ۔ وہ میرے پاس ہے ، میں نے نہیں بھیجی ۔ وہ لے لو مجھ سے ، مجھے مت مارو ۔" فیروزہ نے انتہائی دہشت بھرے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار چونک پڑا ۔ اس نے منہ سے کچھ بولنے کی بجائے ایک بار پھر اس کی پیشانی پر ضرب لگائی اور کمرہ فیروزہ کے حلق سے نکلنے والی پے در پے چیخوں سے گونج اٹھا۔

"کہاں ہے ۔ فلم بولو ۔" عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ وہ حویلی کے بڑے تہہ خانے کے سیف میں ہے ۔" فیروزہ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر بے ہوش ہو گئی ۔ عمران نے اس کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی ۔ پھر چند تھپڑ کھانے کے بعد فیروزہ چیختی ہوئی ہوش میں آ گئی ۔

"بولو ۔ کہاں ہے وہ تہہ خانہ اور کہاں ہے وہ سیف ۔ پوری تفصیل بتاؤ ۔ پوری ۔ جلدی بتاؤ ورنہ جسم کا ایک ایک ریشہ کاٹ دوں گا ۔"

عمران نے انتہائی غضب ناک لہجے میں کہا اور فیروزہ نے جلدی جلدی ساری تفصیل بتا دی۔

"لیکن تم نے پہلے کیوں جھوٹ بولا تھا۔ کیوں کہا تھا کہ تم نے اسے بھیج دیا ہے۔" عمران کا لہجہ اسی طرح غضب ناک تھا۔

"مم۔ مم میں نے سوچا کہ تم مادام سے بات کرو گے تو مادام کو میری پوزیشن کا علم ہو جائے گا اور پھر مادام تمہیں مجھ پر تشدد سے روک دے گی۔ میں نے مادام کو فون کر کے کہہ دیا تھا کہ میں نے فلم بنا لی ہے۔ مادام نے کہا تھا کہ وہ نارمن کو بھیج کر میری حویلی سے فلم حاصل کر لے گی۔ اس لئے میں رابرٹ کے ساتھ فوراً حویلی چلی آئی تھی اور میں نے فلم وہاں سیف میں رکھ دی تھی۔" فیروزہ نے اٹک اٹک کر جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر عمران کے پوچھنے پر اس نے تہہ خانے کی پوری تفصیل اور سیف کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔

"جاؤ جوانا۔ جوزف کو ساتھ لے جاؤ اور پوری رفتار سے کار چلاتے ہوئے جاؤ اور ہر قیمت پر یہ فلم لے آؤ۔" عمران نے مڑ کر جوانا سے کہا اور جوانا تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"سنو اپنے ساتھ بے ہوش کرنے والی گیس کے بم لے جاؤ اور گیس ماسک بھی۔ سب کو بے ہوش کر کے وہ فلم لے آؤ۔" یکلخت عمران نے دوسرا حکم دیتے ہوئے کہا۔

"مگر ماسٹر اس سے دیر لگ جائے گی۔ کیوں نہ وہاں سب کو فنش کر دیا جائے۔" جوانا نے کہا۔

"نہیں وہ لوگ بے گناہ ہیں۔ ان کا کوئی قصور نہیں ہے، جاؤ جلدی اور جیسا میں نے کہا ہے ویسے کرو۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا اور جوانا سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"اب بتاؤ مادام کے بارے میں تفصیل......" عمران نے مڑ کر فیروزہ سے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ فیروزہ ایک بار پھر بے ہوش ہو چکی تھی۔ اس کی ناک کے دونوں کٹے ہوئے نتھنوں سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا اور فیروزہ کے چہرے کا رنگ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔

"اوہ اوہ یہ تو مر جائے گی۔" عمران نے چونک کر کہا اور مڑ کر دوڑتا ہوا اس تہہ خانے سے نکلا اور اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں اس نے باقاعدہ آپریشن تھیٹر بنا رکھا تھا۔ وہاں سے اس نے میڈیکل باکس اٹھانے کے ساتھ ساتھ مخصوص فریج سے دوا انجکشن کی شیشیاں اٹھائیں اور پھر دوڑتا ہوا واپس اس تہہ خانے میں آ گیا۔ جہاں فیروزہ موجود تھی اس نے باکس کھولا اور فیروزہ کے نتھنوں کی مخصوص انداز میں ڈریسنگ کی اور اس کے ساتھ ہی تیزی سے فریج سے نکالی ہوئی دونوں بوتلوں سے اس نے انجکشن تیار کیا اور پھر انجکشن اس نے فیروزہ کے ہاتھ کی رگ میں آہستہ آہستہ انجیکٹ کرنا شروع کر دیا۔ سرنج میں موجود محلول جب فیروزہ کی رگ میں پوری طرح انجیکٹ ہو گیا تو اس نے سوئی واپس کھینچی اور پھر غور سے اس کے نتھنوں پر موجود ڈریسنگ کو دیکھنے لگا۔ جس میں سے اب خون کے قطرے سے ٹپکنے لگے

تھے ۔ لیکن پھر ان قطروں کی رفتار آہستہ آہستہ کم ہوتی چلی گئی اور ایک دو منٹ کے بعد خون نکلنا مکمل طور پر بند ہو گیا۔ لیکن فیروزہ اسی طرح بے ہوش تھی ۔ عمران کو یہ سب کچھ اس لئے کرنا پڑا تھا کہ وہ نتھنوں سے نکلنے والے خون کی رفتار دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ فیروزہ اس بیماری کی مریضہ ہے جس میں ہسکا آدمی کے جسم پر اگر معمولی سا زخم بھی لگ جائے تو پھر اس میں سے نکلنے والا خون کسی صورت بھی بند نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ جسم کا سارا خون اس زخم کے راستے نکل جاتا ہے اور اس آدمی کی موت یقینی ہو جاتی ہے ۔ لیکن عمران کے پاس اس کے مخصوص انجکشن موجود تھے ۔ جو انتہائی قیمتی تو تھے لیکن عمران نے انہیں خصوصی طور پر منگوا کر رکھا ہوا تھا۔ کیونکہ ایک بار پہلے بھی اس کا واسطہ ایسے ہی ایک مجرم سے پڑ چکا تھا اور وہ عمران کی بے حد کوشش کے باوجود بچ نہ سکا تھا۔ تب سے عمران نے انہیں حفظ ماتقدم کے طور پر منگوا کر رکھ لیا تھا اور اب یہ واقعی کام آ گئے تھے ۔ ورنہ فیروزہ کے نتھنوں سے بہنے والا خون کسی صورت بھی بند نہ ہوتا اور نتیجہ یہ کہ وہ مزید کچھ بتائے بغیر ہی ختم ہو جاتی ۔ لیکن اس نے فیروزہ کو ہوش میں لے آنے کی کوشش نہ کی تھی ۔ اس نے میڈیکل باکس کو بند کیا اور اسے اٹھا کر وہ کمرے سے باہر آ گیا اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی ۔ اس نے میڈیکل باکس واپس آپریشن تھیٹر میں رکھا اور پھر وہاں سے فون روم میں آ گیا اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ ۔" دوسری طرف سے سر سلطان کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی ۔

"چیف آف سیکرٹ سروس ، سر سلطان سے بات کراؤ ۔" عمران نے مخصوص لہجے میں کہا ۔

"یس سر ۔ یس سر ۔" سیکرٹری کی بری طرح بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی ۔

"سلطان بول رہا ہوں جناب ۔" چند لمحوں بعد سر سلطان کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی ۔

"ایکسٹو ۔" عمران نے اسی طرح ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا ۔

"یس سر ۔ حکم سر ۔" سر سلطان کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا ۔

"آپ نے میرے نمائندے علی عمران سے کہا تھا کہ شوگران کے ساتھ ہونے والا اہم دفاعی معاہدہ ابھی نہیں ہوا ۔" عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا ۔

"یس سر ۔۔۔ میں نے درست کہا تھا ۔ ابھی تو اس کا مسودہ بھی تیار نہیں ہو سکا ۔ ابھی تو وزارت دفاع سے اس کی بریفنگ بھی میرے پاس نہیں پہنچی ۔

" سر سلطان نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا البتہ ان کے لہجے میں حیرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں ۔

"جبکہ یہ معاہدہ ہو بھی چکا ہے اور نہ صرف ہو چکا ہے بلکہ اس کی فلم بھی بین الاقوامی مجرم تنظیمیں حاصل کر چکی ہیں ۔" عمران کا لہجہ اور

زیادہ سرد ہو گیا۔

"جناب میں آپ کی بات کو چیلنج کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں لیکن درست بات یہی ہے کہ ابھی معاہدہ نہیں ہوا اور نہ ہی اس کا مسودہ تیار ہوا ہے۔" سر سلطان کی بھنچی بھنچی سی آواز سنائی دی۔

"آپ صدر مملکت کو فون کریں اور انہیں کہیں کہ انہوں نے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس اہم ترین معاہدے کو اپنی ذاتی تحویل میں کیوں رکھا ہے اور وہ بھی اپنے رہائشی دفتر کے سیف میں۔ قانون کے مطابق انہیں یہ معاہدہ حفاظت کی غرض سے سیکرٹ سروس کی تحویل میں دے دینا چاہئے تھا۔ میں خود اس لئے فون نہیں کرنا چاہتا کہ مجھے معلوم ہے کہ ان کی نیت بہرحال صاف ہے، لیکن اگر میں نے فون کیا تو پھر ان کا جواب سن کر مجھے ان کی کوتاہی پر قانون کے مطابق ان کی گرفت بھی کرنی پڑے گی۔" عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس وقت اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ بار بار گھڑی دیکھتا رہا۔ پھر جب پندرہ منٹ گذر گئے تو اس نے رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر سر سلطان کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ۔" سر سلطان کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"سیکرٹری وزارت خارجہ تو سنتے آئے ہیں۔ یہ سیکرٹری خارجہ کیا ہوتا ہے۔ یعنی ایسا سیکرٹری جسے ملازمت سے خارج کر دیا گیا ہو۔"

عمران نے اس بار اصل آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ۔ دراصل سیکرٹری وزارت خارجہ کہنا طویل ہو جاتا ہے اور مجھے شاید دن میں ہزار بار یہ لفظ ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے یہی کہا جاتا ہے........" دوسری طرف سے پی اے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پھر سیکرٹری کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ صرف خارجہ کہہ دینا ہی کافی ہو سکتا ہے۔" عمران نے جواب دیا اور پی اے نے بے اختیار ہنس پڑا۔

"جناب سیکرٹری تو عہدہ ہے۔ وہ بتانا تو ضروری ہوتا ہے۔" پی اے باقاعدہ دلیل دیتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی سیکرٹری کوئی عہدہ ہوتا ہے۔ کمال ہے۔ مجھے معلوم ہوتا تو میں یتیم خانے والوں کو تو انکار نہ کرتا جو مجھے یتیم خانہ جات کا سیکرٹری بنانا چاہتے تھے۔ ان کا بھی اصرار تھا کہ یہ بہت بڑا عہدہ ہے۔ سارے یتیم خانے میرے کنٹرول میں آجائیں گے اور میں جس یتیم خانے کا چندہ چاہوں اپنے ذاتی استعمال میں لا سکتا ہوں لیکن میں نے انکار کر دیا کہ میرا باوجی تو آل ورلڈ باوجی ایسوسی ایشن کا صدر ہو اور میں سیکرٹری۔ یہ تو تم اب بتا رہے ہو کہ یہ واقعی عہدہ ہوتا ہے۔" عمران کی زبان چل پڑی اور دوسری طرف سے پی اے قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"واقعی بہت بڑا عہدہ تھا۔ آج کل حکومت بھی یتیم خانوں کو بڑے بڑے عطیات دے رہی ہے۔" پی اے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو اپنے سیکرٹری صاحب سے بات کرادو۔ شاید عطیات کا کچھ حصہ ان کے پاس پہنچ گیا ہو۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ابھی لیجئے۔" دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔" چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی ان کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اس وقت بے حد پریشان ہیں اور وہ کیوں پریشان تھے یہ بات عمران اچھی طرح سمجھتا تھا۔

"موجودہ دور کے سلطانی جمہور والے سلطان یا وہ قدیم دور والے سلطان۔ ویسے جس طرح آپ کے لہجے سے پریشانی ظاہر ہو رہی ہے اس سے تو یہی لگتا ہے کہ آپ سلطانی جمہور والے سلطان ہیں۔ ویسے بھی قدیم دور کے سلطان بولا نہ کرتے تھے فرمایا کرتے تھے۔" عمران کی زبان چل پڑی۔

"تمہارے چیف نے حکومت کو ہلا کر رکھ دیا ہے عمران بیٹے۔ انہوں نے مجھے فون کیا اور ایک ایسی بات کر دی جس پر مجھے سو فیصد یقین تھا کہ ایسا ممکن ہی نہیں۔ لیکن جب ان کے حکم پر میں نے صدر مملکت سے ان کے ذاتی نمبر پر بات کی تو صدر مملکت جیسے مدبر اور با حوصلہ شخص بھی بری طرح گھبرا گئے ہیں۔ میں اب سوچ رہا تھا کہ تمہارے چیف کو فون کر کے ان سے درخواست کروں کہ وہ اس سلسلے میں مزید کچھ بتائیں۔ کہ تمہارا فون آگیا۔" سر سلطان نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ارے چیف کی بات چھوڑیں۔ انہیں تو بس بیٹھے بیٹھے اپنا رعب جمانے کا خیال آجاتا ہے اور وہ بس ایسے ہی بات کر دیتے ہیں۔ میں نے تو آپ کو اس لئے فون کیا تھا کہ میں آپ کو اپنے ہاتھ سے بنی ہوئی چائے کی ایک پیالی پلانا چاہتا ہوں اور اس کا خاص طور پر میں نے رانا ہاؤس میں انتظام کر رکھا ہے۔ اگر آپ فوراً آجائیں تو میں بے حد مشکور ہوں گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ضرور ضرور۔ مجھے خوشی ہو گی۔" دوسری طرف سے سر سلطان نے فوراً ہی کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس نے پہلی بار فون چیف کے لہجے میں اس لئے کیا تھا کہ اس میں صدر مملکت سے متعلق گفتگو تھی اور امکان ہو سکتا تھا کہ پی۔اے گفتگو سن لے حالانکہ ایسا ممکن نہ تھا۔ لیکن پھر بھی عمران اس بارے میں انتہائی محتاط رہتا تھا۔ اپنے حوالے سے وہ یہ بات سر سلطان سے نہ کر سکتا تھا۔ کہ وہ صدر مملکت سے یہ بات پوچھیں یا وہ بات پوچھیں اور سر سلطان بھی ان معاملات میں ہمیشہ سمجھداری کا ثبوت دیتے تھے حالانکہ انہیں معلوم تھا کہ ایکسٹو کے لہجے میں بات کرنے والا یقیناً عمران خود ہو گا لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنے مؤدبانہ پن اور انداز سے یہی ظاہر کیا کہ وہ سیکرٹ سروس کے چیف سے ہی بات کر رہے ہیں اور اب بھی عمران نے اپنے حوالے سے جب فون کیا تو سر سلطان نے چیف کے حوالے سے گول مول سی بات کی تھی اور عمران کو معلوم تھا کہ سر سلطان دفتر

سے اٹھ کر پہلے اپنی کوٹھی جائیں گے اور پھر وہاں سے اپنی ذاتی کار اور ڈرائیور کو لے کر یہاں آئیں گے۔وہ ان معاملات میں عمران کی طرح محتاط رہتے تھے۔اس لئے عمران کا یہ سیٹ اپ کامیابی سے چل بھی رہا تھا۔پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران اٹھ کر برآمدے میں آیا اور اس نے وہاں سوئچ بورڈ کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔دوسرے لمحے رانا ہاؤس کا جہازی سائز کا پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی نیلے رنگ کی کار اندر داخل ہوئی اور پورچ کی طرف آنے لگی۔یہ سر سلطان کی ذاتی کار تھی عمران برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر نیچے پورچ میں آ گیا۔پورچ میں کار رکتے ہی سر سلطان جلدی سے نیچے اترے ڈرائیور پہلے ہی اتر چکا تھا۔

"ارے میں نے تو صرف آپ کو دعوت دی تھی ایک پیالی کی آپ ان صاحب کو بھی ساتھ لے آئے۔اب دوسری پیالی کہاں سے لے آؤں۔" عمران نے بڑے پریشان سے لہجے میں کہا اور سر سلطان تیزی سے ڈرائیور کی طرف مڑے۔

"خالد تم کار لے کر واپس کوٹھی جاؤ میں آ جاؤں گا۔" سر سلطان نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر........" ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور جلدی سے دروازہ کھول کر واپس ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔چند لمحوں بعد کار تیزی سے مڑ کر واپس پھاٹک کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔عمران نے برآمدے کی سیڑھیاں چڑھ کر سوئچ پینل کا بٹن دبایا اور بڑا پھاٹک

جو کار کے اندر آ جانے پر خود بخود بند ہو گیا تھا۔دوبارہ کھلنے لگا اور جب کار باہر چلی گئی تو چند لمحوں بعد دوبارہ خود بخود بند ہو گیا۔سر سلطان خاموش کھڑے ہوئے تھے۔

"آیئے ادھر سٹنگ روم میں بیٹھتے ہیں۔جوزف اور جوانا اسی مشن کے سلسلے میں گئے ہوئے ہیں۔تب تک میں آپ کو ساری تفصیل بتا دوں۔" عمران نے کہا اور سٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔سٹنگ روم میں بیٹھ کر اس نے فیروزہ ڈانلڈ اور رابرٹ سے ملنے والی تمام معلومات کی تفصیل بتا دی۔سر سلطان کے چہرے پر یہ تفصیل سنتے ہوئے انتہائی پریشانی کے جو تاثرات نمودار ہوئے تھے۔وہ عمران کے آخری فقروں پر اطمینان میں بدل گئے۔جب عمران نے بتایا کہ ابھی اس معاہدے کی فلم فیروزہ کی حویلی میں محفوظ ہے اور جوزف اور جوانا اسے حاصل کرنے گئے ہیں۔

"تم یقین کرو عمران بیٹے صدر مملکت میرا فون سننے پر اس قدر پریشان ہو گئے ہیں کہ تم اندازہ نہیں کر سکتے میں نے جب انہیں بتایا کہ ایکسٹو نے کیوں انہیں براہ راست فون نہیں کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ ایکسٹو کی عظمت کو دل سے سلام کرتے ہیں۔ورنہ اگر وہ فون کر دیتے تو ان کے پاس ظاہر ہے اس کا کوئی قانونی جواز نہ تھا ویسے انہوں نے بھی یہی کہا ہے کہ انہوں نے انتہائی نیک نیتی سے یہ سارا کام کیا ہے اور ان کا خیال تھا کہ ان کی ذاتی رہائش گاہ کے سیف تک کسی مجرم کے پہنچنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔اب بھی وہ اس بات

پر حیران تھے کہ آخر یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں اپنے طور پر ایکسٹو سے پوچھوں کہ اس معاہدے کی کاپی کس نے اور کیسے حاصل کی ہے...... اس کے ساتھ ہی انہوں نے سرکاری طور پر آرڈر کر دیئے ہیں کہ یہ معاہدہ اب سیکرٹ سروس کی تحویل میں رہے گا۔" سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صدر صاحب سیاسی آدمی ہیں۔انہیں معلوم نہیں کہ یہ ایجنٹ ٹائپ لوگ تو پاتال سے اپنے مطلب کی چیز نکال لیتے ہیں۔ان کی ذاتی رہائش گاہ کی تو کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں نے آپ کو اس لئے یہاں آنے کی تکلیف دی ہے کہ اب اس فیروزہ کا کیا کیا جائے۔ویسے یہ لڑکی دشمن ایجنٹ ہے اس کی سزا تو بہر حال موت ہی ہے۔لیکن اگر اسے خاموشی سے ختم کر دیا جائے تو اس کا باپ نواب اوصاف خان پورے ملک اور خصوصاً صدر صاحب کو عذاب میں ڈال دے گا۔کہ اس کی بیٹی کو برآمد کیا جائے اور اگر اسے قانون کے حوالے کیا جائے تو پھر یہ اہم ترین معاہدہ سامنے آجائے گا۔" عمران نے کہا۔

"خاموشی سے ختم کر دینے کا کیا مطلب۔یہ تو قتل ہو جائے گا اور یہ جرم ہے اسے بہر حال قانون کے حوالے تو کیا جائے گا۔" سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔کیونکہ وہ سر سلطان کی ذہنی کیفیت کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ان کے ذہن کے کسی

خانے میں بھی شاید یہ تصور نہ تھا کہ مقدمہ چلائے بغیر اور عدالتی فیصلے کے بغیر کسی کو ہلاک بھی کیا جا سکتا ہے۔وہ تو یہی سمجھتے تھے کہ جو جاسوس ایجنٹ اور مجرم پکڑے جاتے ہوں گے انہیں باقاعدہ قانون کے حوالے کیا جاتا ہو گا۔

"پھر ظاہر ہے کہ عدالت کے سامنے صدر صاحب کا غیر قانونی اقدام معاہدے کی تفصیلات تو لانی پڑیں گی تاکہ عدالت کو بتایا جاسکے کہ فیروزہ نے کیا جرم کیا ہے۔" عمران نے کہا۔

"ہاں اوہ یہ تو واقعی گڑبڑ ہو جائے گی لیکن اب کیا کیا جائے۔تم ہی کچھ بتاؤ۔کیسے اس مسئلے کو حل کیا جائے۔" سر سلطان نے انتہائی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"حل تو بڑا آسان ہے۔بس ایک ٹریگر دبانا پڑے گا۔" عمران نے جان بوجھ کر کہا۔

"اوہ نہیں۔ایسا نہیں ہو سکتا۔یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی کو اس طرح قتل کر دیا جائے تم نے ایسی بات سوچی ہی کیسے۔" سر سلطان نے بگڑ کر کہا۔

"مم۔مم۔میں۔اوہ کیا آپ مجھے قاتل سمجھتے ہیں۔" عمران نے چونک کر کہا۔

"سمجھتا ہوتا تو اب تک تم جیل نہ جا چکے ہوتے۔اس لئے تو کہہ رہا ہوں کہ تم نے ایسی غیر قانونی بات سوچی کیسے...... یہ ہو سکتا ہے کہ بند کمرے میں عدالتی کارروائی کی جائے۔اس کی تو قانون میں

اجازت ہے۔" سر سلطان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پہلے فلم آجائے پھر اس بارے میں بھی کوئی فیصلہ کر لیں گے۔" عمران نے کہا اور سر سلطان نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں آپ کے لئے چائے بنا لاؤں۔" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں مجھے فی الحال خواہش نہیں ہے۔ تم اگر کہو تو میں صدر صاحب کو فون پر اطلاع دے دوں کہ فلم مل گئی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ بے حد پریشان ہوں گے۔" سر سلطان نے کہا۔

"ابھی فلم ملی تو نہیں ہے...... پھر آپ کیسے کہہ دیں گے کہ فلم مل گئی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو کیا تمہیں شک ہے کہ فلم وہاں سے نہ مل سکے گی۔" سر سلطان نے چونک کر کہا ان کے چہرے پر ایک بار پھر پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

"جب تک مل نہ جائے تب تک کچھ بھی ہو سکتا ہے۔" عمران نے جواب دیا اور سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی تو عمران چونک کر کرسی سے اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ برآمدے میں پہنچ کر وہ تیزی سے لان کو کراس کرتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے چھوٹا پھاٹک کھولا تو جوزف سامنے کھڑا تھا۔

"کیا ہوا۔ فلم مل گئی۔" عمران نے بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

"یس باس۔" جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی جیب سے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔

"او کے۔ سر سلطان تشریف لائے ہیں۔ چائے بنا کر لے آؤ۔" عمران نے فلم ہاتھ میں لے کر مڑتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ دوبارہ اندرونی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اب جوزف خود ہی پھاٹک کھول دے گا اور جوانا کار اندر لے آئے گا۔ اب اس کا وہاں مزید رکنے کا کوئی جواز نہ تھا۔

"کیا ہوا مل گئی فلم۔" سر سلطان نے عمران سے بھی زیادہ بے چین لہجے میں کہا۔

"ہاں بظاہر تو مل گئی ہے لیکن اسے چیک کرنا پڑے گا۔ آیئے میرے ساتھ۔" عمران نے کہا اور سر سلطان سر ہلاتے ہوئے کرسی سے اٹھے اور عمران کے پیچھے چلتے ہوئے سٹنگ روم سے باہر آگئے۔ عمران انہیں اپنی مخصوص لیبارٹری میں لے آیا۔

"کمال ہے، اس قدر جدید ترین انتظامات ہیں یہاں۔" سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ چونکہ پہلی بار یہاں اس کمرے میں آئے تھے اس لئے حیران ہو کر ہر چیز کو دیکھ رہے تھے۔

"لوگ سمجھتے ہیں کہ میں جادو جانتا ہوں۔ لیکن میرا اصل جادو یہی مشینیں ہیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر عمران نے فلم کو ایک مخصوص مشین میں ڈال کر اس کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد مشین کی سکرین روشن ہو گئی اور اس پر ایک ٹائپ شدہ

صفحے کی تحریر فلس ہو گئی۔ اس کی دونوں سائیڈوں پر پاکیشیا اور شوگران کے صدر کے دستخط اور نیچے سرکاری مہریں موجود تھیں۔ سر سلطان اس تحریر کو پڑھنے لگے اور پھر عمران نے بٹن دبا کر فلم کو آگے بڑھا دیا اور دوسرا صفحہ سکرین پر آگیا سارا مسودہ چار صفحات پر مشتمل تھا۔

"ہاں واقعی۔ یہ اسی اہم معاہدے کی نقل ہے۔ اس میزائل ٹیکنالوجی کے ٹرانسفر معاہدے کی۔" سر سلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور عمران نے اٹھ کر مشین کو آف کرنا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے پر بھی گہرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

واک پاکیشیا کے دارالحکومت پہنچ چکا تھا۔ ایئرپورٹ سے وہ سیدھا ایک ہوٹل میں آگیا تھا تاکہ سفر کی تھکان اتارنے کے ساتھ ساتھ وہ مس فیروزہ کی رہائش گاہ والے قصبے سرائے راٹھور کے بارے میں تفصیلات بھی حاصل کر سکے اور وہاں تک پہنچنے کے انتظامات بھی کر سکے۔ چنانچہ کمرے میں پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلے غسل کیا اور پھر روم سروس کو فون کر کے اس نے اپنی پسندیدہ شراب منگوالی۔ چونکہ ان بڑے ہوٹلوں میں غیر ملکیوں کو شراب سپلائی کرنے کی باقاعدہ سرکاری اجازت تھی۔ اس لئے اس کے آرڈر پر شراب سپلائی کر دی گئی تھی۔ واک جام سے چسکیاں لینے میں مصروف تھا کہ اچانک وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی کلائی پر ضربیں لگ رہی تھیں اس کا مطلب تھا کہ ٹرانسمیٹر کال ہے۔ اس نے جلدی سے ریسٹ واچ کا ونڈ بٹن کھینچ کر اسے دوبارہ دبا دیا تو کلائی پر لگنے والی ضربیں بند ہو گئیں۔ وہ تیزی سے اٹھا اور کمرے میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں اس کا بریف کیس موجود تھا۔ اس نے بریف کیس کا ایک خفیہ خانہ کھولا اور

اس میں سے ایک چھوٹا سا ریڈیو نکال کر وہ تیزی سے ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ ٹرانسمیٹر کال کا مطلب ظاہر تھا کہ یہ کال باس کی طرف سے کی جا رہی تھی۔ اس نے باتھ روم میں داخل ہو کر اس کا دروازہ بند کیا اور پھر واش بیسن کی ٹونٹی کھول کر اس نے ریڈیو کے عقبی طرف ایک سوراخ میں اپنے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی ڈال کر اسے مخصوص انداز میں دو تین بار دائیں بائیں گھمایا تو ریڈیو میں سے ٹرانسمیٹر جیسی ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ واک نے جلدی سے سامنے کے رخ موجود بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو باس کالنگ اوور۔" ریڈیو سے باس کی تیز اور کرخت آواز سنائی دی۔

"یس باس ڈبلیو بول رہا ہوں اوور۔" واک نے جواب دیا۔

"تم اس وقت کہاں موجود ہو۔ اوور۔" باس نے پوچھا۔

"میں پاکیشیا دارالحکومت کے ایک ہوٹل میں ہوں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے پہنچا ہوں اوور۔" واک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹی۔ ایکس آن کر دیا ہے تم نے اوور۔" باس نے پوچھا۔

"اوہ ایک منٹ سر اوور۔" واک نے جلدی سے کہا اور ریڈیو کی سائیڈ پر موجود اس کے بینڈ کے بدلنے والے بٹن کو اس نے مخصوص انداز میں تین بار پریس کر دیا۔

"یس باس ٹی۔ ایکس آن ہو گیا ہے اوور۔" واک نے کہا۔

"او۔ کے...... اب کھل کر بات ہو سکتی ہے۔ اب کال اگر کچھ بھی

ہو گئی تو سمجھی نہ جا سکے گی۔ سنو ٹاڈ سے اطلاع ملی ہے کہ خفیہ طور پر معاہدہ ہو چکا ہے اور اسے ہر لحاظ سے خفیہ رکھنے کے لئے وزارت خارجہ کی بجائے براہ راست پریذیڈنٹ سیکرٹریٹ میں مکمل کیا گیا ہے اور اس کی کاپی پریذیڈنٹ آف پاکیشیا کی تحویل میں رکھی گئی ہے۔ ٹاڈ کو جیسے ہی یہ اطلاع ملی اس نے فیروزہ کو یہ اطلاع دے دی۔ پھر فیروزہ سے ٹاڈ کو یہ اطلاع مل گئی ہے کہ اس نے اس معاہدے کی فلم حاصل کر لی ہے اور وہ اسے جلد ہی ٹاڈ کو بھجوا دے گی لیکن جب فلم نہ پہنچی اور نہ ہی فیروزہ نے سپیشل ٹرانسمیٹر کال اٹنڈ کی تو ٹاڈ نے وہاں پاکیشیا دارالحکومت میں اپنے ایک خاص آدمی کو حالات معلوم کرنے کا حکم دیا اس آدمی نے جو اطلاع دی ہے۔ اس کے مطابق فیروزہ اپنے ڈیڈی کے ساتھ پریذیڈنٹ ہاؤس میں بطور مہمان گئی ہوئی تھی کہ پھر اچانک وہ ہوٹل فائیو سٹار پہنچی جہاں وہ دو غیر ملکی دوستوں کے ساتھ واپس اپنی حویلی پہنچ گئی۔ اس کے بعد رات کو فیروزہ اور اس کے دو غیر ملکی مہمانوں کو حویلی سے انتہائی پراسرار انداز میں اغوا کر لیا گیا ہے اور ابھی تک ان کا سراغ نہیں مل سکا۔ اس اطلاع کے ملنے پر ٹاڈ نے مجھ سے رابطہ قائم کر کے سارے حالات بتا دیئے کیونکہ ٹاڈ کا دائرہ کار عملی جدوجہد نہیں ہے۔ اس لئے اس نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں فیروزہ کو دستیاب کراؤں تاکہ اس سے معاہدے کی فلم حاصل کی جا سکے۔ میں تفصیلات سنتے ہی سمجھ گیا کہ یہ دو غیر ملکی مہمان یقیناً رابرٹ اور ڈانلڈ ہوں گے اور یہ بھی طے شدہ بات ہے کہ ان کو اغوا بھی یقیناً

پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ہی کیا ہوگا۔ ورنہ جس کا باپ پریذیڈنٹ کا رشتہ دار ہو۔ اس کو اغوا اگر عام لوگ کرتے تو اب تک پولیس۔ انٹیلی جنس یا سیکرٹ سروس لازماً اسے ڈھونڈ نکالتے اور اگر واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس نے انہیں اغوا کیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ تمہارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی سیکرٹ سروس اس معاہدے کی فلم کے بارے میں معلومات حاصل کر چکی تھی اور اب یقیناً فیروزہ سے وہ فلم حاصل کر چکے ہوں گے۔ اس لئے اب اس ڈانلڈ یا اس فیروزہ کے پیچھے جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اب اصل اہمیت اس فلم کو حاصل ہو چکی ہے۔ اب ہم نے اس فلم کو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے حاصل کرنا ہے۔ ظاہر ہے تم اکیلے وہاں سیکرٹ سروس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس لئے تم واپس آجاؤ۔ میں اس سلسلے میں کوئی اور بندوبست کروں گا۔ اوور ......" باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس ویسے تو آپ کے حکم کی تعمیل مجھ پر فرض ہے لیکن اگر آپ اجازت دیں تو اب میں یہاں آ ہی گیا ہوں تو میں اس فلم کے حصول کے لئے کام کروں۔ اوور۔" واک نے کہا۔

"یہ بات اپنی جگہ درست ہے واک کہ تم میری ایجنسی بلیک فلیگ کے سپیشل ایجنٹ ہو اور تمہاری کارکردگی کا ریکارڈ انتہائی شاندار ہے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں تم کچھ نہ کر سکو گے۔" باس نے جواب دیا۔

"باس آپ کے ذہن میں مجھے واپس بلا لینے کے بعد اس فلم کے

حصول کے لئے یقیناً کوئی نہ کوئی پلاننگ تو بہر حال موجود ہو گی ......" واک نے کہا۔

"ہاں ...... ویسے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کسی کو کچھ علم نہیں ہے۔ لیکن علی عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور وہ اس کا خاص آدمی ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ سپیشل گروپ کو وہاں بھجوا دوں گا۔ جو عمران کو اغوا کر کے اس سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کریں اور پھر ان معلومات کے سہارے آگے بڑھ کر یہ فلم حاصل کریں گے اوور ...." باس نے کہا۔

"باس کیا یہ کام میں نہیں کر سکتا۔ آپ جانتے تو ہیں کہ ایسے کاموں میں میری کارکردگی کیسی رہتی ہے اوور"۔ واک نے امید بھرے لہجے میں کہا۔

"او۔ کے ...... اگر تم یہ کام کرنا چاہتے ہو تو میں روکوں گا نہیں۔ کیونکہ تم واقعی ذہانت اور کارکردگی میں اس عمران سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں ہو۔ میں سپیشل گروپ کو بھجوا دیتا ہوں اور انہیں ہدایت کر دوں گا کہ وہ تمہارے تحت کام کریں۔ لیکن کام کی اہمیت کو تم سمجھتے ہو۔ تمہیں واقعی سپیشل ایجنٹ کے طور پر اپنی کارکردگی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ تمہاری معمولی سی غفلت سے نہ صرف یہ فلم ہمیشہ کے لئے ہاتھ سے نکال جائے گی بلکہ تم بھی مارے جا سکتے ہو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی فعال تنظیم ہے۔" باس نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"یس باس۔آپ قطعی بے فکر رہیں میں ہوٹل لگژری کے کمرہ نمبر ایک سو ایک چوتھی منزل میں الفرڈ کے نام سے ٹھہرا ہوا ہوں۔کوڈ ڈبلیو ہوگا۔اس طرح رابطہ ہو جائے گا۔ویسے اس عمران کے بارے میں آپ کے پاس معلومات ہوں تو مجھے بتا دیجئے تاکہ سپیشل گروپ کے پہنچنے تک میں اس کے اغوا کے سلسلے میں بنیادی معلومات حاصل کر لوں اوور۔" واک نے کہا۔

"وہ کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو میں رہتا ہے بظاہر مسخرہ اور احمق سا آدمی نظر آتا ہے۔مزاحیہ باتیں کرنے کا ماہر ہے۔بس اتنا معلوم ہے مجھے۔ویسے سپیشل گروپ کو میں مکمل تفصیلات مہیا کر دوں گا۔اوور۔" باس نے کہا۔

"یس باس اوور۔" واک نے کہا اور دوسری طرف سے اوور اینڈ آل سن کر اس نے بٹن آف کئے اور پھر عقبی طرف اسی سوراخ میں انگلی ڈال کر اس نے اسے مخصوص انداز میں دائیں بائیں گھمایا۔اس طرح اب وہ ایک عام سا سنگل بینڈ ریڈیو بن گیا تھا۔اس نے پانی کی ٹونٹی بند کی اور پھر باتھ روم سے باہر آگیا۔

"اس سپیشل گروپ کے آنے میں تین چار روز تو لگ جائیں گے۔اگر میں اس دوران اس عمران کو اغوا کر کے اس سے خفیہ معلومات حاصل کر لوں تو پھر باس کو پتہ لگے گا کہ سپیشل ایجنٹ واقعی سپیشل ایجنٹ ہوتے ہیں۔" واک نے ریڈیو کو دوبارہ بریف کیس کے خفیہ

خانے میں رکھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور اس کے بعد اس نے بریف کیس سے کرنسی نکال کر جیب میں رکھی اور کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا اس کا خیال تھا کہ وہ کسی پراپرٹی ڈیلر سے مل کر پہلے کوئی کوٹھی کرائے پر حاصل کرے اور پھر عمران کے اغوا کی پلاننگ کرے گا۔لیکن دروازے تک پہنچتے پہنچتے اچانک اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا اور تیزی سے مڑ کر واپس میز پر موجود فون کی طرف بڑھ آیا۔اس نے جلدی سے رسیور اٹھا کر کریڈل کو دو تین بار دبایا۔

"یس سر۔" دوسری طرف سے ہوٹل آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یہاں دارالحکومت میں گرین وڈ کلب ہے اس کے نمبر ملوا دو۔میں نے اس کے مالک جانسن سے بات کرنی ہے۔" واک نے کہا۔

"یس سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور واک نے رسیور رکھ دیا۔

اسے جانسن کا نام اچانک یاد آگیا تھا۔کئی سال پہلے جانسن سے اس کی ملاقات ایک کلب میں ہوئی تھی اور پھر یہ ملاقات دوستی میں تبدیل ہو گئی کیونکہ جانسن کا تعلق منشیات کی سمگلنگ سے تھا اور واک نے اس سلسلے میں اس کی وہاں خاصی مدد کی تھی اور جانسن نے اسے بتایا تھا کہ وہ پاکیشیا کے دارالحکومت میں گرین وڈ کلب کا مالک ہے اور وہاں وہ بے حد طاقت ور تنظیم کا مالک ہے۔اس نے سوچا تھا کہ اس جانسن سے مل کر کوٹھی۔اسلحہ اور کار بھی آسانی سے حاصل کی جا سکتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ عمران کو اغوا کرنے کے سلسلے میں اس سے کوئی فائدہ مند کلیو بھی مل جائے۔تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور واک

نے جلدی سے رسیور اٹھالیا۔

"یس ۔" واک نے کہا۔

"جناب ...... آپ کے لئے ایک بری خبر ہے ۔ گرین وڈ کلب کے مالک جانسن کو گذشتہ ہفتے قتل کر دیا گیا ہے ۔ بتایا گیا ہے کہ بدمعاشوں کے دو گروپوں کے درمیان ہونے والے جھگڑے میں وہ بھی ہلاک ہوگئے ہیں ۔" فون آپریٹر کی افسردہ سی آواز سنائی دی ۔

"اوہ ویری بیڈ ۔ بہرحال شکریہ ۔" واک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا ۔ ظاہر ہے اب جو کچھ بھی کرنا تھا اسے اپنے طور پر کرنا تھا ۔ اس لئے وہ نہ صرف کمرے سے بلکہ ہوٹل سے بھی باہر آگیا ۔ باہر آتے ہی اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ کیوں نہ پہلے عمران کی رہائش گاہ کو اچھی طرح دیکھ لیا جائے ۔ تاکہ اسے اغوا کرنے کی درست طور پر پلاننگ کی جاسکے ۔ چنانچہ اس نے خالی ٹیکسی میں بیٹھتے ہی اسے کنگ روڈ چلنے کا کہہ دیا ۔ ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سرہلادیا اور گاڑی آگے بڑھادی ۔

"کنگ روڈ پر آپ نے کہاں جانا ہے جناب ۔ یہ تو بہت طویل روڈ ہے ۔" ادھیڑ عمر ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"فلیٹ نمبر دو سو کے قریب اتار دیں ۔" واک نے جواب دیا تو ادھیڑ عمر ٹیکسی ڈرائیور بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا آپ نے عمران صاحب سے ملنا ہے ۔" ڈرائیور نے چونک کر پوچھا اور واک بھی اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا ۔ اس کے

ذہن کے کسی خانے میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ یہ عام سا ٹیکسی ڈرائیور اس عمران کا پتہ جانتا ہوگا۔

"اوہ ۔ کیا تم اسے جانتے ہو ۔" واک نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جی جناب وہ میرے محسن ہیں ۔ انتہائی نیک فطرت آدمی ہیں یہ ٹیکسی انہوں نے ہی مجھے لے کر دی ہے ۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے حفظ وامان میں رکھے ۔" ادھیڑ عمر ڈرائیور باقاعدہ دعائیں دینے پر اتر آیا۔

"گڈ مجھے یہ سن کر بے حد خوشی ہوئی ہے اور میں بھی اپنی ایک ذاتی مشکل کے سلسلے میں ان سے ملنا چاہتا ہوں ۔ حالانکہ وہ میرے واقف بھی نہیں ہیں ۔" واک نے فوراً ہی ذہن میں ابھر آنے والے ایک خیال کے تحت کہا۔

"وہ بے حد اچھے آدمی ہیں ۔ آپ کی مشکل ضرور حل کریں گے ۔ ن جناب وہ فلیٹ میں اس وقت آپ کو نہیں ملیں گے اور ان کا باورچی انتہائی سخت گیر آدمی ہے ۔ وہ آپ کو ٹکا سا جواب دے کر واپس بھیج دے گا ۔" ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہے کہ وہ فلیٹ میں نہیں ہیں ۔" واک نے حقیقتاً حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ اتفاق ہے جناب ۔ جب رانا ہاؤس میں ان کی کار داخل ہو رہی تھی تو میں وہاں سے گذر رہا تھا ۔ ابھی دو گھنٹے پہلے کی بات ہے ۔" ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ تو کیا ضروری ہے کہ وہ دو گھنٹوں سے وہیں موجود ہوں ۔ وہ واپس بھی تو آ سکتے ہیں ۔" واک نے کہا ۔

" میں ہوٹل آنے سے پہلے کنگ روڈ سے ہی گذرا ہوں جناب اور میں نے ان کے باورچی کو شاپنگ پلازہ میں دیکھا تھا ۔ اس وقت وہ عام طور پر شاپنگ نہیں کرتا اس لئے میرا خیال ہے کہ عمران صاحب کی عدم موجودگی کی وجہ سے وہ شاپنگ کے لئے نکلا ہوگا ۔" ڈرائیور نے جواب دیا تو واک بے اختیار ہنس پڑا ۔

" بہت خوب تو تم پورے جاسوس ہو اس قدر باریک بینی سے مشاہدہ بھی کرتے ہو اور درست نتیجہ بھی اخذ کر لیتے ہو ۔" واک نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" میں جناب انٹیلی جنس میں ملازم رہا ہوں ۔ ایک ایکسیڈنٹ میں میری ایک ٹانگ بے کار ہو گئی ۔ تو مجھے پنشن دے دی گئی اور میں بیکار ہو گیا ۔ عمران صاحب نے میری مدد کی ۔ انہوں نے یہ کار خصوصی طور پر میرے لئے بنوا کر میرے حوالے کر دی ۔ اس کا نظام ایک ٹانگ اور دونوں ہاتھوں میں رکھا گیا ہے ۔ میری ایک ٹانگ بے جان ہے ۔" ڈرائیور نے جواب دیا تو واک نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔

" اوہ تو یہ بات ہے ۔ ٹھیک ہے پھر تم مجھے وہیں رانا ہاؤس پر اتار دو میں وہیں ان سے مل لوں گا ......" واک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور ادھیڑ عمر ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً دس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد اس نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دی ۔

" یہ جناب سامنے والی بلڈنگ رانا ہاؤس ہے ۔" ڈرائیور نے سڑک کی دوسری طرف موجود بلڈنگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔

" اوہ اس قدر عالیشان بلڈنگ ۔ یہ رانا کون صاحب ہیں کوئی لارڈ ہیں ۔" واک نے حیرت بھرے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھول کر ٹیکسی سے نیچے اتر آیا ۔

" یقیناً رانا صاحب رئیس اعظم ہی ہونگے ۔" ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور واک نے میٹر دیکھ کر جیب سے ایک بڑا سا کرنسی نوٹ نکالا اور ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا ۔

" بے حد شکریہ مسٹر ...... آپ نے میری مدد کی ہے ورنہ میں تو وہاں عمران صاحب کا انتظار ہی کرتا رہ جاتا ۔ ویسے اگر عمران صاحب کا حلیہ بھی بتا دو تو مہربانی ہوگی تاکہ میں انہیں پہچان لوں ۔" واک نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" کوئی بات نہیں جناب یہ تو میرا فرض تھا ۔" ڈرائیور نے کرایہ کاٹ کر باقی نوٹ واک کے حوالے کرتے ہوئے عمران کا حلیہ بھی بتا دیا ۔

" یہ ٹپ رکھ لو ۔" واک نے ایک نوٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ۔

" جی نہیں شکریہ ۔ میں صرف کرایہ ہی لیتا ہوں ۔" ڈرائیور نے جواب دیا اور ٹیکسی آگے بڑھا دی واک نے ایک طویل سانس لیا اور نوٹ جیب میں رکھ کر وہ عمارت کا بغور جائزہ لینے لگا ۔ لیکن دوسرے

لمحے ایک نیلے رنگ کی کار پھاٹک کے سامنے آکر رکی اور پھر کار کی ڈرائیونگ سیٹ سے اتر کر ایک آدمی ستون کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ کون ہو سکتا ہے۔" واک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا اور ڈرائیور جو کار میں واپس بیٹھ چکا تھا۔ کار اندر لے گیا۔ پھاٹک خود بخود بند ہو گیا۔ واک خاموش کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس کے ذہن میں دراصل ایک اور بات آ رہی تھی کہ اس قدر وسیع و عریض اور عالی شان عمارت میں نجانے کتنے ملازم ہوں گے۔ اس لئے اس نے اس عمارت میں داخل ہونے سے پہلے پورے انتظامات کر لینے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ اسے ان انتظامات کے لئے مطلوبہ چیزوں کے حصول کے بارے میں علم نہ تھا کہ وہ انہیں کہاں سے حاصل کر سکتا ہے۔ رقم کی اسے فکر نہ تھی رقم اس کے پاس موجود تھی۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول حاصل کر کے پہلے انہیں اندر فائر کرے۔ اس طرح عمارت میں موجود سب افراد بے ہوش ہو جائیں گے اور پھر وہ آسانی سے اپنی کارروائی مکمل کرے گا۔ لیکن ظاہر ہے ایسے گیس کے کیپسول ہر دکان پر تو نہ مل سکتے تھے۔ اسی لمحے اس نے ایک بار پھر پھاٹک کھلتے ہوئے دیکھا۔ وہی نیلے رنگ کی کار باہر آ رہی تھی اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر دائیں طرف چلی گئی۔

"میرا خیال ہے مجھے وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ ورنہ ہو سکتا ہے عمران چلا جائے اور پھر مجھے نئے سرے سے اسے تلاش کرنا ہو گا۔"

واک نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ سڑک کراس کر کے وہ عمارت کے سامنے سے گذرتے ہوئے اس کی سائیڈ گلی سے گذر کر اس کے عقبی طرف کو بڑھنے لگا۔ عمارت خاصی وسیع و عریض تھی۔ ختم ہونے میں نہ آ رہی تھی۔ لیکن بہرحال اس کی حدود ختم ہو گئی اور وہ اس کے عقب میں آ گیا۔ یہاں بھی خاصی مصروف سڑک تھی۔ عمارت کی دیواریں بھی کسی محل کی طرح خاصی بلند تھیں اور عمارت چاروں طرف سے کھلی تھی۔ کسی عمارت سے منسلک تھی۔ نہ ہی اس کی دیوار کے ساتھ کوئی ایسا درخت تھا۔ جس کے ذریعے وہ اندر کود سکتا...... وہ حیرت سے اس عمارت کا جائزہ لیتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر دوسری سائیڈ سے ہوتا ہوا ایک بار پھر سامنے کے رخ پر آ گیا۔

"اس کے اندر تو جانا ناممکن ہے۔ کہیں یہ سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر تو نہیں۔" واک کے ذہن میں اچانک یہ خیال آیا اور وہ بری طرح چونک پڑا۔

"اوہ اوہ پھر تو اس میں زبردست قسم کے حفاظتی انتظامات بھی ہوں گے۔ ویری بیڈ...... مجھے اب فلیٹ پر جا کر ہی عمران کا انتظار کرنا ہو گا......" واک نے کہا اور قدم بڑھاتا ہوا ایک بار پھر وہ سڑک کراس کر کے عمارت کی مخالف سمت پر پہنچ گیا۔ وہ خالی ٹیکسی کے لئے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کہ اچانک اسے ایک ریسٹوران نظر آ گیا۔ جس کا فرنٹ شفاف شیشے کا تھا۔

"وہاں فلیٹ کے سامنے انتظار کرنے کی بجائے یہاں بیٹھ کر کیوں نہ انتظار کیا جائے اور جب عمران یہاں سے واپس جائے میں بھی اس کے پیچھے چلا جاؤں گا........" واک نے سوچا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ریستوران کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ریستوران میں ایک ایسی سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔ جہاں سے اس رانا ہاؤس کا غیر معمولی بڑا پھاٹک صاف نظر آ رہا تھا۔ اس نے کافی منگوا لی تھی اور پھر وہ آہستہ آہستہ کافی پینے میں مصروف ہو گیا۔ کافی پینے کے بعد بھی وہ وہیں بیٹھا رہا اور ایک بار پھر اس نے کافی منگوا لی۔ دوسری بار بھی وہ کافی کی چسکیاں لے ہی رہا تھا کہ بے اختیار چونک پڑا۔ پھاٹک کے سامنے ایک جہازی سائز کی کار کھڑی نظر آ رہی تھی اور اس میں سے ایک دیو ہیکل حبشی جس نے خاکی رنگ کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔ اتر کر ستون کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک آدمی باہر آگیا اور واک اسے دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کیونکہ وہ عمران کو پہچان گیا تھا۔ پھر وہ حبشی سمیت اسی چھوٹے پھاٹک سے اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد بڑا پھاٹک کھلا اور کار تیزی سے اندر داخل ہو گئی۔ اس نے اس دیو ہیکل حبشی کو خود پھاٹک بند کرتے دیکھا تو اس کے ذہن میں ایک بار پھر کھلبلی سی مچ گئی۔ اب اس کے ذہن میں ایک نئی بات آئی تھی عمران کا خود پھاٹک کھولنے کے لئے آنے کا مطلب تھا کہ اس عمارت میں ملازم موجود نہیں ہیں۔ ورنہ ظاہر ہے وہ خود پھاٹک کیوں کھولنے آتا اور جس طرح پھاٹک کو وہ حبشی بند کر رہا تھا اس سے بھی ظاہر تھا کہ اس

عمارت میں کوئی آٹومیٹک سسٹم موجود نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ دیو ہیکل حبشی اور کار میں موجود آدمی ہو گا یا دو چار آدمی ہو جائیں گے۔

"صاحب کچھ اور چاہیئے۔" اس لمحے ویٹر نے قریب آکر کہا اور واک چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"نہیں شکریہ۔" واک نے کہا اور اٹھ کر ایک نوٹ جیب سے نکال کر اس نے ویٹر کے ہاتھ میں پکڑایا اور تیزی سے چلتا ہوا ریستوران سے باہر آگیا۔ اب وہ ایک قابل عمل منصوبہ بنا چکا تھا۔ خالی ٹیکسی اسے جلد ہی مل گئی۔

"یہاں کسی ایسی میڈیکل مارکیٹ میں لے چلو جہاں سے میں قیمتی ادویات خرید سکوں۔" واک نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ واقعی ایک ایسی مارکیٹ میں پہنچ چکا تھا۔ جہاں میڈیکل ادویات کی بڑی بڑی دکانیں تھیں۔ واک نے سب سے بڑی دکان منتخب کی اور پھر اسے وہاں سے اپنی مطلوبہ ادویات باسانی مل گئیں۔ وہاں سے نکل کر ایک اور دکان میں پہنچا اور وہاں سے اس نے ایک بڑے سائز کے خالی کیپسولوں کا ایک ڈبہ خریدا اور اس کے بعد اس نے قریب واقع ایک ہوٹل کا رخ کیا۔

"کیا یہاں کوئی سپیشل روم ہے......... میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔" ہوٹل میں داخل ہو کر اس نے کاؤنٹر پر کھڑے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ یس سر۔ لیکن کرایہ آپ کو ایک روز کا ہی دینا ہو گا۔" کاؤنٹر مین نے کہا۔

"کوئی حرج نہیں ہے۔" واک نے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر کاؤنٹر مین کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے نوٹ لے کر دراز میں رکھا اور پھر دو چھوٹے نوٹ نکال کر اس نے واپس کئے اور ساتھ ہی اس نے ایک طرف کھڑے ویٹر کو بلایا۔

"صاحب کو سپیشل روم نمبر تین میں چھوڑ آؤ۔" کاؤنٹر مین نے ویٹر سے کہا۔

"آیئے سر۔" ویٹر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور ایک طرف مڑ گیا۔ واک نے ویٹر کو بھی ٹپ دی اور کمرے کا دروازہ بند کر کے اس نے جیب میں موجود خالی کیپسولوں کا ڈبہ اور ادویات نکال کر میز پر رکھیں اور انہیں بنانے میں مصروف ہو گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ کام کرتا رہا۔ پھر اس نے طویل سانس لیا اب وہ دس ایسے کیپسول تیار کر چکا تھا۔ جن میں موجود دوا کیپسول کھلتے ہی آکسیجن کے ساتھ مل کر گیس کی شکل اختیار کر جاتی اور یہ گیس انتہائی طاقت ور تھی۔ واک نے تیار شدہ کیپسول اٹھا کر احتیاط سے جیب میں رکھے اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر ایک خالی ٹیکسی حاصل کر چکا تھا۔ لیکن ٹیکسی میں بیٹھتے ہی اسے یکلخت احساس ہوا کہ اس نے روڈ کا تو نام ہی معلوم نہیں کیا تھا۔ جہاں وہ رانا ہاؤس تھا۔ ڈرائیور سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں یہاں اجنبی ہوں۔ میں نے رانا ہاؤس جانا ہے۔ بہت بڑی عالی شان اور وسیع و عریض بلڈنگ ہے۔ اس کے سامنے ایک سینما ہاؤس بھی ہے۔" واک نے کہا اور ڈرائیور نے جب اثبات میں سر ہلا دیا تو واک نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔ ڈرائیور کے اثبات میں سر ہلانے کا واضح مطلب تھا کہ وہ رانا ہاؤس کے بارے میں جانتا ہے اور پھر واقعی تھوڑی دیر بعد ڈرائیور نے رانا ہاؤس کے پھاٹک کے سامنے کار روک دی۔

"ارے رانا ہاؤس تو میں نے نشانی کے طور پر بتایا تھا۔ آگے والی گلی کے پاس اتار دو۔" واک نے کہا اور ڈرائیور نے بغیر کچھ کہے کار آگے بڑھا دی۔ وہ شاید عام ٹیکسی ڈرائیوروں کے برخلاف کم گو قسم کا آدمی تھا۔ اگلی گلی پر اتر کر اس نے میٹر دیکھ کر کرایہ بھی دیا اور ساتھ ہی ٹپ بھی۔ ڈرائیور نے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور ٹیکسی آگے بڑھا کر لے گیا۔ واک تیزی سے سائیڈ گلی میں داخل ہوا اور پھر جہاں سے اصل عمارت شروع ہوتی تھی وہاں رک کر اس نے جیب سے دو کیپسول نکالے اور بازو گھما کر اس نے دونوں کیپسول عمارت کے اندر پھینکے اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ عقبی طرف بھی اس نے دو کیپسول اسی طرح اندر پھینکے اور پھر عقبی سڑک کراس کر کے وہ عمارت کی دوسری طرف والی گلی میں آیا اور اس نے دو کیپسول اسی طرح سے عقبی حصے میں اور پھر دو کیپسول درمیانی حصے میں اور دو کیپسول فرنٹ والے حصے میں پھینک کر وہ تیزی سے سڑک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سڑک پر

اسی طرح ٹریفک رواں دواں تھی۔ واک خاموشی سے سڑک کراس کر
کے دوبارہ اس ریستوران کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ
اس تیز اور زوراثر گیس کا اثر آدھے گھنٹے تک بہرحال اس پوری عمارت
میں پھیلا رہے گا۔ اس لئے آدھے گھنٹے سے پہلے اس عمارت میں داخل
ہونا خود ہی اس گیس کا شکار ہونے کے مترادف تھا چنانچہ آدھا گھنٹہ وہ
اس ریستوران میں بیٹھ کر گذارنا چاہتا تھا۔ اپنی مخصوص میز پر بیٹھتے
ہی اس نے ویٹر کو کافی لانے کا آرڈر دیا۔ ویٹر بدل چکا تھا۔ شاید ڈیوٹی
بدل گئی تھی اور پھر کافی کی چسکی لیتے ہوئے اچانک اس کی نظریں رانا
ہاؤس کے ساتھ موجود ٹیلی فون کے کھمبے پر پڑ گئیں۔ یہ کھمبا کافی بلند
تھا اور سائیڈ کی دیوار کے ساتھ تھا۔ اس کھمبے پر چڑھ کر وہ آسانی سے
دیوار اور پھر اندر کود سکتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس طرح کسی غیر ملکی
کو کھمبے پر چڑھتے دیکھ کر لوگ حیرت کے مارے رک جائیں گے۔ اس
لئے وہ سوچ رہا تھا کہ اس ماحول میں اسے کیا کرنا چاہئے۔ پھر اچانک
ایک خیال اس کے ذہن میں آیا اور وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ ایک
اچھوتی ترکیب اس کے ذہن میں آ گئی تھی۔ وہ آدھے گھنٹے تک اطمینان
سے بیٹھا کافی پیتا رہا۔ پھر اٹھ کر اس نے کاؤنٹر پر ادائیگی کی اور
ریستوران سے باہر آ گیا باہر آ کر وہ ایک لمحے تک رانا ہاؤس کی اس بلند
وبالا اور وسیع عمارت کو دیکھتا رہا۔ پھر تیزی سے سڑک کراس کر کے
وہ پھاٹک کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے ستون پر موجود کال بیل کا بٹن
پریس کیا اور انتظار کرنے لگا۔ وہ دراصل گیس کے اثرات کو پہلے

چیک کر لینا چاہتا تھا۔ گو اسے یقین تھا گیس پوری عمارت میں پھیل
چکی ہو گی اور عمارت میں موجود ہر شخص بے ہوش ہو گیا ہو گا۔ لیکن
اس کے باوجود وہ مکمل اطمینان کر لینا چاہتا تھا چند منٹ تک انتظار
کرنے کے بعد اس نے دوبارہ کال بیل کا بٹن پریس کیا اور پھر چند
منٹ تک انتظار کرنے کے بعد وہ اطمینان سے چلتا ہوا سامنے کے رخ
کو کراس کر کے سائیڈ گلی میں آیا اور تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ ٹیلی
فون کے کھمبے کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا اور اس طرح سر اٹھا کر اوپر
تاروں کو دیکھنے لگا جیسے تاروں کے سسٹم کا معائنہ کر رہا ہو اور پھر اس
کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ
کھمبے کے درمیان میں کافی بلندی تک خاردار تاریں کھمبے سے اس طرح
لپٹی ہوئی تھیں کہ ان پر چڑھنا ناممکن تھا۔ اس نے پلاننگ یہی کی تھی
کہ وہ کچھ دیر وہاں رک کر تاروں کو دیکھے گا۔ اس طرح اسے دیکھنے
والے لوگ رکیں گے نہیں اور پھر وہ اچانک تیزی سے کھمبے پر چڑھ کر
پوری قوت سے دیوار کے اندر چھلانگ لگا دے گا۔ اس طرح اس کا
خیال تھا کہ جب تک لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں وہ اندر پہنچ چکا
ہو گا۔ لیکن اس کھمبے کے درمیان میں موجود خاردار تاروں نے اس کا یہ
منصوبہ بھی ناکام بنا دیا تھا۔ چنانچہ وہ سر کو جھٹکتا ہوا آگے بڑھ گیا۔
اب وہ اندر داخل ہونے کی کوئی نئی ترکیب سوچ رہا تھا۔ لیکن عمارت
ختم ہو گئی تھی۔ کوئی ترکیب اس کے ذہن میں نہ آئی تو آخر کار اس نے
یہی فیصلہ کیا کہ اب اسے ہر صورت میں رسک لینا چاہئے وہ پھاٹک

کے ڈیزائن پر پیر رکھ کر پھاٹک پر چڑھ کر اندر کود جائے۔ اگر کوئی
متوجہ بھی ہوگا تو دیکھا جائے گا۔ چنانچہ وہ واپس مڑا اور ایک بار پھر تیز
تیز قدم اٹھاتا سڑک پر آگیا۔ پھاٹک کے سامنے پہنچ کر اس نے ادھر ادھر
دیکھا کہ اچانک اس نے ایک بچے کو دیکھا جس نے میلے کچیلے سے
کپڑے پہنے ہوئے تھے اور وہ پیدل چلتا ہوا اس کی طرف آرہا تھا۔ اس
کے ذہن میں اچانک ایک خیال آیا۔ اس نے جیب سے ایک نوٹ
نکالا اور پھر جیسے ہی بچہ قریب آیا اس نے نوٹ اس کی طرف بڑھا دیا۔
بچہ چونک کر نہ صرف رک گیا بلکہ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات
بھی ابھر آئے۔

"سنو۔ تم یہ نوٹ رکھ لو اور اس چھوٹے پھاٹک پر چڑھ کر اندر سے
کنڈی کھول دو۔ میں چابی اندر بھول گیا ہوں۔" واک نے بچے سے
مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ اچھا جناب........" بچے نے جلدی سے نوٹ لے کر جیب میں
ڈالتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت بے حد مسرت کے تاثرات
ابھر آئے تھے اور پھر وہ واقعی کسی بندر کی سی تیزی اور پھرتی کے ساتھ
پھاٹک پر چڑھ کر اندر کی طرف اتر گیا چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھل
گیا اور بچہ باہر آگیا۔

"بے حد شکریہ اب تم جاؤ........" واک نے اس کے کاندھے پر
تھپکی دیتے ہوئے کہا اور بچہ سلام کر کے تیزی سے بھاگ گیا۔ واک
نے اطمینان کا طویل سانس لیا اور اندر داخل ہو کر اس نے پھاٹک

اندر سے بند کیا اور تیزی سے وسیع و عریض لان کراس کر کے وہ اصل
عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمارت واقعی بے حد وسیع و عریض تھی
اس نے دو قوی ہیکل حبشیوں کو مختلف جگہوں پر بے ہوش پڑے
ہوئے دیکھا اور پھر ایک کمرے میں اسے ڈانلڈ بھی کرسی پر بندھا بیٹھا
نظر آگیا اور وہ اسے وہاں دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا اور جب اسنے
ایک اور کمرے میں فیروزہ کو بے ہوش دیکھا اور ایک کمرے میں اسے
رابرٹ کی لاش نظر آئی تو اس کے ذہن میں ساری صورت حال واضح ہو
گئی۔ لیکن عمران اسے کہیں نظر نہ آیا تھا۔ جبکہ اسے تلاش عمران کی
تھی اور پھر ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ چونک پڑا۔
وہاں فرش کا ایک کونا صندوق کے ڈھکن کی طرح اٹھا ہوا تھا اور
سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ تیزی سے سیڑھیاں
اترتا ہوا جب ایک وسیع و عریض کمرے میں پہنچا تو اس کی آنکھیں
حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس کمرے میں ایک جدید ترین اور
شاندار لیبارٹری قائم تھی اور یہاں سیڑھیوں کے قریب ہی عمران اور
اسکے ساتھ ایک ادھیڑ عمر باوقار شخصیت بھی فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز
میں پڑے ہوئے تھے۔ عمران کا ایک ہاتھ آگے کی طرف پھیلا ہوا تھا
جیسے اسنے کسی چیز کو پکڑنے کی لاشعوری کوشش کی ہو اور دوسرے
لمحے واک چونک پڑا۔ عمران کے ہاتھ کے ساتھ ہی ایک مائیکرو فلم
رول پڑا ہوا تھا۔ واک نے جلدی سے رول اٹھایا اور اسے غور سے
دیکھتا ہوا وہ ایک مشین کی طرف بڑھ گیا۔ واک کے لئے یہ سب

مشینری نئی نہ تھی۔ایسی مشینری کا استعمال اس کی تربیت کا حصہ رہی
تھی اس لئے جلد ہی اس نے اس فلم کو ایک مشین میں ڈالا اور مشین
کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا چند لمحوں بعد سکرین پر روشنی ہو گئی اور پھر
ایک صفحہ سکرین پر ابھر آیا۔واک نے الفاظ کو بڑا کیا اور انہیں پڑھنے
لگا جیسے جیسے وہ اس تحریر کو پڑھتا گیا اس کے چہرے پر مسرت کے
تاثرات پھیلتے چلے گئے یہ وہی معاہدہ تھا۔جس کے لئے یہ سارا چکر چل
رہا تھا۔وہ مشین آپریٹ کرتا رہا اور فلم پڑھتا گیا جب اس نے پوری فلم
چیک کر لی تو اس نے مشین آف کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ
اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح آیا اور
وہ چونک پڑا۔وہ جلدی سے اٹھا اور اس نے لیبارٹری کی تلاشی لینی
شروع کر دی اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک الماری سے ایک سادہ مائیکرو
فلم تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔وہاں ایسی سادہ فلموں کے کئی
ڈبے موجود تھے۔اس نے ایک فلم اٹھائی اور ڈبہ اور الماری بند کر کے
وہ دوبارہ اس مشین کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور سادہ فلم ایک خانے
میں ڈالنے کے بعد اس نے مشین کو دوبارہ آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔
چند ۔ہ منٹ بعد وہ ایک اور مائیکرو فلم تیار کر چکا تھا۔اس نے وہ فلم
نکال کر جیب میں ڈالی اور پھر مشین آف کر کے اس نے وہ پہلے والے
فلم نکالی اور اسے واپس لا کر اس نے بالکل اسی انداز میں اور اسی جگہ
رکھ دیا۔جہاں سے اس نے اسے اٹھایا تھا۔یعنی عمران کے آگے بڑھے
ہوئے ہاتھ کے سامنے اور پھر وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا اس کا دل

مسرت سے بلیوں اچھل رہا تھا اسے معلوم تھا کہ گیس کے اثرات کم از
کم تین چار گھنٹوں تک باقی رہیں گے اور اس دوران وہ اطمینان سے
پاکیشیا سے نکل سکتا ہے اور عمران یا کسی کو معلوم بھی نہ ہو سکے گا کہ
اس نے دوسری کاپی تیار کی ہے۔وہ چھوٹے پھاٹک کے قریب آیا اور
اس نے پھاٹک کھول کر باہر جانے کی بجائے پھاٹک پر چڑھنا شروع کر
دیا۔اب اسے پرواہ نہ تھی کہ باہر چلتی ہوئی ٹریفک اسے دیکھ کر کیا
کہے گی اور چند لمحوں بعد وہ پھاٹک پر چڑھ کر دوسری طرف اترا اور سڑک
پر پہنچ کر اس نے ایک خالی ٹیکسی روکی اور اسے ہوٹل چلنے کا کہہ کر وہ
ٹیکسی میں بیٹھ گیا اب وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ پھاٹک کو اندر سے
بند دیکھ کر عمران کو کسی صورت بھی یہ خیال نہ آسکے گا کہ کوئی اندر
آیا ہے اور یہی اس کی کامیابی تھی۔باس تو سپیشل گروپ بعد میں بھیجے
گا وہ معاہدے کی نہ صرف نقل حاصل کر لینے میں کامیاب ہو چکا تھا۔
بلکہ کسی کو یہ بھی معلوم نہ ہو سکے گا کہ اس کی نقل حاصل بھی کی گئی
ہے یا نہیں۔اصل فلم۔فیروزہ، رابرٹ، ڈانلڈ سب وہیں موجود تھے۔
اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنی جگہ پوری طرح مطمئن رہے گی اور
یہی اس کی سب سے بڑی کامیابی تھی جس پر وہ حقیقتاً بے حد نازاں ہو
رہا تھا۔

عمران سر سلطان کو معاہدے کے مسودے کی فلم مشین پر چیک
کرا کر واپس باہر جانے کے لئے سیڑھیوں کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ
اچانک اس کا ذہن تیزی سے گھوما۔ اسی لمحے اس نے سر سلطان کے حلق
سے کراہ سی سنی اور دوسرے لمحے سر سلطان لڑکھڑا کر نیچے گرنے لگے۔
عمران انہیں گرنے سے بچانے کے لئے مڑنے ہی لگا تھا کہ اس کا اپنا
ذہن اس طرح گھوما جیسے کسی نے اسے کسی انتہائی تیز رفتار پنکھے سے
باندھ دیا ہو اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی لیکن
اس کا جسم لڑکھڑا کر نیچے گرتا چلا گیا۔ اس کے ذہن میں آخری احساس
یہی ابھرا کہ اس کے ہاتھ میں موجود فلم رول اس کے ہاتھ سے نکل رہا
ہے اور اس نے لاشعوری طور پر اسے پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن
پھر اسے ہوش نہ رہا۔ اس کے تیزی سے گھومتے ہوئے ذہن پر تاریکی کا
دبیز پردہ پڑ گیا۔ پھر جیسے تاریک بادلوں میں بجلی چمکتی ہے اس طرح
اس کے تاریک ذہن میں بار بار روشنی کی لکیریں سی نمودار ہونے لگیں
اور پھر روشنی کی مقدار آہستہ آہستہ بڑھتی چلی گئی اور جب عمران کی

آنکھیں کھلیں تو کچھ دیر تک وہ لاشعوری کیفیت میں پڑا رہا پھر آہستہ
آہستہ اس کا شعور بیدار ہوتا چلا گیا اور شعور بیدار ہوتے ہی اس کی
نظریں سب سے پہلے اپنے پھیلے ہوئے ہاتھ سے ذرا آگے پڑے ہوئے
فلم رول پر پڑیں اور دوسرے لمحے اس کا جسم تیزی سے سمٹا اور وہ اٹھ کر
بیٹھ گیا۔ اس نے فلم رول جھپٹا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ادھر ادھر
دیکھا۔ اس کے منہ سے بے اختیار حیرت بھرا سانس نکل گیا وہ اپنی
لیبارٹری میں ہی موجود تھا۔ سر سلطان اس کے ساتھ ہی فرش پر بے
ہوش پڑے ہوئے تھے اور فلم رول بھی محفوظ تھا اور لیبارٹری میں سب
چیزیں اپنی اپنی جگہ اسی طرح موجود تھیں، عمران کے ہونٹ بے اختیار
بھنچ گئے یہ بات تو بہرحال حقیقت تھی کہ رانا ہاؤس میں انتہائی تیز اثر
بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی گئی ہے اور یہ گیس بھی ایسی ہے
جو بے حد طاقتور ہونے کے ساتھ ساتھ بے بو بھی تھی اور اب بھی اسے
ہوش شاید اپنی مخصوص ذہنی ورزشوں کی وجہ سے پہلے آ گیا تھا۔ لیکن یہ
بات اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ گیس کس نے فائر کی اور کیوں فائر کی۔
وہ اٹھ کر سیڑھیوں کی طرف لپکا اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر
پہنچ گیا اور پھر اس نے ساری عمارت گھوم ڈالی۔ جوزف، جوانا، فیروزہ،
ڈانلڈ اپنی اپنی جگہوں پر اسی طرح بے ہوش پڑے تھے۔ رابرٹ کی لاش
بھی ویسے ہی پڑی تھی اور پھر سب سے زیادہ حیرت اسے کوٹھی کے
بڑے اور چھوٹے پھاٹک کو اندر سے بند دیکھ کر ہوئی۔ پورچ میں
کاریں بھی ویسے ہی موجود تھیں۔ البتہ اس نے کوٹھی گھومتے ہوئے

ٹوٹے ہوئے کیپسولوں کے ٹکڑے کوٹھی کے چاروں طرف پھیلے ہوئے دیکھے تھے ۔ یہ عام سے میڈیکل کیپسول تھے اس نے ایک ٹکڑا اٹھا کر اسے سونگھا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ انکولانی گیس ۔اس کا مطلب ہے کہ اسے خاص طور پر تیار کیا گیا ہے ۔لیکن پھر اندر کوئی کیوں نہیں آیا جبکہ حفاظتی سسٹم بھی آن نہ تھا۔" عمران نے سوچا دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ دوڑتا ہوا واپس لیبارٹری میں آیا اور اس نے جیب سے فلم نکال کر اسے مشین میں ڈالا اور مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔وہ اس فلم کو دوبارہ چیک کرنا چاہتا تھا اور پھر جب اس نے فلم چیک کی تو اس کے چہرے پر پہلے سے موجود حیرت کے تاثرات اور زیادہ بڑھ گئے۔ کیونکہ فلم درست بھی تھی اور محفوظ بھی ۔یہ کیا اسرار ہے ۔" عمران نے مشین آف کرتے ہوئے بڑبڑا کر کہا مگر دوسرے لمحے اس کی نظر جیسے ہی ایک ڈائل پر پڑی وہ بے اختیار چونک پڑا۔اس نے تیزی سے ایک دو خاص بٹن دبائے اور پھر ایک اور ڈائل پر روشن ہونے والے ہندسے کو دیکھ کر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا مشین کا ڈائل بتا رہا تھا کہ اسے چار بار آپریٹ کیا گیا ہے ۔جبکہ عمران کے لحاظ سے اسے دو بار آپریٹ کیا گیا تھا۔پہلی بار اس وقت جب اس نے سر سلطان کو فلم دکھائی تھی ۔دوسری بار اب جب اس نے اسے چیک کیا تھا۔اس کا مطلب تھا کہ ان دونوں وقفوں کے درمیان اس مشین کو دو بار آپریٹ کیا گیا ہے۔کس نے کیا ہے اور کب کیا ہے اور کیوں کیا ہے ۔

یہ بات عمران کے لئے اس وقت ایک لاینحل مسئلہ بنی ہوئی تھی ۔ عمران ہونٹ بھینچے اٹھا اور ہال کے آخری کونے میں موجود ایک چھوٹی سی مشین کے پاس جا کر اس نے اس مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ پھر جیسے ہی مشین کا ایک ڈائل روشن ہوا ۔ عمران کے ہونٹ مزید بھنچ گئے ۔اس مشین نے ایک انکشاف کیا تھا۔ کہ نہ صرف فلم چیک کرنے والی مشین کو چار بار آپریٹ کیا گیا ہے بلکہ ایک بار اس مشین سے فلم ڈپلیکیٹ بھی بنائی گئی ہے ۔عمران نے مشین آف کی اور بے اختیار دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھام لیا۔ایسی پیچیدہ اور لاینحل صورت حال سے واسطہ اسے آج سے پہلے کبھی نہ پڑا تھا۔ کوٹھی کے گیٹ بھی اندر سے بند تھے ۔ ہر چیز اپنی جگہ پر صحیح سلامت موجود تھی بے ہوش کر دینے والی انکولانی گیس کے کیپسول بھی اندر فائر کئے گئے تھے اور اب مشین کو بھی آپریٹ کیا گیا اور اس میں فلم ڈپلیکیٹ بھی بنائی گئی ، لیکن نہ ہی انہیں کسی نے ہلایا جلایا ۔ نہ مارا ۔ فلم بھی اسی طرح اس کے ہاتھ کے آگے پڑی ہوئی تھی ۔اس کے ذہن میں اس صورت حال کی وجہ سے دھماکے سے ہو رہے تھے ۔ پھر ایک خیال آتے ہی وہ تیزی سے اٹھا اور الماری کی طرف بڑھ گیا۔جس میں سادہ فلموں کے ڈبے موجود تھے ۔الماری بند تھی ۔اس نے الماری کھولی اور پھر ڈبوں کو چیک کرنا شروع کر دیا اور پھر سب سے اوپر رکھے ہوئے ڈبے کا کور ہٹاتے ہی اس کے حلق سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا ۔ڈبے میں موجود سادہ فلموں کے سیٹ میں سے ایک خانہ

خالی تھا۔ اب یہ بات تو طے ہو گئی تھی کہ کسی نے اس ڈبے میں سے سادہ فلم نکالی اور پھر اس سے فلم کی کاپی تیار کی۔ عمران نے ڈبہ بند کر کے الماری کے پٹ بند کئے اور تیزی سے سر سلطان کی طرف بڑھا۔ اس نے بے ہوش پڑے ہوئے سر سلطان کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر ایک کمرے میں پہنچ کر اس نے سر سلطان کو ایک صوفے پر لٹایا اور پھر خود وہ میڈیکل روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے میڈیکل روم میں پہنچ کر مختلف ادویات کو ملا کر ایک انجکشن تیار کیا اور پھر سب سے پہلے اس نے جوزف کے بازو میں اس محلول کی کچھ مقدار انجیکٹ کی اور پھر جوانا کی طرف بڑھ گیا۔ جو ایک دوسرے کمرے میں بے ہوش پڑا تھا۔ اس نے جوانا کو بھی انجیکشن لگایا اور سب سے آخر میں اس نے سر سلطان کے بازو کو انجیکشن لگایا اور پھر سرنج ایک طرف رکھ کر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی اور پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔ وہ اس شخص کے متعلق سوچ رہا تھا جس نے یہ سارا کھیل کھیلا تھا اور حقیقتاً عمران اس آدمی کی ذہانت کی دل ہی دل میں داد دینے پر مجبور ہو گیا تھا۔ جس نے نہ صرف رانا ہاؤس میں یوں دن دہاڑے داخل ہو کر فلم کی کاپی تیار کی بلکہ اس نے اپنی ذہانت سے عمران کو بھی چکر میں ڈال دیا تھا۔ اگر ایک ذہنی خدشے کے پیش نظر وہ فلم کو دوبارہ چیک نہ کرتا اور پھر اچانک تعداد بتانے والے ڈائل پر اس کی نظر نہ پڑتی تو اسے قیامت تک معلوم نہ ہو سکتا کہ ایسا کیا بھی گیا ہے یا نہیں۔ زیادہ سے زیادہ وہ

یہی سمجھتا کہ کسی نے گیس فائر کر کے انہیں بے ہوش کیا ہے لیکن پھر کسی بھی وجہ سے وہ اندر داخل نہیں ہو سکا۔

"باس باس ...... یہ مجھے کیا ہو گیا تھا باس۔" یکلخت باہر سے جوزف کی انتہائی خوفزدہ سی آواز سنائی دی اور پھر جوزف آندھی اور طوفان کی طرح اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین پریشانی کے تاثرات نمودار تھے۔

"باس میرا اس دنیا سے جانے کا وقت آ گیا ہے۔ اب شمولی جھیل کی اندھی گہرائیوں میں سونے والی پتھریلی نیند کا مجھ پر غلبہ ہونے لگ گیا ہے اور باس جس پر یہ نیند غلبہ کر لے وہ پھر اس دنیا میں نہیں رہ سکتا۔ اسے اندھی قبروں میں اترنا ہی پڑتا ہے۔ کاش باس ایسا نہ ہوتا۔ ابھی تو میں آپ کی کوئی خدمت بھی نہیں کر سکا۔ آہ آہ کاش ایسا نہ ہوتا" جوزف نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"تو۔ تم صرف میری خدمت کے لئے زندہ رہنا چاہتے ہو۔ ویسے تمہیں زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"باس سارے افریقہ کے وچ ڈاکٹر اس بات پر متفق ہیں کہ زیوش دیوتا کی خدمت کا نام ہی زندگی ہے اور زیوش دیوتا عظمت اور نیکی کا دیوتا ہے۔ شرافت اور پاکیزگی کا دیوتا ہے، محبت اور خلوص کا دیوتا ہے زیوش اس کائنات کا سب سے عظیم دیوتا ہے اور باس اس زمین پر تم زیوش دیوتا کے صحیح نمائندے ہو۔ اس لئے تمہاری خدمت زیوش

دیوتا کی خدمت ہے۔ تمہارا قرب زیوش دیوتا کا قرب ہے۔ اس لئے
تمہاری خدمت اور تمہارے قرب کا نام زندگی ہے۔ تم سے علیحدہ کوئی
زندگی نہیں ہے۔" جوزف نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں بولنا
شروع کیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا جوزف کی محبت اور اس کے بے
پناہ اور گہرے خلوص نے اس کے ذہن پر چھائی ہوئی سنجیدگی اور
پریشانی کی گرد اس طرح صاف کر دی تھی جیسے کوئی پھونک مار کر کسی
چیز سے گرد اڑا دے۔

"ماسٹر ماسٹر یہ میں بے ہوش کیسے ہو گیا تھا۔ یہ کیا ہوا تھا ماسٹر۔"
اچانک باہر سے جوانا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ اوہ تو جوانا پر بھی شمولی جھیل کی اندھی گہرائیوں میں سونے
والی پتھریلی نیند کا غلبہ ہو گیا۔ یہ کیا ہوا۔ یہ سب۔" جوزف، جوانا کی
بات سن کر بے اختیار حیرت اور خوف کے ملے جلے انداز میں بڑبڑایا۔

"جب انکولانی گیس کے اکٹھے دس بارہ کیپسول فائر کئے جائیں تو
نتیجہ یہی نکلنا تھا۔" عمران نے جوانا کے کمرے میں داخل ہوتے ہی
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"انکولانی گیس۔ کیا مطلب ماسٹر........" جوانا نے حیرت سے
آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا اور عمران نے اسے بتایا کہ کس طرح وہ
سب بے ہوش ہو گئے تھے اور پھر عمران کو ہوش آیا اور اس نے
انکولانی گیس کو چیک کر کے اس کا اینٹی انجیکشن انہیں لگایا ہے تو وہ
ہوش میں آئے ہیں۔

"اوہ اوہ شکر ہے۔ اوہ اوہ شکر ہے۔ میں بچ گیا۔ مجھے زندگی مل گئی
اوہ اوہ اس کا مطلب ہے کہ مجھ پر پتھریلی نیند کا غلبہ نہیں ہوا اوہ اس کا
مطلب ہے کہ میں ابھی باس کی خدمت کے لئے زندہ رہوں گا۔"
جوزف نے یکلخت انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اس کے چہرے پر
بے پناہ مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔ جیسے واقعی اسے نئی زندگی ملی
ہو۔

"تم نے رانا ہاؤس کا حفاظتی نظام کیوں آف کیا تھا۔ جبکہ میں نے
تمہیں حکم دے رکھا ہے۔ کہ اسے ہر وقت آن رہنا چاہئے۔" اچانک
عمران نے انتہائی خشک لہجے میں جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مم۔ مم مگر باس آپ اور سر سلطان جو موجود تھے۔ پھر۔ پھر میں
کیسے۔" جوزف نے یکلخت ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تو کیا یہ نظام صرف تم نے اپنی حفاظت کے لئے رکھا ہوا ہے۔
بولو کیوں آن نہ کیا تھا اسے۔" عمران کا لہجہ اور زیادہ خشک ہو گیا۔

"بب بب باس میں تو آپ کے لئے چائے بنانے میں مصروف ہو
گیا تھا۔ آپ۔ آپ نے خود ہی تو کہا تھا۔" جوزف کا چہرہ ہلدی کی طرح
زرد ہو گیا تھا۔

"کیا اس نظام کو آن کرنے کے لئے تمہیں زمین کھودنی پڑتی ہے۔
ہل چلانے پڑتے ہیں۔ بولو۔ کیا تم ایک بٹن بھی نہیں دبا سکتے تمہاری
اس کوتاہی کا نتیجہ تمہیں معلوم ہے کیا نکلا ہے اور کیا نکل سکتا ہے۔
مجرم ہمیں بے ہوش کر کے پاکیشیا کا اہم ترین راز یہاں سے لے گئے

ہیں اور اگر وہ جاتے ہوئے صرف ایک ایک بار ٹریگر بھی دبا دیتے تو تم
جواب مسرت سے ناچ رہے ہو۔ہم سب سمیت اندھی قبروں میں اتر
چکے ہوتے۔" عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔اوہ باس میں معافی چاہتا ہوں باس......... مم۔مم مجھ سے
غلطی ہو گئی ہے باس۔" جوزف نے خوف سے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے
میں کہا۔

"دو ہزار ڈنڈ۔ اور یہ تمہارے لئے ابھی معافی ہے۔ ورنہ تمہاری
باقی ساری عمر ڈنڈ نکالتے گذر جاتی۔ شروع ہو جاؤ"۔ عمران نے انتہائی
سخت لہجے میں کہا اور جوزف مرے مرے قدموں سے کمرے کے ایک
کونے کی طرف گیا اور پھر اس نے خاموشی سے ڈنڈ نکالنے شروع کر دیئے
اسی لمحے سر سلطان کراہے اور پھر ان کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل
گئیں اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار اٹھنے لگے تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر
انہیں سہارا دیا اور وہ اٹھ کر بیٹھ گئے لیکن وہ حیرت سے ادھر ادھر
دیکھنے لگے۔

"یہ یہ مجھے کیا ہو گیا تھا۔ میں تو تمہارے ساتھ اس لیبارٹری میں
تھا۔ کہ اچانک میرا ذہن لٹو کی طرح گھوما تھا۔ پھر۔پھر۔یہ کیا ہو گیا
ہے۔پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا۔ سر سلطان نے انتہائی حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔ان کے چہرے پر نامعلوم سے خوف کے تاثرات نمایاں
تھے۔

"گھبرایئے نہیں..... آپ کو کوئی ذہنی بیماری لاحق نہیں ہوئی۔یہ

دشمنوں کا کارنامہ تھا۔ انہوں ثبت نہیں کر سکتا۔ پلیز اسے کہو کہ
بے ہوش ہو گئے۔ لیکن وہ اندر داشت اب جواب دے رہی ہے"
چنانچہ میں نے انٹی گیس انجیکشن تمران بے اختیار مسکرا دیا۔
آپ ہوش میں آگئے ہیں......... "عمران نے کوتاہی کی تو پھر واقعی
لئے کہا۔ وہ فلم کی کاپی کر لینے والی بات گول کر گیا تھا۔ کیونکہ اس
طرح سر سلطان یقیناً بے حد پریشان ہو جاتے۔

"اوہ...... خدا کا شکر ہے کہ دشمن اندر داخل نہیں ہو سکے۔ ارے
یہ کیا ہے جوزف کو کیا ہوا ہے۔ یہ ڈنڈ کیوں نکال رہا ہے۔" سر سلطان
بات کرتے کرتے یکلخت چونک پڑے ان کی نظریں اب اس کونے پر
پڑی تھیں جہاں جوزف مسلسل ڈنڈ نکالنے میں مصروف تھا۔ اس کا
جسم پسینے میں ڈوبا ہوا تھا۔

"اسے ماسٹر نے سزا دی ہے۔ دو ہزار ڈنڈ نکالنے کی۔ کیونکہ اس نے
رانا ہاؤس کا حفاظتی نظام آن نہ کیا تھا۔" عمران کے بولنے سے پہلے
عمران کے پیچھے کھڑا ہوا جوانا بول پڑا۔

"کیا۔ کیا جوانا ٹھیک کہہ رہا ہے۔" سر سلطان کے لہجے میں بے
پناہ حیرت تھی۔

"یہ کم سے کم سزا ہے۔ اس نے چونکہ اپنی غلطی کا اعتراف کر کے
معافی مانگ لی تھی اس لئے میں نے اسے یہ انتہائی کم سزا دی ہے۔"
عمران نے جواب دیا۔

"کیا بکواس ہے۔ تم کون ہوتے ہو کسی کو سزا دینے والے

ہیں اور اگر وہ جاتے ہوئے صرف اکڑ سر سلطان نے انتہائی غصیلے لہجے
جواب مسرت سے ناچ رہے ہو... ڈنڈ نکالتا رہا۔
چکے ہوتے۔" عمران نے انتہائی ڈنڈ نکالنا۔" سر سلطان نے انتہائی
"اوہ۔ اوہ باس... مصف...

"تم۔ تم۔ باس کا مشکور ہوں۔ انہوں نے مجھ پر رحم کھایا ہے۔
اپنے غلام پرورنہ میں واقعی سخت ترین سزا کا مستحق تھا۔" جوزف نے
اسی طرح ڈنڈ نکالتے ہوئے رک رک کر کہا۔

"تم انتہائی قدر ناشناس آدمی ہو۔ تمہیں اس قدر پرخلوص اور محبت
کرنے والے لوگ ملے ہوئے ہیں اور تم انہیں آقا بن کر سزائیں دیتے
ہو۔ تمہیں شرم آنی چاہیئے۔" سر سلطان اب عمران پر الٹ پڑے۔
انہیں یقیناً عمران پر بے پناہ غصہ آرہا تھا۔

"اس لئے تو صرف دو ہزار ڈنڈ کی سزا دی ہے، ورنہ تو اس کوتاہی پر
اسے میں کنٹاکا کے حوالے کر دیتا۔" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ نہیں باس مجھ پر رحم کرو باس۔ کنٹاکا کے حوالے مجھے مت
کرو باس۔ میں یہ سزا کاٹ لوں گا باس۔" جوزف نے انتہائی خوفزدہ
لہجے میں کہا لیکن وہ مسلسل ڈنڈ نکالے جا رہا تھا۔

"کنٹاکا۔ وہ کیا ہوتی ہے۔" سر سلطان نے جوزف کو اس قدر
خوفزدہ ہوتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"افریقہ کی زہریلی دلدلوں میں پائی جانے والی خون آشام جونکیں۔"
عمران نے جواب دیا۔

"پلیز عمران۔ اب میں مزید برداشت نہیں کر سکتا۔ پلیز اسے کہو کہ
اب یہ ڈنڈ نکالنا بند کر دے۔ میری برداشت اب جواب دے رہی ہے۔"
سر سلطان نے ایسے لہجے میں کہا کہ عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"باقی سزا معاف۔ لیکن آئندہ اگر تم نے کوتاہی کی تو پھر واقعی
تمہیں کنٹاکا کے حوالے کر دوں گا۔" عمران نے کہا تو جوزف رک گیا۔
وہ اب ہانپ رہا تھا۔ اس کے سیاہ چہرے پر مسلسل ڈنڈ نکالنے کی وجہ
سے سیاہی ملی سرخی جیسے چھا سی گئی تھی۔

"شش شکریہ باس۔" جوزف نے کہا۔

"جوانا سر سلطان کو ان کی رہائش گاہ پر چھوڑ آؤ۔" عمران نے جوانا
سے مخاطب ہو کر کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوہ مگر فیروزہ کا کیا ہو گا اور صدر صاحب کو میں کیا رپورٹ دوں۔"
سر سلطان نے بھی صوفے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"فی الحال آپ انہیں صرف اتنی رپورٹ دیں کہ معاہدے کی جو
کاپی بنائی گئی تھی وہ سیکرٹ سروس نے حاصل کر لی ہے لیکن مجرم
ابھی گرفتار نہیں ہو سکے۔" عمران نے خشک لہجے میں کہا اور دروازے
کی طرف مڑ گیا سر سلطان بھی سر ہلاتے ہوئے اس کے پیچھے چل پڑے۔
عمران نے پورچ میں جا کر سر سلطان کو باقاعدہ سی آف کیا اور جب
جوانا رانا ہاؤس کی کار میں سر سلطان کو بٹھا کر باہر چلا گیا تو عمران نے
ایک طویل سانس لیا۔

"ڈانلڈ کی گردن توڑ دو اور رابرٹ اور ڈانلڈ کی لاشیں برقی بھٹی میں

ڈال دو ۔ فیروزہ ابھی بے ہوش پڑی رہے میں اس دوران کچھ ضروری انکوائری کر لوں ۔" عمران نے ساتھ کھڑے جوزف سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا اور پھاٹک کی طرف بڑھ گیا ۔ پھاٹک سے باہر آ کر وہ کافی دیر تک کھڑا ادھر ادھر دیکھتا رہا ۔ سڑک پر ٹریفک رواں دواں تھی عمران کو چونکہ رانا ہاؤس میں داخل ہونے والوں کے بارے میں قطعی کوئی علم نہ تھا ۔ کہ ان کی تعداد کیا تھی ۔ ان کے حلیے کیا تھے ۔ اس لئے وہ پھاٹک کے باہر کھڑا سوچ رہا تھا کہ ان کا سراغ کیسے لگائے ۔ کس سے پوچھے اور کیا پوچھے ۔ اسے یہی سوچتے ہوئے کافی دیر ہو گئی ۔ لیکن کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی اور پھر کاندھے جھٹک کر وہ آگے بڑھا اور سڑک کراس کر کے سامنے موجود سینما کی طرف بڑھ گیا ۔ وہاں شاید شو شروع ہونے والا تھا اس لئے کاروں ٹیکسیوں اور دوسری سواریوں پر مسلسل تماشائی آ رہے تھے ۔ عمران سڑک کراس کر کے اس ریستوران کی طرف بڑھنے لگا ۔ جو سینما کے قریب تھا ۔ اس نے یہی سوچا تھا کہ سب سے پہلے اس ریستوران میں جا کر معلوم کرے کہ یہاں کوئی ایسا فرد یا افراد تو نہیں بیٹھے رہے جو رانا ہاؤس کی طرف متوجہ رہے ہوں کہ اچانک ایک ٹیکسی اس کے قریب آ کر رکی اور عمران چونک پڑا ۔

" صاحب سلام ۔" ٹیکسی کی ڈرائیونگ سیٹ سے ایک آواز سنائی دی اور عمران نے جھک کر دیکھا تو دوسرے لمحے اس کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی ۔

" مشتاق تم ...... کیسی چل رہی ہے ٹیکسی ۔ تم تو پھر کہیں ملے ہی نہیں ......" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا وہ اس ڈرائیور کو پہچان گیا تھا ۔ یہ آدمی انٹیلی جنس میں ڈرائیور تھا کہ ایک ایکسیڈنٹ میں اس کی ایک ٹانگ بے جان ہو گئی اور پھر اسے ملازمت سے فارغ کر دیا گیا لیکن ظاہر ہے اس کی پنشن اتنی نہ تھی کہ وہ چھوٹے چھوٹے بچوں کا پیٹ پال سکتا اور ٹانگ بے جان ہو جانے کی وجہ سے وہ کوئی کام بھی نہ کر سکتا تھا ۔ عمران کو جب اس کے بارے میں معلوم ہوا تو اس نے اسے ایک مخصوص ٹیکسی کار بنوا کر دی ۔ تاکہ وہ بے جان ٹانگ کے باوجود اسے آسانی سے چلا سکے اور یہ وہی مشتاق تھا ۔ آج کافی طویل عرصے بعد اس سے دوبارہ ملاقات ہوئی تھی ۔

" اللہ کا شکر ہے صاحب ۔ آپ کی مہربانیوں کی وجہ سے سب ٹھیک چل رہا ہے ۔ بچے سکولوں میں پڑھ رہے ہیں گھر میں امن ہے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے گا ۔ آپ نے تو مجھے زندہ کر دیا ہے ۔" مشتاق نے انتہائی عقیدت بھرے لہجے میں کہا ۔

" ایسی کوئی بات نہیں ...... یہ تو سب تمہاری محنت کا نتیجہ ہے ۔ رزق حلال میں ویسے بھی بڑی برکت ہوتی ہے ۔ کبھی کوئی پرابلم ہو تو بغیر کسی تکلف کے میرے پاس آ جانا ۔" عمران نے کہا اور پھر سیدھا ہو کر آگے بڑھنے لگا ۔

" صاحب وہ غیر ملکی آپ سے ملا تھا ۔ وہ بے چارہ اپنے ذاتی کام کے لئے بے حد پریشان ہو رہا تھا ۔" عمران سیدھا ہو کر آگے بڑھنے ہی لگا تھا

کہ مشتاق کی آواز سنائی دی تھی اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"غیر ملکی۔ کون غیر ملکی۔ کس کی بات کر رہے ہو۔" عمران نے دوبارہ کھڑکی پر جھکتے ہوئے کہا کیونکہ ڈرائیونگ سیٹ دوسری طرف تھی۔

"اوہ تو وہ آپ سے نہیں مل سکا۔ حالانکہ وہ جا تو آپ کے فلیٹ پر رہا تھا مگر میں نے اسے بتایا کہ آپ رانا ہاؤس میں ہیں اور میں نے اس کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے اسے یہاں رانا ہاؤس کے سامنے ڈراپ کر دیا تھا۔" مشتاق نے کہا تو عمران نے دروازہ کھولا اور سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"پوری تفصیل بتاؤ۔ کہاں سے تم نے اسے اٹھایا تھا اور تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں فلیٹ کی بجائے رانا ہاؤس میں ہوں۔" عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"میں نے اسے ہوٹل لگژری سے پک کیا تھا جناب۔ اس نے کنگ روڈ جانے کے لئے کہا تو میں کنگ روڈ کی طرف چل پڑا۔ پھر میں نے ویسے ہی اس سے پوچھ لیا کہ اس نے کنگ روڈ پر کہاں جانا ہے۔ کیونکہ کنگ روڈ طویل سڑک ہے اور وہ چونکہ غیر ملکی تھا۔ اس لئے میں نے پوچھا تھا کہ وہ کہیں دھکے نہ کھاتا پھرے اور میں اسے اس کی مطلوبہ جگہ پر ڈراپ کر دوں۔ تو اس نے کہا کہ وہ کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو ۲ کے قریب جانا چاہتا ہے میں یہ سن کر چونک پڑا۔ میں نے آپ کا نام لیا تو اس نے اقرار کیا کہ وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ اس پر میں نے اسے

بتایا کہ آپ نے مجھے یہ ٹیکسی لے کر دی ہے۔ اس نے کہا کہ وہ بھی اپنی ایک ذاتی مشکل کی وجہ سے آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ میں نے صبح رانا ہاؤس سے گذرتے ہوئے دیکھا تھا کہ آپ رانا ہاؤس میں جا رہے تھے اور آپ نے یہ ٹیکسی بھی مجھے رانا ہاؤس بلوا کر ہی دی تھی۔ اس لئے میں نے اسے بتایا کہ آپ فلیٹ پر نہیں بلکہ رانا ہاؤس میں ہیں تو اس نے مجھے رانا ہاؤس چلنے کے لئے کہا اور میں نے اسے یہاں ڈراپ کر دیا اور ہاں اس نے مجھ سے آپ کا حلیہ بھی پوچھا تھا۔ کیونکہ وہ آپ کو پہلے سے نہ جانتا تھا......" مشتاق نے پوری تفصیل بتا دی۔

"اس کا حلیہ کیا تھا۔ پوری تفصیل سے بتاؤ۔" عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں پوچھا اور جواب میں مشتاق نے اسے حلیہ بتا دیا۔ عمران نے لباس کی تفصیل پوچھی تو مشتاق نے وہ بھی بتا دی۔

"او کے ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ۔" عمران نے دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"جناب میں نے کوئی غلطی تو نہیں کی۔ آپ جس طرح سنجیدہ ہو گئے ہیں اس سے مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میں نے کوئی غلطی کی ہے۔ میں معافی چاہتا ہوں جناب۔ میں نے تو نیک نیتی سے یہ سب کچھ کیا تھا۔" مشتاق نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"سنو مشتاق۔ آئندہ کسی اجنبی کو میرے بارے میں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ سمجھے۔ اب جاؤ۔" عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ اتنی تو بات وہ سمجھ گیا تھا کہ رانا ہاؤس میں داخل ہونے والوں میں

بہر حال یہ غیر ملکی ضرور شامل ہوگا۔ گو مشتاق نے اس کے نقطہ نظر سے غیر ملکی کو رانا ہاؤس لا کر بھیانک غلطی کی تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ اب وہ اس مشتاق کے اس طرح اچانک ملنے پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کر رہا تھا۔ مشتاق یقیناً سینما میں کسی سواری کو چھوڑنے آیا ہوگا اور اسے دیکھ کر وہ اس کے قریب آگیا تھا۔ اگر مشتاق اس طرح اچانک اسے نہ ملتا تو اس غیر ملکی کے بارے میں یقیناً اسے کچھ معلوم نہ ہو سکتا اس لئے کم از کم ایک کا حلیہ تو اس کے پاس موجود تھا۔ وہ ریستوران میں داخل ہوا اور پھر سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کاؤنٹر پر ایک ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا۔ وہ شاید ریستوران کا مالک تھا۔

"عمران صاحب آپ اور یہاں، میرے ریستوران میں...... خوش آمدید۔" ادھیڑ عمر نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شکریہ۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام انعام خان ہے ...... دو سال ہوئے میں نے یہ ریستوران بنایا ہے۔ پہلے میں ہوٹل الیگزینڈر میں سپروائزر ہوا کرتا تھا وہیں آپ سے ملاقات رہتی تھی۔ اب رانا ہاؤس میں آپ کو آتے جاتے تو دیکھتا رہتا ہوں لیکن آپ کبھی یہاں تشریف ہی نہیں لے آتے۔ فرمایئے کیا خدمت کروں ......" انعام خان نے انتہائی با اخلاق لہجے میں کہا۔

"شکریہ...... کیا آپ صبح سے یہاں ڈیوٹی دے رہے ہیں......" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں تقریباً صبح سے۔ میں خود یہاں رہتا ہوں تاکہ کام سنبھال سکوں۔ کیوں۔" انعام خان نے چونک کر پوچھا۔

"ایک غیر ملکی کے بارے میں معلوم کرنا تھا کہ کیا وہ یہاں بیٹھا رہا ہے۔" عمران نے کہا اور ساتھ ہی مشتاق کا بتایا ہوا حلیہ دہرا دیا۔

"اوہ جی ہاں بالکل میں نے اسے دیکھا ہے وہ ادھیر میز پر بیٹھا رہا۔ ایک دفعہ وہ کافی دیر تک بیٹھا رہا۔ اس نے دو بار کافی پی پھر وہ اٹھ کر چلا گیا۔ کافی دیر بعد وہ دوبارہ آیا۔ مگر اس بار وہ جلدی چلا گیا تھا۔ ویسے اب آپ نے بات کی ہے تو مجھے خیال آرہا ہے عمران صاحب کہ وہ رانا ہاؤس کی طرف بے حد توجہ دے رہا تھا۔ بلکہ میں نے اسے رانا ہاؤس کی سائیڈ گلی میں بھی جاتے ہوئے دیکھا تھا......" انعام خان نے جواب دیا۔

"صاحب کیا رانا ہاؤس کی کال بیل خراب ہے۔" اچانک ایک طرف کھڑے ایک ویٹر نے آگے بڑھ کر کہا۔

"کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو......" عمران نے چونک کر اس سے پوچھا۔

"وہ جناب میں نے دیکھا تھا کہ اس غیر ملکی نے ایک راہ جاتے بچے کو رانا ہاؤس کے پھاٹک پر چڑھا کر اندر سے اس کا کنڈہ کھلوایا تھا اور پھر وہ اندر چلا گیا تھا۔ میں سمجھا کہ شاید کال بیل خراب ہے۔ اس لئے اس نے مجبوراً ایسا کیا ہے۔" ویٹر نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا وہ اکیلا اندر گیا تھا۔" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں جناب۔" ویٹر نے جواب دیا۔

"تم نے اسے واپس نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔" عمران نے پوچھا۔

"اوہ نہیں جناب میں اس وقت ریستوران کے لئے مرغی کا گوشت لینے جا رہا تھا۔ میں تو آگے مارکیٹ چلا گیا تھا۔" ویٹر نے جواب دیا۔

"او۔ کے شکریہ اچھا اجازت پھر آؤں گا۔" عمران نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب یہ بات طے ہو گئی تھی کہ رانا ہاؤس کے اندر وہی غیر ملکی آیا تھا جسے مشتاق نے یہاں ڈراپ کیا تھا اور یقیناً فلم بھی وہی لے گیا ہو گا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا سڑک کراس کر کے واپس رانا ہاؤس پہنچا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو۔" دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں طاہر۔ ایک غیر ملکی کا حلیہ نوٹ کرو۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر نوٹ کرائیں۔" اس بار بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں جواب دیا۔ اس کا لہجہ مؤدبانہ تھا اور عمران نے اسے مشتاق سے معلوم ہونے والا حلیہ قد وقامت اور لباس کی پوری تفصیل نوٹ کرا دی۔

"اس غیر ملکی کو ایک ٹیکسی ڈرائیور نے ہوٹل لگژری سے پک کر کے رانا ہاؤس کے سامنے ڈراپ کیا تھا...... اس غیر ملکی نے رانا

ہاؤس میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی اور پھر اندر داخل ہو کر اس نے معاہدے والی فلم کی ڈپلیکیٹ بنائی اور خاموشی سے نکل گیا ہے۔ چونکہ ابھی اس بات کو زیادہ وقت نہیں گذرا اس لئے یقیناً وہ ابھی دارالحکومت میں ہی ہو گا۔ سارے ممبرز کو ایئر پورٹ، بس اڈوں ریلوے اسٹیشن اور دوسری ایسی جگہوں پر پھیلا دو۔ جہاں سے اس کے دارالحکومت سے باہر جانے کے امکانات ہوں اور جیسے ہی یہ نظر آئے اسے فوری طور پر اغوا کر کے دانش منزل پہنچا دیا جائے......" عمران نے تحکمانہ لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ اس ہوٹل لگژری سے بھی تو معلوم کرنا پڑے گا۔" بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"وہاں میں خود جا رہا ہوں تم یہ کام کرو۔" عمران نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ ڈریسنگ روم سے برآمد ہوا تو نہ صرف وہ میک اپ کر چکا تھا۔ بلکہ اس نے لباس بھی تبدیل کر لیا تھا۔ اس کی کار پورچ میں موجود تھی۔ اس نے جوزف کو پھاٹک بند کرنے کا کہا اور کار لے کر رانا ہاؤس سے باہر آ گیا۔

واک کا دل وفور مسرت سے پھٹا جا رہا تھا۔ اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ فلم سمیت اڑتا ہوا باس کے پاس پہنچ جائے اور اس کے سامنے فلم رکھ کر اسے بتا سکے کہ جسے باس ناممکن کام بتا رہا تھا وہ اس نے اتنی آسانی سے کر لیا ہے۔ وہ اس وقت ایک ٹیکسی میں بیٹھا ہوٹل لگژری کی طرف جا رہا تھا پھر اس نے ہوٹل پہنچتے پہنچتے فیصلہ کر لیا کہ وہ باس کو کال کر کے اسے اس کامیابی کی اطلاع ضرور دے دے گا۔ چنانچہ کمرے میں پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلے کام بھی یہی کیا کہ وہ مخصوص ریڈیو بیگ سے نکال کر باتھ روم میں آیا اور باتھ روم کا دروازہ بند کر کے اور واش بیسن کی ٹونٹی کھول کر اس نے ٹرانسمیٹر کو مخصوص انداز میں آن کر دیا۔ ساتھ ہی اس نے وہ بٹن بھی آن کر دیا تھا۔ جس کے بعد ٹرانسمیٹر پر ہونے والی گفتگو واضح طور پر کیچ نہ کی جا سکتی تھی۔ اگر کیچ بھی ہو جاتی تو کال کیچر پر گفتگو صرف چوں چاں اور غوں غاں کے سوا

اور کچھ نہ سنائی دیتی۔

"ہیلو ہیلو واک کالنگ اوور۔" واک نے بڑے بے چین سے لہجے میں بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"یس باس اٹنڈنگ یو۔ اوور۔" چند لمحوں بعد باس کی آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔

"باس کامیابی مبارک ہو۔ میں نے معاہدے کی کاپی بھی حاصل کر لی ہے اور کسی کو اس کا علم بھی نہیں ہو سکا اوور۔" واک نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے اوور۔" دوسری طرف سے باس کی حیرت سے پر آواز سنائی دی اور جواب میں واک نے پوری تفصیل سنا ڈالی۔

"اوہ اوہ ویری گڈ۔ اوہ رئیلی ویری گڈ۔ تم نے ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے واک۔ بہت بڑا کارنامہ اور تمہارے اس کارنامے کی واقعی قدر کی جائے گی۔ تم خوش قسمت ترین انسان ہو۔ اوور۔" دوسری طرف سے باس کی انتہائی تحسین آمیز آواز سنائی دی اور واک کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ آنکھوں کی چمک اور زیادہ بڑھ گئی۔ اسے باس کی بات سن کر یقین ہو گیا تھا کہ اسے اب تنظیم میں کوئی خاصا بڑا عہدہ دیا جائے گا۔

"بے حد شکریہ جناب .... یہ سب کچھ آپ کی رہنمائی کا نتیجہ ہے اوور۔" واک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو واک .... یہ ٹھیک ہے کہ تم عمران کو واضح شکست دے کر فلم حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے ہو۔لیکن تم سے ایک بھیانک غلطی ہوئی ہے تمہیں چاہیئے تھا کہ اس بے ہوش پڑے عمران کو ختم کر دیتے ۔اس کی موت کا ایسا سنہری موقعہ شاید پھر کسی کو نہ مل سکے اوور ۔" باس نے کہا۔

" باس میں نے سوچا تھا ۔لیکن پھر میں نے سوچا کہ اس کی موت کے بعد یقیناً یہ سمجھا جائے گا کہ کوئی اندر آیا ہے اور اس طرح ہو سکتا ہے کہ فلم کے حصول کا بھی انہیں پتہ چل جائے ۔ میں نے اس لئے پھاٹک کو اندر سے بند رکھا اور اوپر سے پھلانگ کر باہر آیا تھا کہ جب عمران کو ہوش آئے تو اسے کسی طرح بھی یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کون اندر آیا ہے ۔اس طرح فلم کی کاپی کا حصول ہمیشہ کے لئے راز رہ جائے گا اوور ۔" واک نے جلدی سے توجیہہ بیان کرتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔اگر واقعی ایسا ہو جائے تو یہ بہت بڑی کامیابی ہے لیکن عمران جس کا نام ہے وہ واقعی عفریت ہے اسے جیسے ہی ہوش آئے گا ۔وہ کسی نہ کسی طرح اس بات کا پتہ چلائے گا اور اس کے بعد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسے تمہارے متعلق بھی معلومات مل جائیں ۔ اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے ۔ہر وہ چیز جو ناممکن نظر آتی ہے ۔اس کے ہاتھوں ممکن ہو جاتی ہے ۔یقیناً اس میں اس کی قدرتی خوش قسمتی کا حصہ بھی شامل ہے ۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس میں اس کی بے پناہ ذہانت کا بھی دخل ہے ۔اس لئے تم مطمئن مت ہو جاؤ ۔ تم ایسا

کرو کہ فوری طور پر میک اپ کر کے اور لباس بدل کر ہوٹل کو خاموشی سے چھوڑ دو اور فلم کو کسی انٹرنیشنل سروس کے ذریعے فوراً ہیڈ کوارٹر کے مخصوص پتے پر روانہ کر دو ۔ بغیر ایک لمحہ ضائع کئے اور پھر خود دوسرے کاغذات پر کسی ہوٹل میں چند دن رہ جاؤ اس کے بعد خاموشی سے ان دوسرے کاغذات پر واپس آجانا ۔ انتہائی محتاط رہنا ۔اور میری ان ہدایات پر فوری عمل کرو ۔ تاکہ تمہاری کامیابی کہیں ناکامی میں نہ بدل جائے اوور ۔" باس نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" یس باس اوور ۔" واک نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کے الفاظ سنتے ہیں اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور واش بیسن کی ٹونٹی بند کر کے وہ باتھ روم سے باہر آگیا ۔اس نے باس کی ہدایت پر واقعی پوری طرح عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا ۔ کیونکہ وہ باس کو اس موقعہ پر کسی طرح بھی ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا ۔ تاکہ کہیں اس کا وہ انعام اور بڑا عہدہ خطرے میں نہ پڑ جائے ۔چنانچہ اس نے بیگ کے اس خفیہ خانے سے جدید میک اپ باکس نکالا اور پھر باتھ روم میں پہنچ کر اس نے تیزی سے میک اپ کرنا شروع کر دیا ۔ اس کے پاس ڈبل کاغذات موجود تھے ۔دوسرے کاغذات میں اس کا نام آرتھر تھا ۔اس نے چہرے پر آرتھر والا میک اپ کرنا شروع کر دیا ۔وہ چونکہ ہزاروں بار یہ میک اپ کر چکا تھا اس لئے اس کے ہاتھ انتہائی تیز رفتاری سے چل رہے تھے ۔اور تھوڑی دیر بعد اس کا چہرہ بالکل بدل چکا تھا ۔ بالوں کا رنگ بھی اس نے ایک مخصوص کیمیکل کے ذریعے

تبدیل کر دیا تھا۔ آئینے میں اپنے آپ کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد اس
نے میک اپ باکس بند کیا اور اسے اٹھائے باتھ روم سے باہر آ گیا۔
باکس کے خفیہ خانے میں اسے رکھنے کے ساتھ ہی اس نے جیب سے
وہ مائیکرو فلم نکال کر بھی میز پر رکھی اور پھر جیبوں سے سارا سامان نکال
کر اس نے لباس اتارا اور بڑے بیگ میں موجود دوسرا سوٹ اٹھا کر وہ
اس نے پہننا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے چہرے کے ساتھ
ساتھ اس کا لباس بھی مکمل طور پر تبدیل ہو چکا تھا۔ اس نے فلم اور
دوسرا سامان تو واپس نئے سوٹ کی جیبوں میں رکھا مگر کاغذات وہیں
میز پر پڑے رہے بیگ کے ایک دوسرے خانے سے اس نے دوسرے
کاغذات کا سیٹ نکالا اسے اچھی طرح چیک کیا اور پھر اسے احتیاط سے
جیب میں رکھنے کے بعد اس نے پہلے والے کاغذات اٹھائے اور ایک بار
پھر باتھ روم میں آ گیا۔ لائٹر کی مدد سے اس نے سارے کاغذات جلا کر
ان کی راکھ فلش میں بہا دی وہ پوری طرح احتیاط کر رہا تھا کہ راکھ کا
ایک ذرہ بھی واش بیسن میں باقی نہ رہ جائے پھر باتھ روم سے باہر آ کر
اس نے بیگ بند کیا اور اسے اٹھا کر وہ خاموشی سے دروازے کی طرف
بڑھ گیا۔ باہر نکلنے سے پہلے اس نے سر باہر نکال کر ادھر ادھر دیکھا۔
راہداری خالی دیکھ کر وہ تیزی سے باہر آیا اور دروازہ لاک کر کے وہ
اطمینان سے چلتا ہوا۔ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا
جیسے وہ یہاں کسی سے ملنے آیا ہو۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل سے باہر آ چکا
تھا۔ باہر آ کر اس نے باوجود خالی ٹیکسی وہاں موجود ہونے کے ٹیکسی نہ

لی۔ بلکہ پیدل ہی چلتا ہوا کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر آیا اور پھر پیدل دائیں
طرف کو بڑھ گیا۔ جدھر کچھ فاصلے پر ایک مارکیٹ تھی۔ اب اس کی
نظریں دونوں طرف دکانوں کے سائن بورڈز پر پڑ رہی تھیں۔ وہ کسی
ایسی ایجنسی کا پتہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ جو فلم کو بحفاظت ہیڈ کوارٹر
تک پہنچا دے۔ لیکن کافی دور نکل آنے کے باوجود ایسا کوئی بورڈ نظر نہ
آیا۔ تو اس نے ایک خالی ٹیکسی روکی۔

"مجھے ایک گفٹ پیک ایکریمیا بھجوانا ہے۔ لیکن یہاں میں کسی
ایسی سروس سے واقف نہیں ہوں جو یہ کام کرتی ہو۔ کیا تم مجھے کسی
ایسی سروس کے دفتر پہنچا سکتے ہو۔" واک نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے
ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر...... انٹرنیشنل کوریئر سروس کے آفس لے چلتا ہوں
آپ کو۔" ڈرائیور نے جواب دیا اور واک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی ایک عظیم الشان پلازہ کے
سامنے جا کر روک دی۔

"وہ جناب بورڈ۔ دوسری منزل پر ان کا آفس ہے۔" ڈرائیور نے
کھڑکی سے سر باہر نکال کر پلازہ پر لگے ہوئے ایک جہازی سائز کے بورڈ
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور واک نے بھی اس بورڈ کو دیکھا اس
پر واقعی انٹرنیشنل کوریئر سروس کے الفاظ درج تھے۔ وہ ٹیکسی سے اترا
اور اس نے کرایے کے ساتھ ساتھ ڈرائیور کو ٹپ دی اور پھر اپنا بیگ
اٹھائے وہ پلازہ میں داخل ہو گیا نیچے سامان کی بڑی بڑی دکانیں تھیں

اور اوپر والی منزلوں میں دفاتر تھے ۔اچانک واک کو خیال آگیا کہ فلم وہ کس چیز میں پیک کر کے بھیجے گا۔ چنانچہ وہ ایک دکان میں داخل ہوا۔ تاکہ ان سے کوئی ایسی چیز حاصل کر سکے جس میں وہ مائیکرو فلم ڈال کر اسے پیک کر سکے یہ نوادرات کی دکان تھی اور ان نوادرات کو دیکھتے ہی اسے ایک اور خیال آگیا کہ وہ براہ راست کوریئر سروس جانے کے کیوں نہ اس دکان سے کوئی نوادر خریدے اور فلم اس میں چھپا کر ان سے پیک کروا کر ان کے ذریعے بھجوا دے ۔اس طرح کسی کو معمولی سا شک بھی نہ پڑسکے گا اور فلم انتہائی محفوظ انداز میں باس کے پاس پہنچ بھی جائے گی ۔چنانچہ وہ مختلف کاؤنٹروں پر گھومتا رہا تاکہ کوئی ایسا نوادر خرید سکے ۔جس میں فلم چھپائی جا سکے اور پھر گھومتے گھومتے اسے ایک پرانا سا مجسمہ نظر آیا اس نے سیلز مین کو کہہ کر وہ مجسمہ ریک سے نکلوایا اور اسے الٹ پلٹ کر غور سے دیکھنے لگا۔

" جناب یہ بے حد پرانا مجسمہ ہے ۔پاکیشیا کے ایک ایسے غیر معروف علاقے سے نکلا ہے ۔جہاں ابھی محکمہ آثار قدیمہ والوں نے کھدائی نہیں شروع کی ۔اسے ماہرین نے ایک ہزار سال قبل مسیح کا مجسمہ قرار دیا ہے ۔یہ وہ دور تھا جناب جب مجسمہ ساز مکمل مجسمہ نہ بنا سکتے تھے اس لئے یہ مجسمہ بھی دو حصوں میں تقسیم ہے ۔ایک حصہ دوسرے پر رکھ کر مجسمہ مکمل کیا جاتا ہے ۔" چرب زبان سیلز مین نے مجسمہ واک کے ہاتھ میں دیتے ہی اس کی کہانی شروع کر دی ۔

" دو حصوں میں کس طرح ۔" واک نے چونک کر پوچھا اور سیلز

مین نے اس کے ہاتھ سے مجسمہ لے کر اس کے دونوں حصوں کو علیحدہ کیا اور پھر دونوں حصے اس نے واک کو دکھائے تو واک کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی کیونکہ یہ مجسمہ ایک بوڑھے آدمی کا تھا ۔وہ آلتی پالتی مارے بیٹھا ہوا تھا اور اس کی بڑی سی توند باہر کو نکلی ہوئی تھی جسے اس نے دونوں ہاتھوں میں اس طرح تھام رکھا تھا ۔جیسے توند کے بے پناہ وزن کو دونوں ہاتھوں سے سنبھالے بیٹھا ہو ۔اس طرح دونوں حصوں کے درمیان اتنا خلا خود بخود بن گیا تھا ۔کہ اس میں مائیکرو فلم کا رول آسانی سے چھپ سکتا تھا۔

" کتنی قیمت ہے اس کی ۔" واک نے ایک ہاتھ میں دونوں حصے پکڑے اور دوسرا ہاتھ کوٹ کی جیب میں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

" زیادہ نہیں ہے جناب ۔صرف دس زار روپے ۔یوں سمجھیے بالکل مفت مل رہا ہے آپ کو یہ انتہائی قیمتی اور نایاب مجسمہ ۔جب وہاں کھدائی شروع ہو گی تو پھر ایسے مجسمے کی قیمت کم از کم بیس لاکھ روپے سے بھی زیادہ ہو گی ۔" سیلز مین مسلسل بولے چلا جا رہا تھا۔

" یہ تو بہت زیادہ ہے ۔" واک نے جیب سے ہاتھ نکالتے ہوئے کہا اب اس کی مٹھی میں مائیکرو فلم دبی ہوئی تھی ۔

" زیادہ نہیں ہے جناب ۔یہ بے حد نایاب مجسمہ ہے ۔" سیلز مین نے جواب دیا۔

" اچھا وہ جو بیل گاڑی پڑی ہے اس کی کیا قیمت ہے .... ذرا دکھانا مجھے ۔" واک نے کہا۔

"کون سی جناب۔" سیلز مین نے ایک طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"وہ جس کا ایک پہیہ ٹوٹا ہوا ہے۔" واک نے جان بوجھ کر سب سے اوپر والے خانے میں رکھی ہوئی ایک پرانی سی بیل گاڑی کے متعلق بتاتے ہوئے کہا اور پھر جیسے ہی سیلز مین اسے نکالنے کے لئے سٹول پر چڑھنے لگا۔ واک نے انتہائی پھرتی سے مائیکرو فلم مجسمہ کے درمیانی حصہ میں رکھی اور پھر دونوں حصوں کو جوڑ دیا۔ اب وہ مجسمہ سالم بن چکا تھا اور پاکیشیا کا انتہائی قیمتی ترین راز اس مجسمے میں بند ہو چکا تھا۔

"یہ جناب۔ یہ تو جناب پانچ ہزار سال قبل مسیح کی ہے۔ اس کی قیمت دو لاکھ روپے ہے۔" سیلز مین نے بیل گاڑی اٹھا کر واک کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر تو یہ میری قوت خرید سے بڑھ کر ہے۔ سوری آپ کو تکلیف دی۔ میں یہی مجسمہ لے لیتا ہوں۔ کیا آپ کے پاس پیکنگ میٹریل ہو گا۔ تاکہ میں اسے گفٹ پیک بنا کر کہیں بھجوا سکوں۔" واک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں مجھے دیجئے میں پیک کر دیتا ہوں۔" سیلز مین نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں اب جب میں نے اسے خریدنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو اب میں اس بارے میں بے حد محتاط رہنا چاہتا ہوں۔ یہ پرانا مجسمہ ذرا سی لاپرواہی سے ٹوٹ بھی سکتا ہے۔ تم میٹریل یہاں کاؤنٹر پر رکھو میں

اسے خود اپنے ہاتھوں سے پیک کروں گا۔" واک نے کہا۔

"اوہ یس سر۔ یس سر۔" سیلز مین نے جواب دیا اور اس کے چہرے پر واک کی بات سن کر حیرت کے تاثرات نہ ابھرے تھے کیونکہ اس کی ساری زندگی ایسے ہی وہمی گاہکوں کو ڈیل کرتے ہوئے گزر گئی تھی اور چند لمحوں بعد اس نے باقاعدہ ایک چھوٹا سا ڈبہ اور پیکنگ میٹریل لا کر کاؤنٹر پر رکھ دیا واک نے انتہائی احتیاط سے وہ مجسمہ خود ہارڈ بورڈ کے بنے ہوئے اس مضبوط ڈبے میں رکھ کر اسے بند کیا اور اس پر کاغذ وغیرہ خود چڑھا کر اس پر باقاعدہ ربن باندھا۔

"اس پر پتے کی چٹ بھی تو لگے گی۔" واک نے پوچھا۔

"یس سر......" سیلز مین نے جواب دیا اور پھر دراز سے ایک چٹ نکال کر جس پر دکان کا پتہ اور گفٹ پیک کے الفاظ چھپے ہوئے تھے۔ اس نے نکالی اور اس کے پیچھے لگا ہوا پتلا سا کاغذ ہٹا کر اسے ڈبے پر چپکا دیا۔ اب گفٹ پیک مکمل طور پر تیار ہو چکا تھا۔ واک نے اس پر باس کا مخصوص نام اور پتہ درج کیا اور پھر نیچے اس نے اپنا فرضی نام اور پتہ درج کر دیا۔

"یہ رسید جناب۔" سیلز مین نے ایک رسید اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا جس پر مجسمے کی قیمت درج تھی۔

"اوہ یس۔" واک نے کہا اور جیب سے اس نے بڑی مالیت کے کرنسی نوٹ نکال کر سیلز مین کی طرف بڑھا دیئے۔

"شکریہ جناب۔ یقین کیجئے آپ ایک لاکھ ڈالر کا مال صرف بیس

ہزار روپے میں خرید کر لے جا رہے ہیں مجھے امید ہے آپ آئندہ بھی ہمیں اپنی خدمت کا موقعہ دیتے رہیں گے ۔" سیلز مین نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"ضرور ضرور ۔ اب یہ بتائیں کہ کیا آپ اسے اپنی ذمہ داری پر کسی کوریئر سروس کے ذریعے بھجوا دیں گے خرچہ میں ادا کروں گا ۔" واک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ سوری سر۔ پہلے ہم یہ ذمہ داری قبول کر لیتے تھے لیکن پھر چند واقعات ایسے ہوئے کہ ہمیں خواہ مخواہ ہرجانے ادا کرنے پڑے ۔ تب سے ہم نے اپنی پالیسی تبدیل کر دی ہے ۔ ویسے آپ کو کہیں دور جانے کی تکلیف نہ ہو گی ۔ دوسری منزل پر انٹرنیشنل کوریئر سروس کا آفس ہے۔ آپ وہاں تشریف لے جائیں ۔ ابھی چند لمحوں میں یہ بک ہو جائے گا۔" سیلز مین نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"او ۔ کے ۔" واک نے کہا اور پھر گفٹ پیک اٹھا کر وہ مڑا اور اوپر جانے والی لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اب پوری طرح مطمئن ہو چکا تھا کہ اب یہ فلم انتہائی محفوظ طریقے سے باس تک پہنچ جائے گی کوریئر سروس کا آفس خاصا بڑا تھا۔

"میں نے یہ گفٹ پیک ناراک بھجوانا ہے ۔" واک نے ایک کاؤنٹر پر پہنچ کر کہا۔

"یس سر۔ کیا ہے اس میں ۔" کاؤنٹر مین نے گفٹ پیک لیتے ہوئے پوچھا۔

"ایک انتہائی نایاب اور قیمتی مجسمہ ۔ یہ نیچے دکان سے میں نے خریدا ہے ۔ یہ دیکھئے اس کی رسید ۔" واک نے مسکراتے ہوئے سیلز مین کی دی ہوئی رسید کاؤنٹر مین کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ کاؤنٹر مین نے رسید کو پڑھا اور پھر گفٹ پیک پر موجود چٹ پر موجود دکان کا نام و پتہ دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے ۔

"ٹھیک ہے سر۔ دراصل فارن سروس کی وجہ سے ہمیں محتاط رہنا پڑتا ہے ۔ ویسے ایک بات صرف انفارمیشن کے لئے بتا دوں کہ کسٹم کلیرنس کے وقت اس کی ڈی ۔ ایم سکریننگ ہو گی تاکہ اگر اس کے اندر منشیات یا کوئی اور ممنوعہ سامان ہو تو اسے چیک کیا جا سکے ۔" کاؤنٹر مین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں ۔ ڈی ۔ ایم سکریننگ ہونی بھی چاہئے ۔ تاکہ منشیات کا زہر نہ پھیل سکے ۔" واک نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ وہ ڈی ایم سکریننگ کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا کہ اس سے صرف منشیات اور اسلحہ چیک ہو سکتا تھا اور ظاہر ہے مجسمے کے اندر فلم رول تھا جو ڈی ایم سکریننگ میں چیک نہ ہو سکتا تھا ۔ وہ چونکہ کافی عرصہ منشیات سیکشن سے متعلق رہا تھا اس لئے اسے ڈی ایم سکریننگ کے بارے میں مکمل تفصیلات معلوم تھیں ۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس سکریننگ کا سننے کے باوجود پوری طرح مطمئن تھا ۔ کاؤنٹر مین نے رسید بنا کر اسے دی اور پھر پیکٹ پر نمبر لگا کر اس نے اسے نیچے رکھ دیا۔

"کل صبح ڈیلیوری ہو جائے گی جناب ۔ ہماری سروس سب سے تیز

رفتار سروس ہے۔" کاؤنٹر مین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
" اور واک نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے رسید پر لکھی ہوئی رقم دیکھی اور پھر جیب سے ایک نوٹ نکال کر اس نے کاؤنٹر مین کی طرف بڑھا دیا۔ کاؤنٹر مین نے بڑا نوٹ لے کر باقی رقم واپس کی اور واک بقایا رقم اور رسید لے کر اطمینان بھرے انداز میں واپس مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب وہ پوری طرح مطمئن تھا۔ اب اس نے کسی ہوٹل میں کمرہ لینا تھا اور پھر تین چار روز دارالحکومت کی سیر کرنے کے بعد اطمینان سے چلے جانا تھا۔ اسے یقین تھا کہ سیکرٹ سروس یا اس عمران کو اگر معلوم بھی ہو جائے کہ فلم کی کاپی کی گئی ہے تو وہ اسے کسی طور پر بھی حاصل نہ کر سکے گا اور نہ واک تک پہنچ سکے گا وہ ہر طرح سے محفوظ تھا اور کامیاب بھی۔ یہی سوچتا ہوا وہ پلازہ سے باہر آگیا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

دانش منزل کے آپریشن روم میں اس وقت گہرا سکوت طاری تھا۔ عمران اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ بلیک زیرو بھی خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ سیکرٹ سروس ہر جگہ اس غیر ملکی کو تلاش کر رہی تھی۔ لیکن ابھی تک کسی طرف سے بھی کوئی امید افزا اطلاع نہ مل رہی تھی۔ عمران خود ہوٹل لگژری پہنچا تھا۔ وہاں اس حلیے کا آدمی واقعی رہائش پذیر تھا۔ رجسٹر میں اس کا نام فرانک درج تھا۔ اور پتہ ناراک کا دیا ہوا تھا، لیکن جب عمران اس فرانک کے کمرے میں پہنچا تو کمرہ خالی پڑا تھا۔ فرانک خاموشی سے جا چکا تھا۔ کمرے کی تلاشی کے باوجود وہاں اس کے متعلق کسی قسم کا کوئی کلیو نہ ملا تھا اسے باہر جاتے ہوئے بھی کسی نے نہ دیکھا تھا۔ ٹائیگر نے اور سیکرٹ سروس کے ممبران نے سارے بڑے ہوٹل چھان مارے تھے۔ لیکن فرانک کا کہیں پتہ نہ چلا۔ شہر کے

تمام پراپرٹی ڈیلرز کو بھی چیک کر لیا گیا تھا۔ لیکن کسی نے بھی اس حلیہ کے آدمی کے ان تک پہنچنے کی بات نہ کی تھی۔ فرانک یا جو بھی اس کا نام تھا۔ گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب تھا۔

"عمران صاحب کہیں اس نے فلم ڈاک خانے یا کوریئر سروس کے ذریعے نہ بھجوادی ہو۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے چیکنگ کرالی ہے۔ کوئی فلم نہیں گئی ایک کوریئر سروس سے معلوم ہوا ہے کہ اس کے ذریعے ناراک جانے کے لئے ایک قیمتی مجسمہ بک کرایا گیا تھا۔ لیکن اس غیر ملکی کا حلیہ بالکل مختلف تھا اور پھر اس نے یہ مجسمہ اس پلازہ میں موجود دکان سے خریدا تھا۔ اس سیلز مین سے بھی معلومات حاصل کر لی گئی ہیں، اس غیر ملکی کا حلیہ لباس سب کچھ مختلف تھا اور اس نے وہیں سے مجسمہ خریدا اور پھر اسے وہیں کاؤنٹر پر ہی پیک کیا گیا اور اوپر دفتر میں اسے بک کرایا گیا تھا۔" عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس ساری تلاش کو آج دوسرا روز تھا۔ لیکن نہ ہی فرانک کا پتہ چل رہا تھا اور نہ ہی اس فلم کا۔ یہ بھی طے تھا کہ فرانک ملک سے باہر بھی نہیں گیا۔ پھر آخر وہ کہاں چلا گیا۔ یہی بات سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

"اس بار انتہائی ذہین آدمی ہم سے ٹکرایا ہے۔" بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ فرانک یا جو بھی اس کا نام ہے۔ میری توقع سے بھی زیادہ ذہین ثابت ہو رہا ہے۔" عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ

بلیک زیرو کوئی جواب دیتا ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے چونک کر رسیور اٹھایا۔

"ایکسٹو۔" عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"چوہان بول رہا ہوں جناب۔" دوسری طرف سے چوہان کی آواز سنائی دی۔

"یس۔" عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"جناب ہمارا مطلوبہ آدمی ہوٹل ریواز میں موجود ہے۔" چوہان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو نہ صرف عمران بلکہ بلیک زیرو بھی بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

"کیسے معلوم ہوا کہ وہ ہی ہمارا مطلوبہ آدمی ہے۔" عمران نے بڑی مشکل سے اپنے لہجے کو نارمل کرتے ہوئے پوچھا۔

"جناب اس کا حلیہ تو مطلوبہ حلیے سے بالکل مختلف ہے نام بھی آرتھر ہے اور اس کے کاغذات بھی درست ہیں ناراک سے آیا ہے اور سیاح ہے گو قد وقامت ہمارے مطلوبہ آدمی جیسا ہے۔ لیکن ایسے قد وقامت کے تو سینکڑوں غیر ملکی دارالحکومت میں موجود ہوں گے۔ اس کے قد وقامت پر بھی انحصار نہیں کیا جا سکتا"۔ چوہان نے لمبی بات کرتے ہوئے کہا اور جیسے جیسے چوہان بات کرتا جا رہا تھا عمران کے ہونٹ بھنچتے جا رہے تھے اور اس کے چہرے پر غصے اور جھنجھلاہٹ کے آثار نمودار ہوتے جا رہے تھے لیکن اس نے اسے ٹوکا نہ تھا"۔ لیکن جناب میں نے ہوٹل لگژری سے جہاں وہ فرانک ٹھہرا ہوا تھا پورٹر سے

اس کے سامان کی تفصیل پوچھی تھی اور پورٹر نے مجھے بتایا تھا کہ اس کے پاس نیلے رنگ کا ایک انتہائی قیمتی بریف کیس نما بیگ تھا ایکریمیا کی مشہور کمپنی مولان کا بنا ہوا۔ چنانچہ میں نے اس بیگ کی تلاش شروع کر دی۔ کیونکہ فرانک نے اگر میک اپ کر لیا ہو یا لباس تبدیل کر لیا ہو تو بہرحال اسے بیگ تبدیل کرنے کا خیال نہ آئے گا اور جناب طویل جدوجہد کے بعد آخر کار میں نے ہوٹل ریواز کے ایک پورٹر سے اس مخصوص بیگ کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں۔ اس آدمی آرتھر کا قد وقامت بالکل فرانک جیسا ہے۔ کل سے یہاں کمرہ نمبر اڑتیس دوسری منزل پر ٹھہرا ہوا ہے اور سارا دن سیاحت میں گزارتا ہے اور اس کی راتیں نائٹ کلبوں میں گذرتی ہیں۔ میں نے مزید تسلی کے لئے اس کا کمرہ کھول کر اس کے بیگ کو چیک کیا اور جناب اس بیگ میں وہ لباس موجود ہے۔ جو ہمیں فرانک کے حلیے کے ساتھ بتایا گیا تھا۔ بیگ کے خفیہ خانے میں ایک بینڈ کا ریڈیو بھی ہے جو میرے خیال میں ٹرانسمیٹر بھی ہو سکتا ہے۔ میک اپ باکس بھی ہے اور اسلحہ اور فارن کرنسی بھی اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہی ہمارا مطلوبہ آدمی ہے۔ چوہان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو چوہان۔ تم نے انتہائی ذہانت سے کام لیا ہے۔ گڈ۔ اس وقت یہ آرتھر کہاں ہے۔" عمران نے خلاف معمول تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"شکریہ سر وہ کہیں گیا ہوا ہے میں اس کے انتظار میں ہوں۔"

چوہان نے جواب دیا۔

"تم وہیں رکو میں صفدر اور تنویر کو بھیج رہا ہوں۔ جیسے ہی یہ واپس آئے۔ اسے اغوا کر کے فوراً دانش منزل پہنچا دو ...." عمران نے کہا۔

"یس سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے اس کے چہرے پر واقعی مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"جولیا سپیکنگ۔" رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔" دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔ لہجہ مودبانہ ہو گیا تھا۔

"صفدر اور تنویر کو کال کر کے ہدایت دے دو کہ وہ فوراً ہوٹل ریواز پہنچیں وہاں چوہان موجود ہے۔ اس کی رپورٹ کے مطابق مطلوبہ آدمی اسی ہوٹل کے کمرہ نمبر اڑتیس دوسری منزل میں ٹھہرا ہوا ہے، صفدر اور تنویر چوہان کے ساتھ مل کر اسے اغوا کر کے دانش منزل پہنچائیں گے۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"چوہان نے واقعی انتہائی ذہانت سے کام لیا ہے۔ واقعی میک اپ کرنے اور لباس بدلنے کا تو آدمی سوچ سکتا تھا۔ سامان بدلنے کا تو خیال ہی نہیں کر سکتا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں چوہان کی کال ملنے پر مجھے احساس ہوا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اپنے ہیڈ کوارٹر کا صرف نام ہی دانش منزل نہیں رکھا ہوا اس کے ممبران میں بھی دانش موجود ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"ذہانت کے ساتھ ساتھ چوہان کی محنت کا تصور کرو۔ صرف ایک عام سے بریف کیس کے سہارے دارالحکومت میں کسی شخص کو تلاش کر لینا انتہائی کٹھن کام ہے۔ اس نے نجانے کتنے ہوٹلوں کے پورٹروں سے پوچھ گچھ کی ہو گی۔ کتنے کمرے چیک کئے ہوں گے۔ پھر جا کر یہ ملا ہو گا۔" عمران نے کہا۔

"واقعی آپ کی بات درست ہے۔" بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"چوہان نے اس کے بیگ کے خفیہ خانے میں فلم رول کا ذکر نہیں کیا اس لئے اب دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں کہ یا تو وہ فلم رول اپنی جیب میں ڈالے رکھتا ہو گا یا پھر اس نے اسے کسی جگہ محفوظ کر دیا ہو گا میں نے اسے اس لئے دانش منزل منگوایا ہے۔ تاکہ یہاں اس سے تفصیلی پوچھ گچھ ہو سکے۔ اب اصل مسئلہ اس فلم رول کا حصول ہے۔" عمران نے کہا۔

"لیکن اگر اس نے کسی اور آدمی کے ذریعے یہ فلم رول ایکریمیا پہنچا دیا ہو۔ تب۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"تب پھر واضح ناکامی۔ کیونکہ ایکریمیا والوں نے یقیناً اس کی

ہزاروں نہیں تو دس بارہ نقلیں تو آسانی سے تیار کر لی ہوں گی۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زیرو کے چہرے پر ایک بار پھر شدید ترین تشویش کے تاثرات نمودار ہو گئے اور پھر تقریباً تین گھنٹوں کے جان لیوا انتظار کے بعد ٹرانسمیٹر سے کال آنے کا کاشن ملا تو عمران نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ایکسٹو۔ اوور۔" عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب۔ اس آرتھر کو اغوا کر لیا گیا ہے اور ہم اسے دانش منزل لے آ رہے ہیں اوور ...." دوسری طرف سے صفدر نے کہا۔

"اس کا سامان بھی ساتھ لے لیا ہے یا نہیں اوور ...." عمران نے پوچھا۔

"یس سر اس کا بیگ بھی ساتھ لے لیا ہے۔ اوور۔" صفدر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل۔" عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد صفدر اور اس کے ساتھی آرتھر کو لے کر دانش منزل پہنچ گئے۔ بلیک زیرو نے آرتھر اور اس کا بیگ سپیشل روم میں پہنچا دیا اور اس کے بعد صفدر اور ان کے ساتھیوں کو واپس بھجوا دیا گیا۔

"جولیا سے کہہ کر اب نگرانی وغیرہ کا سلسلہ بند کرا دو........" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا عمران جب سپیشل روم میں داخل ہوا تو آرتھر قالین پر ٹیڑھے

ٹیڑھے انداز میں پڑا ہوا تھا۔ ساتھ ہی اس کا بیگ بھی موجود تھا۔ آرتھر کے سر پر موجود دو بڑے بڑے گومڑ بتا رہے تھے کہ اسے سر پر ضربیں لگا کر بے ہوش کیا گیا ہے اور اس کے فوری طور پر ہوش میں آنے کے امکانات بہت کم ہیں۔ عمران نے بیگ اٹھایا اور سپیشل روم سے نکل کر وہ دوبارہ آپریشن روم میں پہنچ گیا۔

"اس آرتھر کا میک اپ صاف کر دو۔ میں اس دوران اس کے بیگ کا لیبارٹری میں اچھی طرح تجزیہ کر لوں۔ تاکہ اس میں اگر کوئی ایسا خفیہ خانہ ہو جو چوہان کی نظروں میں نہ آسکا ہو تو اسے تلاش کیا جا سکے"۔ عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا اور تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جو لیبارٹری کو جاتا تھا۔ اس نے وہاں پہنچ کر بیگ کی پوری طرح سکریننگ کی۔ لیکن اس میں وہی خفیہ خانہ تھا جس میں وہ ایک بینڈ کا ریڈیو، میک اپ کا سامان، اسلحہ اور کرنسی بھری ہوئی تھی۔ بیگ میں واقعی وہ سوٹ بھی موجود تھا۔ جس کی تفصیلات اسے مشتاق ٹیکسی ڈرائیور نے بتائی تھیں۔ عمران نے اس ریڈیو کو اٹھایا اور ایک مخصوص مشین کے ذریعے اس کی چیکنگ شروع کر دی اور تھوڑی دیر بعد اسے معلوم ہو گیا کہ یہ ایک انتہائی جدید ساخت کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر ہے اور اس میں ایسا سسٹم بھی موجود ہے کہ جس سے آواز کو خلط ملط کیا جا سکتا ہے۔ تاکہ اگر کال کیچ بھی ہو جائے تو گفتگو سمجھ میں نہ آسکے۔ ویسے یہ ٹرانسمیٹر فکس فریکونسی کا تھا اور اگر عمران چاہتا تو اسے مشین کے ذریعے آپریٹ کر کے بات

کر سکتا تھا۔ لیکن چونکہ ابھی تک اس نے اس آرتھر سے بات چیت نہ کی تھی اس لئے اس نے بات کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کا ایک بٹن بھی اس طرح آف کر دیا کہ اگر دوسری طرف سے کال کی جائے تو ٹرانسمیٹر پر کال رسیو نہ ہو سکے۔ لیکن جب وہ چاہے اسے درست کر کے کال کر سکے۔ اس طرح اس نے یہ پیش بندی کر لی تھی کہ کہیں اس کی آرتھر سے پوچھ گچھ کے دوران ہی کال نہ آجائے اور معاملہ گڑبڑ ہو جائے۔ یہ سارا انتظام کر کے اس نے وہ ٹرانسمیٹر وہیں چھوڑا اور خود لیبارٹری سے باہر نکل آیا۔

"میں نے اس کا میک اپ صاف کر دیا ہے۔ وہ ہوش میں آ رہا تھا اس لئے میں نے اسے بے ہوشی کا انجکشن بھی لگا دیا ہے۔ یہ اس کا انٹی انجکشن ہے"۔ بلیک زیرو نے عمران کے آپریشن روم میں پہنچتے ہی کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے وہ انجکشن اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"اس فلم کا کچھ پتہ چلا"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں وہ اس بیگ میں نہیں ہے۔ البتہ وہ ریڈیو دراصل جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر ثابت ہوا ہے۔ لیکن میں اسے استعمال کرنے سے پہلے اس آرتھر سے گفتگو کر لینا چاہتا ہوں"۔ عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس بار جب وہ سپیشل روم میں داخل ہوا تو قالین پر پڑے ہوئے غیر ملکی کا چہرہ مکمل طور پر تبدیل شدہ تھا اور یہ بالکل وہی حلیہ تھا جو مشتاق ٹیکسی ڈرائیور نے

اسے بتایا تھااور عمران ایک بار پھر چوہان کی ذہانت پر دل ہی دل میں
ایمان لے آیا۔اس نے بٹن دبا کر دیوار سے کرسی باہر نکالی اور اس پر
بیٹھ کر اس نے کرسی کے بازو پر موجود آپریٹنگ سیکشن ایڈجسٹ کیا
اور اٹھ کر وہ فرش پر پڑے اس آرتھر یا فرانک کی طرف بڑھا اس نے
جیب سے بلیک زیرو کی دی ہوئی سرنج نکالی اور اس کی سوئی پر چڑھی
ہوئی کیپ ہٹا کر اس نے آرتھر کے بازو میں انجیکشن لگایا اور پھر واپس آ
کر اس نے خالی کرسی پر بیٹھ کر آپریٹنگ سیکشن کے دو تین بٹن بیک
وقت پریس کر دیئے دوسرے لمحے عمران کے سامنے شفاف شیشے کی
ایک دیوار چھت سے نکل کر زمین میں غائب ہو گئی اب کمرہ دو حصوں
میں تقسیم ہو چکا تھا۔وہ غیر ملکی دوسرے حصے میں بے ہوش پڑا ہوا تھا
جبکہ عمران اس حصے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔وہ اس کے ہوش میں
آنے کا انتظار کر رہا تھا۔چند لمحوں بعد اس غیر ملکی کے جسم میں حرکت
کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے اور پھر اس کی آنکھیں ایک جھٹکے
سے کھلیں اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم بے اختیار سمٹا اور وہ اٹھ کر
بیٹھ گیا وہ انتہائی حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔اس کے چہرے پر
شدید حیرت کے تاثرات نمودار تھے۔عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا اور پھر
اس غیر ملکی کی نظریں عمران پر جم سی گئیں وہ شاید اب شعوری طور پر
اسے دیکھ رہا تھا اور پھر وہ بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"تم۔تم...... یہ میں کہاں ہوں۔تم۔علی۔تم۔تم۔"غیر ملکی
بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"تم رک کیوں گئے ہو...... میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم نے
رانا ہاؤس میں داخل ہو کر صرف معاہدے والی فلم کی کاپی تیار کی اور
خاموشی سے نکل گئے حالانکہ اگر تم چاہتے تو مجھے ہلاک بھی کر سکتے تھے
میں تو اس وقت بے بس ہو چکا تھا۔"عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اسے معلوم تھا کہ مخصوص سسٹم کے تحت اس کی آواز بھی بالکل اسی
طرح اس غیر ملکی تک پہنچ رہی ہو گی جس طرح اس کی آواز اس کے
کانوں تک آسانی سے پہنچی تھی۔

"کیا...... کیا کہہ رہے ہو۔میں تو تمہیں جانتا تک نہیں۔تم
کون ہو اور یہ کیا کہہ رہے ہو۔"یکلخت اس غیر ملکی نے جھٹکا لے کر
بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں تمہاری ذہانت کا دل سے قائل ہو چکا ہوں مسٹر فرانک یا
آرتھر یا جو بھی تمہارا نام ہو...... تم نے انتہائی ذہانت کا مظاہرہ کیا ہے
لیکن اب یہ فقرہ کہہ کر تم خود مجھے رائے بدلنے پر مجبور کر رہے ہو اور
سنو میں ذہانت کی قدر کرتا ہوں اسی لئے تم اس طرح صحیح سالم کھڑے
ہو۔ورنہ تمہیں ہوش کسی راڈز والی کرسی پر آتا اور پھر تمہارے جسم پر
کوڑے برسائے جا رہے ہوتے۔اس لئے اپنی ذہانت کے متعلق میری
رائے کو تبدیل مت ہونے دو۔میں تمہیں تھوڑا سا پس منظر بتا رہا
ہوں تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ مجھے تمہارے متعلق کیا معلوم ہے
تم فرانک کے نام سے ہوٹل لگژری میں آکر ٹھہرے تھے۔اس وقت
تم بغیر میک اپ کے تھے۔پھر تم نے ہوٹل کے باہر سے ایک ٹیکسی

انگیج کی اور اسے کنگ روڈ چلنے کے لئے کہا۔ زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں ہے تم جانتے ہو ٹیکسی ڈرائیور میرا واقف تھا۔ اس نے تمہیں رانا ہاؤس کے سامنے ڈراپ کر دیا۔ اس کے بعد تم نے انکولانی کیپسولوں سے تیار کی ہوئی انکولانی گیس کے دس بارہ کیپسول رانا ہاؤس کے اندر فائر کئے۔ اس طرح ہم سب وہاں بے ہوش ہو گئے پھر تم نے ایک راہگیر بچے کو پھاٹک پر چڑھا کر پھاٹک کھلوایا اور رانا ہاؤس میں داخل ہوئے۔ وہاں تم نے معاہدے والی فلم کو پہلے مشین میں چیک کیا اور پھر الماری سے ایک سادہ فلم نکال کر تم نے اس کی کاپی تیار کی اور اس کے بعد اصل فلم کو واپس اسی جگہ پر رکھ کر تم خاموشی سے باہر آ گئے تم نے البتہ بے پناہ ذہانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پھاٹک کو کھول کر باہر جانے کی بجائے اس کو پھلانگ کر باہر آ گئے۔ تاکہ ہم ہوش میں آنے کے بعد تمہاری آمد کا پتہ نہ چلا سکیں۔ اس کے بعد تم نے آرتھر والا میک اپ کیا۔ لباس بھی تبدیل کیا اور خاموشی سے ہوٹل لگژری چھوڑ دیا۔ پھر تم ہوٹل ریواز پہنچ گئے اور وہاں مقیم ہو گئے اور وہاں سے تمہیں یہاں لایا گیا ہے۔ تمہارے چہرے سے میک اپ صاف کر دیا گیا ہے اور اس وقت تم اپنی اصلی شکل میں ہو۔ یہ سب کچھ میں نے تمہیں اس لئے بتا دیا ہے کہ تم اب مزید حماقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے میرے متعلق یہ نہ کہو گے کہ میں کون ہوں .... " عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور سامنے کھڑے غیر ملکی کے چہرے پر حقیقتاً حیرت کے شدید ترین تاثرات ابھر آئے تھے وہ اس

طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ کسی انسان کو دیکھ رہا ہے یا کسی جن بھوت کو۔

"اوہ۔ اوہ تم نے سب کچھ کیسے جان لیا۔ کیا۔ کیا تم جادو جانتے ہو یا اس رانا ہاؤس میں خفیہ کیمرے نصب ہیں۔" غیر ملکی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"رانا ہاؤس میں تو بہت کچھ نصب ہے۔ یہ تو تمہاری خوش قسمتی تھی کہ اس کا حفاظتی نظام آن نہ تھا۔ ورنہ تو تم اس میں مکھی بن کر بھی داخل نہ ہو سکتے اور جیسے ہی تم داخل ہونے کی کوشش کرتے تم خود بخود تہہ خانے میں پہنچ جاتے۔ بہرحال مجھے تم اپنا اصل نام بتا دو تاکہ گفتگو میں آسانی ہو جائے......" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"م۔ م میرا نام فرانک ہے۔" غیر ملکی نے جواب دیا۔

"میں نے اصل نام پوچھا ہے میرے سامنے دوبارہ جھوٹ بولنے کی کوشش نہ کرنا۔ کیونکہ اگر میں تمہیں بتا دوں کہ تمہارے منہ سے لفظ نکلتے ہی مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ تم سچ بول رہے ہو یا جھوٹ تو تم مجھے پھر جادوگر کہنا شروع کر دو گے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا

"میرا نام ڈاک ہے۔" اس بار غیر ملکی نے کہا اور عمران مسکرا دیا کیونکہ پہلے اس نے قدرے ہکلا کر نام بتایا تھا جس سے عمران سمجھ گیا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ لیکن اس بار اس نے جس طرح واضح انداز میں بات کی تھی وہ اس بات کی مظہر تھی کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

عمران بولنے والے کے انداز سے ہی اس کے جھوٹ سچ کا نتیجہ نکال لیتا تھا اور زیادہ تر اس کا اندازہ درست ہی ثابت ہوتا تھا۔

"ہاں اب تم نے اپنا درست نام بتایا ہے اور اب یہ بھی بتا دو کہ جو فلم تم نے تیار کی ہے وہ کہاں ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے کوئی فلم تیار نہیں کی۔ میں رانا ہاؤس میں داخل ضرور ہوا تھا اور میرا مقصد صرف اس ڈانلڈ کو ہلاک کرنا تھا لیکن جب میں نے دیکھا کہ وہ اس کا ساتھی رابرٹ اور فیروزہ تینوں تمہاری قید میں ہیں تو میرا مسئلہ حل ہو گیا اور میں باہر آگیا۔" واک نے جواب دیا۔

"تو تم ڈانلڈ کو ہلاک کرنے گئے تھے لیکن پھر تم نے اسے ہلاک کیوں نہیں کیا۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

"اس لئے کہ فیروزہ اور رابرٹ کو تمہاری قید میں دیکھ کر اس کی ضرورت نہ رہی تھی۔ ڈانلڈ فیروزہ کو بلیک میل کرنے کے لئے اس کے خلاف بلیک میلنگ سٹف تیار کرنے آیا تھا اور اس بات کو روکنے کے لئے مجھے بھیجا گیا تھا۔ تاکہ میں اسے ہلاک کر دوں۔ لیکن جب یہ سب تمہاری قید میں پہنچ گئے تو پھر ظاہر ہے ڈانلڈ کا ایسا کرنے کا سکوپ ہی ختم ہو گیا تھا۔" واک نے جواب دیا۔

"تمہارا تعلق اس تنظیم سے ہے جس سے فیروزہ کا تعلق ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا کہ فیروزہ کا تعلق کس تنظیم سے ہے، مجھے تو صرف اس کام کے لئے ہائر کیا گیا تھا کہ میں پاکیشیا پہنچ کر ڈانلڈ کو فیروزہ کے

خلاف بلیک میلنگ سٹف حاصل کرنے سے روکوں میں ناراک کا ایک پیشہ ور قاتل ہوں۔" واک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر واک میں تمہیں آخری وارننگ دے رہا ہوں اور وہ بھی صرف تمہاری ذہانت کی وجہ سے ورنہ میں وقت ضائع کرنے کا عادی نہیں ہوں اس لئے اب جو کچھ پوچھوں اس کا صحیح صحیح جواب دینا۔" عمران کا لہجہ یکلخت سرد پڑ گیا۔

"جو سچ ہے میں نے بتا دیا ہے۔ تم یقین کرو یا نہ کرو مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" واک نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"چلو تم اس فلم کے بارے میں کچھ نہ بتاؤ۔ اتنا تو بتا دو کہ فیروزہ کا تعلق کس تنظیم سے ہے اور وہ فلم کہاں ہے۔" عمران نے یکلخت خشک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کرسی کے بازو پر موجود آپریٹنگ سیکشن کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے کمرے کے اس حصے میں جس میں واک کھڑا ہوا تھا۔ ایک سائیڈ کی دیوار میں چھت کے قریب سرسراہٹ کی تیز آواز سنائی دی اور پھر چھت میں ایک بڑا سا ایگزاسٹ فین نمودار ہوا اور دوسرے لمحے وہ انتہائی تیز رفتاری سے چلنے لگ گیا اور اس کے ساتھ ہی جیسے کمرے میں تیز آندھی سی پھیل گئی۔ یہ انٹی ایگزاسٹ فین تھا یعنی اندر کی ہوا باہر دھکیلنے کی بجائے باہر کی ہوا کو اندر دھکیل رہا تھا اور وہ بھی اس قدر تیز رفتاری سے کہ شاید دس بارہ پنکھے مل کر بھی اتنی تیز ہوا کو نہ دھکیل سکتے ہوں لیکن یہ ہوا جس قدر بھی تیز ہو بہرحال اس کا واک پر اس کے سوا اور کیا اثر پڑ سکتا تھا کہ اس

کا لباس اور بال اڑنے لگے لیکن وہ خود اطمینان سے کھڑا تھا اور حیرت سے اس پنکھے کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ آخر عمران کا اس تیز ہوا سے کیا مقصد ہے اور عمران نے مسکراتے ہوئے آپریٹنگ سیکشن پر موجود ایک اور بٹن دبایا اور دوسرے لمحے پنکھے کی ہوا کے ساتھ سرخ رنگ کا غبار سا کمرے میں پھیل گیا اور اس کے ساتھ ہی یکلخت واک نے دونوں ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھے ہی تھے کہ اسے زور سے چھینک آئی اور پھر تو جیسے کمرے میں چھینکوں کا طوفان سا آ گیا۔ واک اب مسلسل چھینک رہا تھا اور ہر چھینک کے ساتھ اس کے چہرے پر شدید ترین تکلیف کے تاثرات اس طرح نمودار ہوتے جیسے چھینک کے ساتھ اس کی روح بھی ناک سے باہر نکل رہی ہو اور پھر لمحہ بہ لمحہ واک کی حالت غیر سے غیر تر ہوتی چلی گئی اس کا پورا جسم تکلیف کی شدت سے اس بری طرح تڑ مڑ رہا تھا جیسے اس کے جسم کا ہر عضو علیحدہ علیحدہ اور ایک دوسرے سے مخالف سمت میں کھنچا جا رہا ہو۔ اس کی آنکھوں سے مسلسل پانی بہہ رہا تھا۔ چہرہ نہ صرف سوج گیا تھا بلکہ اس حد تک مسخ ہو گیا تھا جیسے وہ موت کے اندھے کنوئیں کی تہہ میں ڈوب رہا ہو اب اس کے جسم کو زور زور سے جھٹکے لگنے لگ گئے عمران نے فوراً ہی دو بٹن دبا دیئے اور دوسرے لمحے اندر ہوا پھینکنے والا پنکھا ایگزاسٹ فین کی صورت اختیار کر گیا اور اندر موجود سرخ رنگ کا غبار تیزی سے غائب ہونے لگ گیا اور چند لمحوں بعد ہی کمرے کا ماحول پہلے کی طرح صاف شفاف ہو چکا تھا۔ لیکن واک کی حالت اسی طرح تھی۔

وہ مسلسل چھینکے چلا جا رہا تھا۔ عمران نے ایک اور بٹن دبایا تو کمرے کی چھت سے ایک سبز رنگ کی تیز روشنی واک کے جسم پر پڑی اور کافی دیر تک پڑتی رہی۔ اس روشنی کے پڑتے ہی واک کی نہ صرف چھینکیں بند ہو گئیں بلکہ اس کا جسم بھی سیدھا ہو کر ساکت ہو گیا۔ روشنی غائب ہوتے ہی عمران نے درمیانی شیشے کی دیوار کو غائب کیا اور پھر اٹھ کر وہ اپنے حصے کی ایک دیوار کی طرف بڑھا۔ اس نے دیوار کے ایک حصے کو مخصوص انداز میں تھپتھپایا تو سرر کی تیز آواز کے ساتھ دیوار کا ایک چوکور ٹکڑا سائیڈ میں غائب ہو گیا۔ اب اندر دیوار میں ایک خانہ نظر آ رہا تھا۔ جس میں مختلف چیزیں موجود تھیں۔ عمران نے ایک نیلے رنگ کی لمبی گردن والی بوتل اٹھائی جس میں زرد رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔ بوتل اٹھا کر وہ قالین پر ساکت پڑے ہوئے واک کی طرف بڑھا اس نے بوتل کا ڈھکنا کھولا اور پھر بوتل میں موجود زرد رنگ کے محلول کے چند قطرے اس نے اس کے دونوں نتھنوں میں ٹپکائے اور بوتل بند کر کے وہ مڑا۔ اس نے بوتل واپس اس خانے میں رکھی اور خانے کے نیچے دیوار کی ایک خاص جگہ کو پہلے کی طرح ہاتھ مار کر تھپتھپایا تو سرر کی آواز سے اس خلا کے سامنے دوبارہ دیوار آ گئی۔ اب اس جگہ کو دیکھ کر کوئی تصور نہ کر سکتا تھا کہ وہاں کوئی خانہ بھی ہے۔ عمران واپس مڑا اور ایک بار پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے آپریٹنگ سیکشن کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی چھت سے وہی شفاف شیشے کی دیوار نمودار ہو کر قالین پر غائب ہو

گئی اور دوسرے لمحے چھت سے وہی سبز رنگ کی روشنی واک پر ایک بار پھر پڑنے لگی ۔ چند لمحوں بعد روشنی غائب ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی بے ہوش پڑے واک کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے اور پھر یکلخت کراہتے ہوئے اس نے آنکھیں کھول دیں ۔ دوسرے لمحے وہ نہ صرف اٹھ کر بیٹھ گیا بلکہ اس نے لمبے لمبے سانس لینا شروع کر دیئے ۔

" یہ معمولی سا تجربہ کیسا رہا مسٹر واک ۔ ویسے یہ بتا دوں کہ یہ صرف ایک شعبدہ تھا ۔ ہوا کے ساتھ پسی ہوئی سرخ مرچیں کمرے میں پھیل گئی تھیں اور اگر مجھے واقعی تم پر رحم نہ آجاتا تو تم خود سمجھ سکتے ہو کہ تمہاری مزید کیا حالت ہوتی ۔ تم مر بھی نہ سکتے اور جی بھی نہ سکتے ۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ اوہ خدا کی پناہ اس قدر تکلیف ۔ میری تو روح اب بھی خوف سے لرز رہی ہے ۔" واک نے لاشعوری انداز میں کہا۔

" اب اس ابتدائی تجربے کے بعد تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ تم سب کچھ بتا دو ورنہ پھر میں دوبارہ اسی شعبدے کا آغاز کر دوں گا اور خود اٹھ کر چلا جاؤں گا ۔ مجھے معلوم ہے کہ اس معمولی سے شعبدے کا نتیجہ آخر کار یہی نکلے گا کہ تمہارا شعور تکلیف کی شدت سے مردہ ہو جائے گا اور اس کی جگہ تمہارے لاشعور نے لے لینی ہے اور پھر تم خود ہی سب کچھ بتانا شروع کر دو گے اور تمہارے حلق سے نکلنے والا ہر لفظ یہاں ٹیپ ہو جائے گا ۔ جسے میں بعد میں بیٹھ کر اطمینان سے سن لوں

گا ۔ لیکن تمہارا جو عبرت ناک حشر ہو گا ۔ تم جس طرح چیخو گے اپنا سر دیواروں سے ٹکراؤ گے ۔ اس کا اندازہ اب تم آسانی سے لگا سکتے ہو ۔ اس لئے اگر تم اس ساری تکلیف سے بچنا چاہتے ہو تو آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سب کچھ سچ سچ بتا دو ۔ میرا وعدہ کہ میں تمہیں نہ صرف زندہ چھوڑ دوں گا بلکہ تمہیں پاکیشیا سے واپس جانے بھی دوں گا ۔ کیونکہ بہر حال تم نے بھی رانا ہاؤس میں داخل ہو کر مجھے زندہ چھوڑ دیا تھا اور میں اس احسان کا بدلہ چکانا چاہتا ہوں ۔" عمران نے سرد لہجے میں تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" کیا ۔ کیا تم وعدہ کرتے ہو ۔" واک نے جلدی سے کہا۔

" ہاں میرا وعدہ ۔" عمران نے جواب دیا۔

" تو سنو میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں ۔ میرا تعلق ایکریمیا گورنمنٹ کی ایک خاص تنظیم سے ہے جس کا نام بلیک فلیم ہے یہ خاص خاص کاموں کے لئے استعمال ہوتی ہے ۔ پاکیشیا اور شوگران کے درمیان کسی خاص میزائل کی ٹیکنالوجی کا معاہدہ ہونا تھا اور حکومت ایکریمیا نہیں چاہتی تھی کہ یہ معاہدہ ہو سکے ۔ ایکریمیا نے شوگران کو روکنے کی کوشش کی ۔ لیکن شوگران نے ایسے کسی معاہدے سے سرے سے انکار کر دیا ۔ جبکہ ایکریمیا کے پاس اس کا حتمی ثبوت تھا ۔ چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ خفیہ طور پر اس معاہدے کی نقل حاصل کی جائے تاکہ شوگران کو اسے دکھا کر معاہدہ کینسل کرنے پر مجبور کیا جائے لیکن حکومت ایکریمیا براہ راست اس میں سامنے نہ آنا

چاہتی تھی ۔ چنانچہ ایسے ہی معاہدوں کو اڑانے والی ایک خاص تنظیم ٹاڈ کی خدمات حاصل کی گئیں ۔ فیروزہ ٹاڈ کی خاص ایجنٹ ہے چونکہ اس کا تعلق پاکیشیا سے ہے اس لئے اسے اس مشن پر ٹاڈ نے تعینات کر دیا ۔ فیروزہ اپنے باپ کے ساتھ پاکیشیا پہنچ گئی ۔ لیکن پھر بلیک فلیم کے باس کو اطلاع مل گئی کہ ٹاڈ کی طرز کی ایک اور تنظیم کاؤنٹی بھی اسرائیل کی طرف سے اس معاہدے کی کاپی حاصل کرنا چاہتی ہے ۔ لیکن کاؤنٹی کے پاس براہ راست کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا جیسا ٹاڈ کے پاس تھا چنانچہ اس نے ایک خاص پلاننگ کی اور وہ پلاننگ تھی فیروزہ کو بلیک میل کر کے اسے اس بات پر مجبور کرنا کہ وہ معاہدے کی دو کاپیاں تیار کر کے ایک ٹاڈ کو دے اور دوسری کاؤنٹی کو دے دے ۔ اس پروگرام کے تحت کاؤنٹی نے ایکریمیا کے ایک بلیک میلر گروپ مچ کا انتخاب کیا اور مچ نے خود کارروائی کرنے کی بجائے کیونکہ اس کا گروپ زیادہ تر سیاسی شخصیتوں کی بلیک میلنگ میں مہارت رکھتا تھا عورتوں کو بلیک میل کرنے والے ایک گروپ کے ایک ایسے رکن ڈانلڈ کا انتخاب کیا جو اپنی شخصیت وجاہت اور تجربے کی بنا پر عورتوں سے دوستی کرنے اور اس دوستی کی آڑ میں ان کا ایسا بلیک میلنگ سٹف تیار کرنے میں ماہر تھا کہ وہ عورتیں ہر حالت میں بلیک میل ہونے پر مجبور ہو جاتی تھیں چنانچہ ڈانلڈ کو فیروزہ کے خلاف بلیک میلنگ سٹف تیار کرنے کا کام سپرد کر دیا گیا اور اگر ڈانلڈ کو موقع مل جاتا تو یقیناً فیروزہ بلیک میل ہونے پر مجبور ہو جاتی مختصر یہ کہ جب

بلیک فلیم کے چیف کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے ڈانلڈ کو روکنے کے لئے مجھے تعینات کیا اور میں فوری طور پر یہاں پہنچ گیا یہاں پہنچتے ہی مجھے اطلاع مل گئی کہ معاہدے کی کاپی فیروزہ نے حاصل کر لی ہے اور وہ تمہارے قبضے میں ہے ۔ میں تم سے ملنے جا رہا تھا کہ ٹیکسی ڈرائیور نے مجھے رانا ہاؤس پہنچا دیا ۔ رانا ہاؤس میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے میں اندر پہنچا تو مجھے تمہارے ہاتھ کے سامنے پڑی ہوئی فلم نظر آ گئی میں نے اسے چیک کیا تو وہ وہی معاہدے والی فلم تھی میں نے اس کی ڈپلیکیٹ تیار کی اور خاموشی سے رانا ہاؤس سے باہر آ گیا میرا منصوبہ یہ تھا کہ تمہیں اس کا علم ہی نہ ہو سکے کہ فلم کی کاپی کی گئی ہے ۔ اس طرح معاہدے کی کاپی بھی ایکریمیا پہنچ جاتی اور تم اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اور پاکیشیا حکومت بھی مطمئن ہو جاتی کہ کاپی چوری نہیں ہوئی اور محفوظ ہو گئی ہے ۔ پھر میں نے وہ فلم اپنے باس کو بھجوا دی اور خود ہوٹل ریواز میں منتقل ہو گیا ۔ تاکہ دو چار روز یہاں رہ کر خاموشی سے ایکریمیا واپس چلا جاؤں گا ۔ اس طرح یہ مشن مکمل ہو جائے گا ۔ لیکن نجانے کس طرح تم نے میرا سراغ لگا لیا اور میں یہاں پہنچ گیا ۔ بس یہ ہے ساری بات ۔" واک نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

"تمہارا مطلب ہے کہ فلم تم نے بھجوا دی ہے ۔" عمران نے خشک لہجے میں کہا ۔

"ہاں وہ تو باس کے پاس پہنچ چکی ہے اور ظاہر ہے اب تمہیں اسے واپس لینے سے بھی کوئی فائدہ نہ ہو گا ۔ کیونکہ اس کی سینکڑوں کاپیاں

تیار ہو چکی ہوں گی اور اعلیٰ ترین حکام تک وہ پہنچ بھی گئی ہوگی اور ہو سکتا ہے کہ اب تک حکومت ایکریمیا اسے حکومت شوگران تک پہنچا بھی چکی ہو۔ تاکہ اسے اس معاہدے کو کینسل کرنے پر مجبور کیا جاسکے اور اسے لازماً اس معاہدے کو کینسل کرنا پڑے گا کیونکہ وہ خود ایکریمیا کے ساتھ ایک معاہدے کا پابند ہے۔ جس کے تحت اگر اس نے مخصوص قسم کی ٹیکنالوجی ایکریمیا کی اجازت کے بغیر کسی ملک کو منتقل کی تو پھر اسے اس کا بہت بڑا خمیازہ بھگتنا ہوگا اور یہ خمیازہ ایسا ہے کہ جسے کسی صورت بھی شوگران کی کوئی حکومت بھی برداشت نہیں کر سکتی۔" واک نے جواب دیتے ہوئے کہا اس کے لہجے میں باوجود اس حالت میں ہونے کے فتح کا تاثر نمایاں تھا۔

"تم نے یہ فلم کس طرح ایکریمیا بھجوائی ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"اب بتا دینے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے میں نے اسے گفٹ پیک کی صورت میں ایک کوریئر سروس کے تحت بھجوایا تھا۔" واک نے جواب دیا۔

"تو یہ تم تھے جس نے انٹرنیشنل کوریئر سروس کے ذریعے ایک قدیم مجسمہ بھجوایا تھا یہ مجسمہ تم نے اس پلازہ کی ایک نوادرات فروخت کرنے والی دکان سے خریدا تھا اور اسے وہیں سیلز مین کے ساتھ مل کر پیک کیا تھا......" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو واک بے اختیار اچھل پڑا۔

"تم تمہیں کیسے معلوم ہے۔ اوہ اوہ کیا تم واقعی جادو جانتے ہو کہ

تمہیں ہر چیز کا خود بخود علم ہو جاتا ہے۔" واک کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"میں تمہاری بات کی تصدیق کر لوں۔" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا سپیشل روم سے باہر آگیا۔ اس کے چہرے پر اس وقت شدید ترین پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ کیونکہ جو کچھ واک نے بتایا تھا اور جو کچھ اسے معلوم تھا اس لحاظ سے تو واقعی وہ واک کے ہاتھوں مکمل طور پر شکست کھا چکا تھا۔ اسے اپنی ذاتی شکست کا ملال نہ تھا بلکہ اس کے ذہن میں تو یہ سوچ کر زلزلہ سا مچا تھا کہ اس شکست کا مطلب پاکیشیا کا نقصان تھا۔ معاہدے کی منسوخی پاکیشیا کے مفادات کے خلاف تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم میں پہنچا اور پھر بلیک زیرو سے کوئی بات کئے بغیر سیدھا لیبارٹری کی طرف بڑھتا چلا گیا وہ اب اس ٹرانسمیٹر کو استعمال کر کے فائنل نتیجہ معلوم کرنا چاہتا تھا اس لئے لیبارٹری میں پہنچ کر ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے مشین کے ایک خاص خانے میں رکھ کر اس نے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا اور دوسرے لمحے مشین کے ایک خانے سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آواز سنائی دینے لگی۔

"ہیلو ہیلو واک کالنگ اوور۔" عمران نے ایک بٹن دبا کر واک کے لہجے اور آواز میں کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس اٹنڈنگ یو۔ تم کیا کرتے پھر رہے ہو۔ تمہارے ٹرانسمیٹر کو کیا ہو گیا تھا۔ کال ہی نہیں مل رہی تھی۔ وہ فلم کہاں ہے

اوور ۔" دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا اور باس کے فقرے کا آخری حصہ سن کر عمران کا دل یکلخت اچھل پڑا۔

" باس فلم تو میں نے گفٹ پیک بنا کر ایک کوریئر سروس کے ذریعے بھجوا دی تھی میں تو سمجھ رہا تھا کہ آپ کو اب تک مل بھی چکی ہو گی ۔ٹرانسمیٹر پر تو کال ہی نہیں آئی اوور ۔" عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

" مجھے کوئی گفٹ پیک نہیں ملا فوراً اس کوریئر سروس سے معلوم کرو فوراً اوور ۔" دوسری طرف سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

" یس باس میں ابھی معلوم کرتا ہوں ۔اوور ۔" عمران نے جواب دیا ۔لیکن اس کا شدید پریشانی سے ستا ہوا چہرہ فرط مسرت سے گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا تھا۔

" فوراً معلوم کرو اور مجھے رپورٹ دو اوور اینڈ آل ...." دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے جلدی سے مشین آف کی اور پھر کرسی سے اٹھ کر دوڑتا ہو واپس آپریشن روم میں پہنچ گیا۔ بلیک زیرو اسے اس انداز میں آتا دیکھ کر بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

" کیا ہوا عمران صاحب خیریت ۔" بلیک زیرو نے حیران ہو کر پوچھا۔

" اللہ تعالیٰ کی پاکیشیا پر خصوصی نظر کرم ہے بلیک زیرو ۔" عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی سے

رسیور اٹھایا اور تیزی سے انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے بلیک زیرو عمران کی یہ عجیب وغریب کیفیت دیکھ کر حیرت بھرے انداز میں اسے دیکھتا ہوا اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

" یس انکوائری پلیز۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

" انٹر نیشنل کوریئر سروس کے شان پلازہ آفس کا نمبر دیجئے ۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے نمبر بتایا گیا۔ عمران نے جلدی سے کریڈل دبایا اور پھر آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کر دیئے۔

" انٹر نیشنل کوریئر سروس ۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" مینیجر سے بات کراؤ۔ میں سنٹرل انٹیلی جنس بیورو سے اسسٹنٹ ڈائریکٹر جنرل بول رہا ہوں ۔" عمران کا لہجہ اس بار تحکمانہ تھا۔

" یس سر........ دوسری طرف سے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

" ہیلو سر میں آصف محمود بول رہا ہوں مینیجر ۔حکم فرمایئے ۔" چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی ۔لہجے میں گھبراہٹ تھی۔

" مسٹر مینیجر کل آپ کے اس آفس سے ایک غیر ملکی نے ایک گفٹ پیک ناراک کے پتے پر بک کرایا تھا۔ اس گفٹ پیک میں ایک قدیم مجسمہ بند تھا۔ جو کہ اس غیر ملکی نے شان پلازہ کی نوادرات فروخت

کرنے والی دکان سے خریدا اور پیک کرایا تھا۔ وہ گفٹ پیک ناراک میں مطلوبہ پتے تک نہیں پہنچا۔ چیک کر کے بتایئے کہ وہ گفٹ پیک کہاں ہے اور سنیئے اچھی طرح چیک کیجئے یہ انتہائی اہم ترین اور حساس ترین مسئلہ ہے۔" عمران نے بارعب لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں چیک کر کے بتاتا ہوں جناب ہولڈ کیجئے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔ پھر چند لمحوں تک لائن پر خاموشی چھائی رہی۔

"سر ہم نے اسے اپنے ہیڈ آفس روانہ کر دیا تھا۔ اس کے بعد ہمارے پاس اس کی کوئی اطلاع نہیں ہے اگر وہ ڈیلیور نہ ہوتا تو وہ فوری طور پر ہمارے پاس واپس آجاتا۔" مینجر نے ڈرے ڈرے لہجے میں کہا۔

"ہیڈ آفس کا نمبر بتایئے۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ مینجر کی بات سن کر اس کے چہرے پر ایک بار پھر پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے اور مینجر نے جیسے ہی ہیڈ آفس کے نمبر بتائے عمران نے جلدی سے کریڈل دبا کر مینجر کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیڈ آفس انٹرنیشنل کوریئر سروس .... " ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"اسسٹنٹ ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس۔ جنرل مینجر سے بات کرائیں۔" عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"یس سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو جہانداد خان بول رہا ہوں جنرل مینجر۔ فرمایئے۔" چند لمحوں

بعد دوسری طرف سے ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

"آپ کے شان پلازہ آفس سے کل ایک گفٹ پیک ناراک کے لئے بک ہوا ہے اور اس آفس کے مینجر کے مطابق وہ ہیڈ آفس روانہ کر دیا گیا تھا۔ لیکن یہ پیکٹ نہ ہی ناراک پہنچا ہے اور نہ ہی واپس اس آفس پہنچا ہے۔ آپ فوری طور پر معلوم کر کے مجھے بتائیں کہ یہ پیکٹ اس وقت کہاں ہے۔" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"بکنگ نمبر کیا ہے جناب اس پیکٹ کا۔" جنرل مینجر نے پوچھا۔

"یہ آپ اپنے مینجر سے پوچھ لیں مجھے فوراً اس کی تفصیل چاہئے اور سن لیں یہ انتہائی حساس ترین حکومتی معاملہ ہے ...... اس نے کسی قسم کی کوتاہی یا غلط معلومات آپ کی سروس کے مفادات کے خلاف ہوگی۔" عمران کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"یس سر آپ بے فکر رہیں میں ابھی معلومات کر کے آپ کے آفس فون کرتا ہوں آپ کا آفس نمبر کیا ہے جناب۔" جنرل مینجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اتنا وقت نہیں مسٹر جنرل مینجر۔ آپ یہ فون ہولڈ رکھیں اور فوری ساری تفصیلات مہیا کریں .... " عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔" دوسری طرف سے اس بار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور لائن پر خاموشی چھا گئی۔

"یہ آپ کی کیفیت کیا ہو رہی ہے۔" بلیک زیرو نے عمران کے

چہرے کے بدلتے ہوئے رنگوں کو دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں
پوچھا۔
"دعا کرو بلیک زیرو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اس وقت حقیقتاً میری
جان سولی پر لٹکی ہوئی ہے۔" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"ہوا کیا ہے کچھ تو بتائیے۔" بلیک زیرو عمران کے اس فقرے اور
انداز میں گھبرا گیا تھا۔
"اس وقت پاکیشیا کا قومی مفاد پنڈولم کی طرح حرکت کر رہا ہے۔
کبھی وہ کامیابی کی طرف گھوم جاتا ہے اور کبھی ناکامی کی طرف۔"
عمران نے جواب دیا اور پھر اس نے مختصر طور پر اسے اس پیکٹ میں
موجود فلم اور اس کے بلیک فلیم کے باس تک نہ پہنچنے لیکن واپس نہ
آنے کے متعلق بتایا تو بلیک زیرو کے چہرے پر بھی شدید سسپنس کے
تاثرات پھیلتے چلے گئے اسے اب احساس ہوا تھا کہ عمران اس وقت
کس اذیت سے گذر رہا ہے۔
"ہیلو جناب کیا آپ لائن پر ہیں۔" تقریباً دس منٹ بعد دوسری
طرف سے جنرل مینجر کی آواز سنائی دی۔
"یس۔" عمران نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔
"سر وہ پیکٹ جس کا پیکنگ نمبر ایک سو ایک تھا۔ ناراک کے لئے
بک کر دیا گیا تھا پیکٹ اوناس کرنڈ رجرڈ۔ چھ سو دو لبرٹی ایونیو مالی
واش ایریا ناراک کے لئے بک کرایا گیا تھا۔ بک کرانے والے کا نام
رومانو پال ہے اور اس نے اپنا پتہ دارالحکومت کے برائٹ پلازہ فلیٹ

نمبر تھرٹی ون لکھا تھا۔ ہم نے یہ پیکٹ کسٹم کلیرنس کے لئے سپیشل
فارن کسٹم پوسٹ سیکشن کو بھجوا دیا تھا۔ لیکن وہاں سے اطلاع آئی ہے
کہ یہ پیکٹ مشکوک قرار دے کر روک دیا گیا ہے اور اس کے بارے
میں باقاعدہ انکوائری کی جا رہی ہے۔" جنرل مینجر نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔
"اس سیکشن کے انچارج کا فون نمبر اور نام بتائیے۔" عمران نے تیز
لہجے میں پوچھا۔
"سر سیکشن انچارج طارق اعوان صاحب ہیں۔" دوسری طرف سے
کہا گیا اور ساتھ ہی ایک فون نمبر بھی بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبا
کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
"یس سپیشل فارن کسٹم پوسٹ سیکشن۔" رابطہ قائم ہوتے ہی
ایک آواز سنائی دی۔
"چیف آف سیکرٹ سروس سپیکنگ۔" عمران نے اس بار ایکسٹو
کے مخصوص لہجے میں کہا۔
"یس سر۔ یس سر۔ فرمائیے سر۔" دوسری طرف سے بولنے والا بے
اختیار گھبرا گیا تھا۔ شاید اس نے زندگی میں پہلی بار سیکرٹ سروس
کے چیف کا فون وصول کیا تھا۔
"سیکشن انچارج سے بات کراؤ......." عمران نے اسی طرح سرد لہجے
میں کہا۔
"یس سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو جناب میں طارق اعوان بول رہا ہوں جناب ۔ سیکشن انچارج جناب ۔ حکم جناب ۔" چند لمحوں بعد دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی ۔

"مسٹر طارق اعوان انٹرنیشنل کوریئر سروس سے ایک پیکٹ ناراک کے لئے بک ہوا تھا ۔اس کا نمبر ایک سو ایک ہے ۔ یہ پیکٹ آپ کے شعبے میں چیکنگ کے لئے بھجوایا گیا تھا اور آپ نے اسے روک لیا تھا ۔اس کے بارے میں تفصیلات بتایئے ۔" عمران کا لہجہ انتہائی سرد ہو گیا تھا ۔

"یس سر ۔یس سر ۔ایک منٹ سر ۔ابھی بتاتا ہوں سر ۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد اس کی آواز دوبارہ سنائی دی ۔

"سر اس پیکٹ کو حسب معمول ڈی ۔ ایم چیکنگ مشین اور ایکس ٹی سی وی چیکنگ مشین میں چیک کیا گیا تو ایس ٹی سی وی چیکنگ مشین نے رپورٹ دی کہ اس پیکٹ کے اندر ایک مائیکرو فلم موجود ہے ۔ چونکہ قانون کے مطابق کوئی مائیکرو فلم حکومت سے کلیرنس کے بغیر ملک سے باہر نہیں بھیجی جا سکتی ۔اس لئے ہم نے اس پیکٹ کو روک کر اپنے انکوائری عملے کے حوالے کر دیا تا کہ اس کے متعلق تفصیلات وہ اس بھیجنے والے سے حاصل کر سکیں ۔ لیکن سر انکوائری رپورٹ کے مطابق بھیجنے والے کا جو پتہ پیکٹ پر دیا گیا ہے وہ غلط ثابت ہوا ہے ۔اس پر پتہ برائٹ پلازہ کا دیا ہوا ہے لیکن پورے دارالحکومت میں کہیں بھی کوئی برائٹ پلازہ موجود نہیں ہے ۔ اس

لئے ہم نے اس پیکٹ کو کسٹم کلکٹر آفس بھجوا دیا ہے ۔ تا کہ وہ اس کے متعلق مزید احکامات جاری کر سکیں......" دوسری طرف سے جواب دیا گیا ۔

"وہاں کا فون نمبر بتایئے ۔" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا اور دوسری طرف سے فون نمبر بتایا گیا ۔عمران نے کریڈل دبایا اور نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا ۔

"یس کسٹم کلکٹر آفس ۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی ۔

"چیف آف سیکرٹ سروس ۔کلکٹر سے بات کرایئے......" عمران نے کہا ۔

"یس سر ۔یس سر ۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی ۔

"چیف کسٹم کلکٹر راٹھور بول رہا ہوں جناب ۔" بولنے والے کے لہجے میں ادب کے ساتھ ساتھ حیرت کا عنصر واضح تھا ۔

"آپ کے پاس سپیشل فارن کسٹم پوسٹ سیکشن سے ایک پیکٹ بھجوایا گیا ہے کیا وہ آپ کے پاس پہنچ گیا ہے ۔" عمران نے خشک لہجے میں پوچھا ۔

"سر میں معلوم کرتا ہوں سر ۔" دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور چند لمحوں بعد آواز دوبارہ سنائی دی ۔

"یس سر وہ پیکٹ پہنچ گیا ہے ۔اس کے بھیجنے والے کا پتہ ٹریس

نہیں ہو سکا۔ اس میں مائیکرو فلم ہے۔ اس لئے قانون کے مطابق اس فلم کی تفصیلی چیکنگ کے لئے ہم اسے کسٹم لیبارٹری بھجوا رہے ہیں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس وقت وہ پیکٹ کہاں ہے۔" عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

"جی۔ جناب...... ہمارے دفتر میں ہے جناب......" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اسے اپنے پاس رکھیئے۔ کہیں مت بھیجئے۔ اس میں حکومت کا ایک اہم ترین راز بند ہے۔ حکومت کا آدمی ابھی آپ سے رابطہ کرے گا" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ یس سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے جلدی سے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... سر سلطان سے بات کراؤ" عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔ دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"سلطان بول رہا ہوں جناب۔" چند لمحوں بعد سر سلطان کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"سر سلطان۔ ایک گفٹ پیکٹ انٹرنیشنل کوریئر سروس کے شان پلازہ آفس سے ناراک کے لئے بک کرایا گیا تھا۔ اس کا بکنگ نمبر

ایک سو ایک ہے۔ یہ پیکٹ سپیشل فارن کسٹم پوسٹ سیکشن میں پہنچا تو مخصوص مشین نے چیک کیا کہ اس کے اندر مائیکرو فلم ہے چنانچہ اسے انکوائری سیکشن کے حوالے کیا گیا مگر وہاں سے رپورٹ ملی کہ اس پر دیا گیا پتہ غلط ہے چنانچہ یہ پیکٹ قانون کے مطابق کسٹم کلکٹر آفس بھجوا دیا گیا۔ میری ابھی کلکٹر کسٹم سے بات ہوئی ہے پیکٹ ان کے پاس موجود ہے وہ اسے لیبارٹری بھجوا رہے تھے کہ میں نے اسے روک دیا ہے آپ سرکاری طور پر اس پیکٹ کو کلکٹر کسٹم آفس سے منگوائیں اور میرے نمائندے علی عمران کے فلیٹ پر بھجوا دیں۔ یہ کام فوری ہونا چاہئے۔ اور مائیکرو فلم چونکہ بے حد اہمیت کی حامل ہے اس لئے یہ کام پوری ذمہ داری سے ہونا چاہئے۔" عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر میں ابھی انتظامات کرتا ہوں جناب۔" دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور عمران نے او۔ کے کہہ کر ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سلیمان بول رہا ہوں۔" رابطہ قائم ہوتے ہیں دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ ابھی سر سلطان کا آدمی ایک پیکٹ فلیٹ پر دے جائے گا جیسے ہی وہ پیکٹ پہنچے تم نے فوراً اسے دانش منزل پہنچانا ہے اور سنو یہ کام پوری ذمہ داری کے ساتھ ہونا چاہئے۔" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب۔" سلیمان کی مودبانہ آواز سنائی دی اور عمران نے رسیور رکھ کر اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیا۔ اس کا چہرہ اندرونی مسرت سے چمک رہا تھا۔

"خدایا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ تو اپنے بندوں کی کوتاہیوں کو معاف کرنے والا ہے۔" عمران نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ پیکٹ روکا نہ جاتا تو واقعی پاکیشیا کا انتہائی نقصان ہو جاتا۔ لیکن کسٹم میں اس طرح کی چیکنگ کا تو پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"یعنی اب تمہیں باداموں کی بھی دو چار بوریاں خرید کر دینی پڑیں گی۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"باداموں کی بوریاں۔ کیا مطلب۔" بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بوریاں اس لئے کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ہو۔ دس بارہ سیر باداموں سے تو تمہاری یاداشت بہتر نہیں ہو سکتی۔" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں میری یاداشت کو کیا ہو گیا ہے۔" بلیک زیرو نے اس بار قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"خراب ہو گئی ہے ورنہ تم۔ تم کم از کم یہ فقرہ نہ کہتے کہ اس طرح کی چیکنگ پہلے کبھی نہیں سنی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یعنی آپ کا مطلب ہے کہ میں یہ بات بھول گیا ہوں میں نے پہلے اس چیکنگ کے بارے میں سن رکھا ہے حالانکہ میں نے واقعی آج سے پہلے نہیں سنا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"سن رکھا کا کیا مطلب اس چیکنگ کے آرڈر بھی تم نے کئے ہوئے ہیں اور تمہاری تجویز پر حکومت نے پاکیشیا سے جانے والے ہر پیکٹ کو چیک کرنے کے لئے خصوصی مشین درآمد کی ہوئی ہے اور اب تم خود ہی کہہ رہے ہو کہ میں نے اس کے بارے میں سنا تک نہیں ہے اب تباؤ کہ مرض جب اس سٹیج پر پہنچ چکا ہو اور وہ بھی سیکرٹ سروس کے چیف کا تو پھر باداموں کی بوریاں خرچ نہ ہوں گی تو کیا ہو گا۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"میری تجویز۔ نہیں۔ عمران صاحب میں نے تو کبھی ایسی کوئی تجویز حکومت کو نہیں بھیجی اوہ اوہ یقیناً یہ تجویز آپ نے ارسال کی ہو گی میں نے تو واقعی ایسی کوئی تجویز نہیں دی۔" بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"ارے ارے ایکسٹو تو تم ہو۔ میری بھلا اتنی حیثیت کہاں کہ حکومت میری تجویز پر اس قدر مہنگی مشین درآمد کرتی پھرے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"لیکن آپ نے تجویز کب بھیجی تھی۔ مجھے تو واقعی اس کا علم نہیں ہے۔" بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو کا صرف یہی کام نہیں ہے کہ وہ جرم ہونے کے بعد حرکت

میں آئے اور مجرموں کو گرفتار کرائے...... ایکسٹو کی ڈیوٹی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ ملکی سلامتی کے خلاف ہونے والے جرائم کو روکنے کے لئے پیش بندی کرے۔ ایسے انتظامات کرائے جس سے جرم وقوع پذیر نہ ہوسکے اور اس کے لئے ایکسٹو ہر سال ایک رپورٹ بنا کر حکومت کو ارسال کرتا ہے۔ جسے ڈیمانڈ رپورٹ کہا جاتا ہے اور اس کی نقل زیرو روم کی سپیشل الماری میں رکھ دی جاتی ہے۔ اگر تم اس الماری کو کبھی کھولنے کی تکلیف گوارا کرو تو تمہیں ہر سال کی یہ رپورٹیں پڑھنے کے لئے مل سکتی ہیں اور مجھے معلوم ہے کہ دو سال پہلے ایکسٹو نے یہ تجویز بھجوائی تھی اور تم نے دیکھا کہ آج اس تجویز کی وجہ سے پاکیشیا کتنے بڑے نقصان سے بچ گیا ہے، ورنہ یہ فلم ایکریمیا پہنچ چکی ہوتی اور ہمارے پاس سوائے ہاتھ ملنے کے اور کوئی چارہ کار نہ رہتا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ آپ نے کبھی اس الماری میں موجود فائلوں کے بارے میں مجھے بریف ہی نہیں کیا۔ میں تو یہی سمجھ رہا تھا کہ اس الماری میں آپ کی ذاتی فائلیں موجود ہیں۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ آپ ایسی تجاویز باقاعدگی سے بھجواتے ہیں یقیناً حکومت آپ کی ہر تجویز پر باقاعدگی سے عمل کرتی ہوگی۔" بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کاش ایسا ہو جاتا۔ میں نے سب سے پہلے تو شادی کی تجویز بھجوائی تھی اور آج تک اس تجویز پر عملدرآمد کا انتظار کر رہا ہوں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی شادی سرکاری طور پر ہو۔" بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میری شادی۔ یہ میری شادی کا ذکر کہاں سے آگیا۔" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ابھی آپ نے خود تو کہا ہے۔" بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں نے تو ایکسٹو کی شادی کی بات کی تھی۔" عمران نے اسی طرح منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور کمرہ بلیک زیرو کے قہقہے سے گونج اٹھا پھر انہیں اسی طرح کی ہلکی پھلکی باتیں کرتے ہوئے آدھا گھنٹہ گذرا ہو گا کہ آپریشن روم میں سیٹی کی مخصوص آواز سنائی دی اور بلیک زیرو نے چونک کر میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور پھر میز کی سب سے نچلی دراز کھول کر اس نے اس کے اندر موجود ایک پیکٹ نکال کر میز پر رکھ دیا۔ یہ گفٹ پیکٹ تھا۔ سلیمان نے یقیناً اسے عمران کی ہدایت کے مطابق دانش منزل کی بیرونی دیوار میں موجود مخصوص خانے میں ڈالا ہوگا اور اس طرح وہ آٹو میٹک سسٹم کے تحت خود بخود یہاں پہنچ گیا تھا۔ عمران نے جلدی سے پیکٹ کھولا اس کے اندر ایک پرانا سا مجسمہ موجود تھا۔ عمران نے اس مجسمے کو چیک کرنا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد اس نے مجسمے کو کھول لیا۔ اس کے اندر واقعی مائیکرو فلم موجود تھی عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فلم اٹھائی اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں اسے چیک کر لوں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے اب اس میں کیا شک ہو سکتا ہے۔" بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

"ہر کام کو اس کے منطقی انجام تک پہنچنا چاہئے۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ لیبارٹری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ لیبارٹری پہنچ کر اس نے فلم کو چیکنگ مشین میں ڈالا اور اسے آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ مشین پر موجود سکرین روشن ہو گئی اور عمران کی نظریں اس سکرین پر جم سی گئیں، لیکن جب سکرین اسی طرح صاف رہی تو اس نے چونک کر ایک ڈائل کی طرف دیکھا دوسرے لمحے اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار ابھر آئے۔ ڈائل کے مطابق فلم چیک ہو رہی تھی۔ لیکن سکرین اسی طرح صاف تھی۔ اس نے تیزی سے جھک کر مشین کے یکے بعد دیگرے دو اور بٹن دبا دیئے اور دوسرے لمحے ایک اور چھوٹا سا ڈائل روشن ہو گیا۔ جس پر "ایس" کا حرف تیزی سے جل بجھ رہا تھا اور عمران چند لمحے تو حیرت سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اس نے جلدی سے مشین آف کی اور مخصوص خانے سے فلم نکال لی۔ ایک بار پھر اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے اور ہونٹ بھنچ گئے تھے وہ فلم اٹھائے تیزی سے واپس مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم میں پہنچ گیا۔

"کیا ہوا۔ کیا فلم غلط ہے۔" بلیک زیرو نے عمران کا چہرہ دیکھتے ہی چونک کر کہا۔

"ہاں یہ سپاٹ فلم ہے۔ یہ وہ فلم نہیں ہے جو رانا ہاؤس کی مشین سے تیار کی گئی تھی۔" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کا چہرہ بھی حیرت سے بگڑ سا گیا۔

"اس واک نے کوئی گیم کھیلی ہے۔ میں اس کی روح سے بھی اصل بات اگلوا لوں گا۔" عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور میز پر موجود کھلا ہوا مجسمہ پیکٹ اور کاغذات اٹھائے اور تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے نکل کر سپیشل روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کا خون غصے سے کھول رہا تھا۔ سپیشل روم کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔ تو قالین پر سر جھکائے بیٹھا ہوا واک بے اختیار چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"تم نے مجھے ڈاج دینے کی کوشش کی ہے واک اور اب تمہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر کرسی کے بازو پر موجود آپریٹنگ سیکشن کے بٹن پریس کر دیئے۔ دوسرے لمحے سرسراہٹ کی آواز کے ساتھ ہی درمیانی شیشہ اوپر کو اٹھ کر چھت میں غائب ہو گیا۔

"کہاں ہے وہ فلم جو تم نے رانا ہاؤس میں تیار کی تھی۔" عمران نے مڑ کر واک کی طرف بڑھتے ہوئے غرا کر کہا۔ اس کے چہرے پر اس وقت شدید ترین غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔

"مم میں نے بتایا تو ہے کہ وہ میں نے گفٹ پیکٹ۔" واک نے جو اس دوران اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ عمران کے اس غیظ و غضب کو دیکھتے ہوئے گھبرا کر کہنا شروع کیا۔

" یہ ہے تمہارا وہ گفٹ پیکٹ ۔ دیکھو یہی ہے ناں ۔ لیکن اس میں موجود فلم سادہ ہے ۔ تم نے مجھ سے اڑنے کی کوشش کی ہے کہ اصل چھپا کر ڈاج دینے کے لئے یہ سپاٹ فلم گفٹ پیکٹ میں بھجوا دی ۔ بولو کہاں ہے ۔ اصل فلم ۔" عمران نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا اور واک حیرت سے ہاتھ میں پکڑے ہوئے اور پیکٹ کو دیکھ ہی رہا تھا کہ عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے واک چیختا ہوا اچھل کر چار قدم دور جا گرا ۔ عمران کا بھرپور تھپڑ اس کے چہرے پر پڑا تھا ۔

" بولو کہاں ہے اصل فلم ...... نکالو اصل فلم ۔ وہ یقیناً تمہارے پاس ہے ۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی بڑھ کر اس نے اٹھتے ہوئے واک کی پسلیوں میں زوردار لات مار دی اور کمرہ ایک بار پھر واک کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخ سے گونج اٹھا ۔

" فلم نکالو فلم ۔ وہ فلم جس میں تحریر ہے ۔" عمران کے لہجے میں بے پناہ غصہ تھا ۔

" مم ۔ مم میں سچ کہہ رہا ہوں ۔ وہ فلم ۔" واک نے کراہتے ہوئے کہنا شروع ہی کیا تھا کہ عمران کی لاتیں کسی مشین کی طرح حرکت میں آ گئیں اور پھر کمرہ واک کی مسلسل اور کربناک چیخوں سے گونجنے لگا ۔ پھر جب واک کی چیخیں ڈوب گئیں تو عمران جھکا اور اس نے گردن سے پکڑ کر واک کو ایک ہاتھ سے اوپر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش سی کر دی اور واک ایک بار پھر چیختا ہوا ہوش میں آ گیا اس کی حالت بے حد خستہ ہو رہی تھی ۔ اس کی ناک

اور منہ سے خون بہنے لگا تھا ۔ واک گو سپیشل ایجنٹ تھا لیکن اس وقت تو عمران غصے سے بپھرا ہوا تھا اور دوسرے شاید واک بھی عمران کی بات سن کر ذہنی طور پر ماؤف سا ہو گیا تھا ۔ اس لئے عمران کی مشین کی طرح چلتی ہوئی لاتوں کے سامنے وہ کوئی رد عمل ظاہر نہ کر سکا تھا ۔

" بولو کہاں ہے فلم ...... ورنہ تمہاری ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دوں گا ۔" عمران نے غراتے ہوئے کہا ۔

" مم ۔ مم سچ کہہ رہا ہوں میں نے فلم ۔" واک کے [illegible] سے [illegible]اظ نکلے اور پھر اس کی آواز ڈوبتی چلی گئی ۔ اس کے ساتھ ہی اس کے جسم نے جھٹکا کھایا اور اس کے منہ سے خون بہہ نکلا ۔ عمران نے ایک جھٹکے سے اسے دور پھینک دیا ۔ واک ختم ہو چکا تھا ۔ عمران ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا اس لاش کو دیکھتا رہا ۔ پھر تیزی سے مڑا اور سپیشل روم سے نکل کر ایک بار پھر آپریشن روم کی طرف چل پڑا ۔ عمران کے چہرے پر جس قسم کے تاثرات تھے ۔ انہیں دیکھ کر بلیک زیرو بے اختیار سہم کر رہ گیا ۔ اس نے شاید کچھ پوچھنے کے لئے منہ کھولا تھا لیکن پھر بغیر کچھ کہے اس نے منہ بند کر لیا ۔ واک کے مرتے وقت الفاظ اور لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے ۔ پھر اصل فلم کہاں گئی ۔ کون لے گیا اسے ۔" عمران نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" جناب ہو سکتا ہے کہ رانا ہاؤس کی مشین آپریٹ کرنے میں اس سے غلطی ہو گئی ہو اور فلم سپاٹ رہ گئی ہو ۔" بلیک زیرو نے ڈرتے ڈرتے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا ۔

"اوہ اوہ واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے۔" عمران نے چونک کر کہا اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے تیزی سے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس۔" رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جوزف ...... فوراً لیبارٹری میں جاؤ اور تین نمبر مشین کو آن کر کے اس کے ریکارڈنگ سیکشن کو آپریٹ کر کے چیک کرو کہ کیا ریکارڈنگ سیکشن کی میموری میں کوئی فلنگ موجود ہے یا نہیں۔ فوراً جاؤ اور پھر مجھے آکر بتاؤ فون ہولڈ رکھو ......" عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس۔" دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد رسیور علیحدہ رکھے جانے اور جوزف کے قدموں کی آواز سنائی دی اور پھر ڈوب گئی۔ عمران رسیور پکڑے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ مسلسل دانتوں سے ہونٹ چبا رہا تھا۔ چہرے کے عضلات سکڑے ہوئے تھے اور پیشانی پر شکنوں کا جیسے جال سا پھیلا ہوا تھا۔ بلیک زیرو بھی خاموش بلکہ قدرے سہما ہوا بیٹھا تھا۔

"ہیلو باس۔" تھوڑی دیر بعد جوزف کی آواز سنائی دی۔

"ہاں کیا رپورٹ ہے۔" عمران نے خشک لہجے میں پوچھا۔

"باس میموری میں کوئی فلنگ نہیں ہے۔ وہ خالی ہے۔" دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"کیا تم نے ہوش و حواس میں چیک کیا تھا ناں۔" عمران نے تیز

لہجے میں پوچھا۔

"یس باس۔" دوسری طرف سے جوزف نے جواب دیا۔

"ایک بار پھر جاؤ اور اچھی طرح چیک کر دجاؤ۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔" دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی اور ایک بار پھر رسیور علیحدہ رکھے جانے اور قدموں کی دور جاتی ہوئی سنائی دی۔

"چار بار چیکنگ رپورٹ۔ دو بار تو میں نے کی۔ تیسری بار واک نے اور چوتھی بار فلم بنائی گئی۔ اس کا مطلب ہے کہ واک نے فلم تیار کرنے کے بعد اسے چیک نہیں کیا۔ ورنہ لازماً پانچویں بار بھی چیکنگ رپورٹ ملتی۔" عمران نے خود کلامی کے سے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہیلو باس۔" جوزف کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔

"میں نے دوبارہ چیک کیا ہے باس۔ میموری سیکشن خالی ہے باس جوانا کو میں اس بار ساتھ لے گیا تھا۔ آپ اس سے پوچھ لیں۔" جوزف نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بات کراؤ۔" عمران نے اسی طرح خشک لہجے میں کہا۔

"ہیلو ماسٹر۔ جوزف درست کہہ رہا ہے میں نے اس کے ساتھ جا کر چیکنگ کی ہے۔ میموری سیکشن میں کوئی فلنگ نہیں ہے۔" جوانا کی آواز سنائی دی۔

"او کے ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ واک مشین کو درست طور پر آپریٹ نہیں کر سکا۔ فلم سپاٹ ہی رہی۔" عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کا ستا ہوا چہرہ نارمل ہوتا جا رہا تھا۔

"ہاں ہماری ساری بھاگ دوڑ بے کار ثابت ہوئی اگر پہلے اس بات کی چیکنگ کر لی جاتی تو اتنی پریشانی نہ ہوتی۔" بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"واک نے جس طرح فلم کی کاپی تیار کی ہے۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ مشینری کو آپریٹ کرنے کا ماہر ہے۔ لیکن شاید اللہ تعالیٰ کو پاکیشیا کی بہتری مقصود ہوتی ہے کہ واک نے اس مشین کے سپیشل آپریٹنگ سسٹم کو پوری طرح نہیں سمجھا۔ اس میں کاپینگ سیکشن کے دونوں بٹنوں کو دو بار پریس کیا جاتا ہے۔ ایک بار پریس کرنے سے دونوں فلمیں ایک وہ جس کی کاپی بنائی جا رہی ہو اور دوسری سادہ حرکت میں تو آ جاتی ہیں۔ لیکن جب تک دوسری بار یہ دونوں بٹن پریس نہ کئے جائیں فلم پر موجود مواد دوسری فلم پر منتقل نہیں ہوتا اور واک سے جلدی میں یہی بنیادی غلطی ہوئی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو۔" عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں عمران ہے یہاں۔" دوسری طرف سے سر سلطان کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب آپ کا شکریہ کہ آپ نے بروقت کارروائی کی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ کیسی فلم تھی جو گفٹ پیک میں موجود تھی۔" سر سلطان نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"سادہ فلم تھی اور اس کی اسی سادگی نے میرا آدھے سے زیادہ خون جلا ڈالا ہے۔ وہ ایک شاعر نے کہا تھا کہ "اس سادگی پر کون نہ مر جائے اے خدا" شاعر کے اس مصرعے کی آج مجھے سمجھ آئی ہے۔ کہ سادگی وجہ ہلاکت بھی ہو سکتی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب........ سادہ فلم تھی اور سادگی کی وجہ سے تمہارا خون جلا ہے۔" سر سلطان نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو عمران نے فلم کی کاپی بنانے کی اطلاع سے لے کر واک کی گرفتاری اور اس پیکٹ سے نکلنے والی فلم کے سادہ ہونے اور پھر جوزف سے دوبارہ چیکنگ کرنے تک ساری بات تفصیل سے بتا دی۔

"اوہ یہ تو واقعی مر جانے والی بات ہی بن گئی تھی۔ بہرحال اب تو یہ معاہدہ محفوظ ہو چکا ہے ناں۔ اب مزید کوئی خطرہ نہیں ہے۔" سر سلطان نے پوچھا۔

"ایک خطرہ ابھی باقی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کک کونسا۔" سر سلطان نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"مس فیروزہ کا۔ وہ صدر مملکت کی رشتہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے دفتر میں آفیسر بھی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری صدر مملکت سے اس کے بارے میں تفصیلی بات ہوئی ہے صدر صاحب نے حکم دیا ہے کہ اگر وہ پاکیشیا کی غدار ہے تو اس پر باقاعدہ مقدمہ چلایا جائے وہ ایسے لوگوں کو ایک لمحے کے لئے معاف کرنے پر تیار نہیں ہیں۔ اس لئے تم اسے قانون کے حوالے کر دو۔ معاہدے کی تفصیلات کو خفیہ رکھنے کے انتظامات کر لئے جائیں گے"۔ سر سلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"او۔ کے جو آپ کا حکم۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے رسیور رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں ذرا اس واک کے چیف سے بھی دو باتیں کر لوں۔ تم اس دوران چائے کا ایک کپ میرے لئے بنا ڈالو۔ اس سپاٹ فلم نے تو میرے دماغ کو چولیں تک ہلا کر رکھ دی ہیں۔" عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا لیبارٹری کی طرف بڑھ گیا۔

ختم شد